وتلک الایام نداولہا بین الناس

تاریخ افغانستان

ترجمہ

افغانستان

کتاب انگریزی مصنفہ

پی ۔ ایف ۔ واکر صاحب

بیرسٹرایٹ لا و سابق (۵۷) رجمنٹ

حسب الحکم

قدردان علم و ہنر فیض رسان ملک و ملت نواب عماد نواز جنگ حسن بن عبد اللہ صاحب بہادر عمدہ داران سرکار نظام

مطبوعہ مطبع سفیر دکن واقع بلدہ حیدرآباد دار السلطنت آصفیہ

قیمت فی مجلد عہ

۱۳۰۵ھ

دیباچہ

اس کتاب کی تصنیف سے یہ غرض ہے کہ افغانستان کی ایک ایسی مختصر تاریخ شائقین کے روبرو پیش کی جاوے جو نہ بہت مفصل ہو نہ مختصر پڑھ لیجاوے۔ مصنف کا قصد ہے کہ صفحات ذیل میں اس ملک کی تاریخ بیان کیجاوے جس کی طرف ہماری سلطنت ہند سے ایک خاص تعلق رکھنے کی وجہ سے عوام کی توجہ زیادہ مائل ہے چونکہ مصنف جنگ افغان کے زمانہ میں افغانستان میں موجود تھا لہذا اکثر واقعات ذاتی تجربہ اور خاص موقع پر تحقیقات و تاریخ کرکے ثبت کئے گئے ہیں اور باقی امور تاریخی تصنیفات ذیل سے لئے گئے ہیں جن کے مصنفوں کی کتب کا شکریہ بجا لانا واجبات سے ہے۔ وہ کتابیں یہ ہیں جنگ افغان مصنفہ کئی صاحب تاریخ ہند مصنفہ الفنسٹن صاحب یادداشت کابل اور بیان قتل فوج کابل مصنفہ لفٹیننٹ آئیر صاحب تاریخ افغانستان مصنفہ ملسن صاحب علاوہ بریں اکثر مطبوعہ و مختلف رسالجات و اخبارات کے مضامین سے بھی مطلب لیا گیا ہے فقط۔

مقام [illegible] —— مورخہ جنوری [illegible]

یک حصہ کو اپنی بادشاہت میں ملحق کر دیا۔
کندر اعظم نے ہندوستان پر چڑھائی کی۔ تیں سو اکتیس سال قبل
نہ عیسوی کے اس نے کابل کو زیر کر کے کوہستان سے گذر کر اٹک
ے نزدیک دریای سندہ پر عبور کیا۔ اور دریاے جہلم کے کنارے پر
جہ پورس (فور) کو شکست دی وہاں سے دریاے ستلج تک بڑھا
ر بمجبوری اُس دریا کو اس نے سلطنت کی حد قرار دیا اس لئے کہ اس
ی فوج نے وہاں سے آگے بڑھنے سے انکار کیا گو اس کی نہایت آرزو
ھی کہ دریاے گنگ کے اضلاع تک فتح کے نشان لے جاوے کیونکہ
کندر نے وہاں کی دولت و حشمت کے بارے میں نہایت مبالغہ
میز خبریں سُنی تھیں۔
سنہ ء میں جانب شمال سے محمود شاہ غزنین نے یورش کی بادشاہ
ی مرتبہ حملہ کر کے شمالی ہند کے ایک بڑے حصہ کو لے لیا وہ سومنات
ک پہنچکر وہاں سے مندر کا صندلی دروازہ غزنین کو سنہ ۱۰۲۴ء میں لے آیا
س دروازہ کے بارے میں لارڈ النبرا نے اشتہار عام جاری کیا تھا جس کا
ئندہ ذکر ہوگا غزنیں سلطان محمود کے عہد میں دنیا کے سب سے زیادہ
ا رونق شہروں میں شمار ہونے لگا وہ سنگ مرمر کے محلات وعمارتوں
ھرا ہوا تھا سنہ ۱۱۵۲ء تک اس شہر کی رونق و شان قایم رہی مگر مابعد علاالدین
نے اُس کو لوٹ کر غارت کر دیا۔ محمود غزنوی کا خاندان سنہ ۱۱۸۶ء تک حکمران رہا
اندان غزنوی کے نیست و نابود ہونیکے بعد خاندان غوری نے افغانستان
ر اپنا تسلط جمایا۔ اس خاندان کا بانی سب سے زیادہ مشہور محمد غوری
ہوا ہے۔ اس نے افغانستان سے ہندوستان پر حملہ کر کے راجپوتا اور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاریخ افغانستان

میرا قصد ہے کہ کتاب ہذا میں مختصر تاریخ ملک افغانستان کے زمانۂ قدیم سے زمانۂ حال تک تحریر کروں اور اس میں افغانستان کی جنگ اول جو ۱۸۳۸ء سے ۱۸۴۲ء تک ہوتی رہی اور جنگ حال و نیز دیگر معاملات متعلق افغانستان کا بھی تفصیل مذکور ہو۔ میرا ارادہ نہیں ہے کہ ملک کے جغرافیہ کی زیادہ تفصیل بیان کروں میں صرف حدود ملک کے بیان ہی پر اکتفا کرتا ہوں۔

افغانستان کے شمال میں دریائے آکسس واقع ہے اس دریا سے ملک ایران کی سرحد تک ایک خط کھینچنے سے افغانستان اور ملک خیوہ تقسیم ہو جاتا ہے افغانستان کے مغرب میں ملک ایران واقع ہے اور جنوب میں بلوچستان اور جنوب و مشرق کے گوشہ میں برٹش انڈیا ہے ان دونو ملکوں کو کوہ سلیمان و کوہ سفید نے علیحدہ علیحدہ کر دیا ہے۔ افغانستان کے گوشۂ مشرق میں کشمیر واقع ہے۔ زمانۂ سلف میں وہ قطعہ زمین جو حدود مذکورۂ بالا کے درمیان واقع ہے اور اب خود افغانستان کے نام سے مشہور ہے اس سلطنت کا ایک حصہ تھا جس کا دار الخلافت نینوا تھا کل حملہ آوران ہند جو شمال کی جانب سے یورش کر کے آئے افغانستان کے درمیان گزر کر وارد ہوئے۔ پانسو اٹھائیس سال قبل سنہ عیسوی کے دارا ایران کا بادشاہ دریائے سندھ کو عبور کر کے حملہ آور ہوا اور شمالی ہند

اس کے رفقا کو شکست دی - اور وہاں اسلامی حکمرانی قایم کی اس کے
سپہ سالاروں نے بنگال و بہار تک اس کی سلطنت بڑھائی - یہ بادشاہ
۱۲۱۰ء میں راہی ملک عدم ہوا -
چند عرصہ بعد چنگیز خاں سرغنہ فرقہ مغل جو تاتاریوں کے ایک گروہ میں سے
تھا کُل وسط ایشیا میں غارت گری پھیلا کر دریا سندھ تک چلا آیا -
۱۲۹۸ء میں مغلوں نے دوبارہ ہندوستان پر یورش کی مگر دہلی کے
قریب شکست کھا کر واپس چلے گئے -
ایک صدی بعد تیمور نے جو اکثر تمر لنگ کے نام سے بھی مشہور ہے وسط
ایشیا کو زیر حکومت کر کے ہندوستان کی فتح کے لئے یورش کی اور اٹک
کے نزدیک دریائے سندھ کو عبور کر کے دہلی تک ملک کو غارت کر کے
پھر واپس چلا گیا یہ واقعہ ۱۳۹۸ء کا ہے -
۱۵۰۱ء میں تیمور کے بعد بابر شاہ نے شمال سے ہندوستان پر چڑھائی
کی - وہ اس کی چھٹی پشت میں تھا - اس نے ۱۵۰۴ء میں کابل کو فتح کیا
اور باوجودیکہ قوم ازبک سے متواتر جنگ و جدال ہوتی رہی تاہم اپنی
حکومت قایم رکھی ہندوستان پر یکے بعد دیگرے برابر چار مرتبہ یورش
کرنے کے بعد جس کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ حاصل نہوا - پانچویں بار ۱۵۲۶ء میں میدان
پانی پت میں ابراہیم لودھی سے مقابلہ کیا - جنگ میں بابر کو کامل فتح نصیب
ہوئی - اور وہ تخت دہلی پر بیٹھا -
یہ نہایت حیرت انگیز معاملہ ہے کہ بابر نے اپنی صرف ۱۲۰۰۰ بارہ ہزار جنگ
آزمودہ سپاہ سے ابراہیم لودھی کی ایک لاکھ فوج کا مقابلہ کیا - تمام دن جنگ
ہوتی رہی - آخر شاہ دہلی کو شکست فاش ہوئی - جس میں اُس کے پندرہ ہزار

سپاہی قتل ہوئے۔ چندیری و اودھ۔ بہار فتح کرنے کے بعد ۱۵۳۰ء میں بابر نے انتقال کیا۔ اور نعش بموجب اُس کی وصیت کی آگرہ سے کابل کو بھیجی گئی اس کا بیٹا ہمایوں تخت دہلی پر اس کا جانشین ہوا مگر ۱۵۴۰ء میں شیر شاہ سے شکست کھا کے خود ہندوستان سے اور ہندوستان اس کے قبضہ سے نکل گیا ۱۵۴۴ء میں شاہ طہماسپ والئے ایران سے مدد حاصل کر کے قندھار کو فتح کیا۔ اور تھوڑے عرصہ بعد کابل کو بھی اپنے زیر حکومت بنا لیا۔ سلطان عدلی شاہ دہلی کی عیاشی و کمزوری کا موقع پا کر ہمایوں شاہ نے ۱۵۵۵ء میں دریائے سندھ کو عبور کیا اور دہلی کی اِن فوجوں کو جو اس کے مقابلہ میں بھیجی گئی تھیں شکست دے کر بھگا دیا۔ اب وہ دوسرے مرتبہ تخت دہلی پر بیٹھا۔ مگر چھ مہینے بعد محل کے فرش سنگ مرمر پر سے پھسل کر گر پڑا جس سے اس قدر ضرب شدید پہنچی کہ انتقال کر گیا۔ اس کا جانشین اکبر ہوا جو شاہان مغلیہ میں سب سے زیادہ لائق و نامور گذرا ہے مگر وہ اپنے والد کے تخت پر بلا خرخشہ و وقت بیٹھنے نہ پایا اس پر سلطان عدلی شاہ نے ہندو سپہ سالار ہیمو نے یورش کی۔ میدان پانی پت جس میں شاہان افغانستان نے تخت دہلی پر قبضہ حاصل کرنے کے لئے بارہا کوششیں کی تھیں۔ اب دوبارہ ایک جنگ عظیم کا منظر ہوا۔ سخت جنگ و جدال کے بعد سلطان عدلی کی فوج کو شکست ہوئی ہیمو قید کر لیا گیا اور قتل ہوا ۱۵۵۶ء اس فتح سے اکبر کا تخت مستقل ہو گیا اور اب اس کو کوئی بیرونی اندیشہ و خطرہ نہ رہا۔

اب تک جن افغانوں نے پہلے فتح حاصل کی تھی اُن کے نسل کے لوگ بنگال و اڑیسا پر حکمراں بنے ہوئے تھے لیکن ۱۵۷۶ء میں اکبر کے

سپہ سالار داؤد خاں نے اُس کو شکست دیکر اور قتل کرکے اِن صوبوں کو اپنے آقا کی سلطنت میں ملحق کر لیا۔ افغانوں کی حکومت بنگال و اڑیسہ میں دو سو برس تک قایم رہی۔

اِس وقت ہندوستان کا زیادہ تر حصہ اکبر کے زیر حکومت ہو گیا تھا تاہم اِس کو شمال و مغرب میں سرحدی پہاڑی اقوام و قبیلوں کو مغلوب کرنا باقی تھا جو کسی طرح اپنی قزاقی و غارت گری سے باز نہ آتے تھے۔ نہ تہدید و تخویف سے نہ جود و عطا سے اِن کو مطیع کرنے کے لئے اکبر نے ایک زبردست فوج روانہ کی۔ لیکن تاہم یہ مہم نہایت مصیبت انگیز اور پر حوادث ہوئے۔ کہتے ہیں کہ پہاڑی رہگذر اور درہ میں چالیس ہزار سپاہ ضایع و غارت ہو گی ناچار اکبر نے اِن کوہستانی فرقوں سے جنگ کرنے کے لئے ایک دوسرا طریق اختیار کیا۔ سرحدی پہاڑوں پر ایک سلسلہ جنگی قلعوں کا تعمیر کیا جب یہ کوہستانی فساد کی نیت سے ایک جا جمع ہوتے اِن قلعوں کی فوج فوراً اتر کر اون پر یورش کرکے پراگندہ کر دیتی۔ علاوہ بریں جا بجا اِن قلعوں کے تعمیر ہونے سے اِن اقوام قزاق و غارت گر کے میدان میں آمد و رفت بالکل منقطع ہو گئی۔ اِس ترکیب سے اُن کی راہزنی تو بند ہو گئی لیکن اِن کو مطیع اور شایستہ بنانے میں کچھ بھی کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ اکبر اور اُس کے جانشینوں کے عہد میں ایران سے جنگ ہونے پر بارہا قندھار قبضہ میں آیا اور پھر نکل گیا۔ لیکن جب متواتر بغاوت و فساد برپا ہونے اور شاہان دہلی کے کمزور ہو جانے سے سلطنت مغلیہ زوال پذیر ہونے لگی تو افغانستان اُن کی حکومت سے آزاد ہو گیا۔ اور قندھار معہ گرد و نواح کے شاہان ایران عباس دوم اور اِس کے جانشین سلیمان کی زیر حکومت ہو گیا۔

۱۷۰۹ء میں فرقۂ افغان غلزئی بغاوت کرکے شاہ ایران کی حکومت سے
منحرف ہوگیا۔ اور قندھار میں اپنی آزاد بادشاہت قایم کی ۱۷۲۲ء
محمود سردار قوم غلزئی اصفہان کو فتح کرکے تخت ایران پر بیٹھا محمود
کے فوت ہونے پر اس کا بیٹا جانشین ہوا نادرشاہ کے خراسان میں
زور پکڑنے تک افغانستان نیم آزادی کی حالت میں بنا رہا۔ اس
عجیب وغریب شخص نے خراسان میں فرقہ افغان ابدالی کو اور ایران
میں غلزئی اور مغرب میں ترک و روس کو مغلوب کرکے تاج شاہی اپنے
سر پر رکھا۔ پھر اس نے افغانستان پر یورش کرکے قندھار کا محاصرہ
کیا اور وہاں سے شاہ دہلی کے پاس قاصد روانہ کئے۔ ان میں سے
ایک راہ میں قتل ہوگیا اور دوسرے کی دربار دہلی میں کچھ مناسب
خاطرداری نہ ہوئی اور نہ اُس کے پیغام پر کچھ زیادہ توجہ کی گئی۔ اس پر
برہم ہوکر نادرشاہ نے ہندوستان پر حملہ کرنے کا قصد کیا۔ ایک بڑی
زور آور فوج کو ہمراہ لیکر اس نے دریاے سندھ عبور کیا۔ اور بادشاہ دہلی
کو شکست دی اور ۱۷۳۹ء میں مع فوج شہر کے اندر داخل ہوا۔
دہلی میں داخل ہونے کے چند روز بعد شہر کے باشندوں اور نادرشاہ کے
سپاہیوں میں کچھ تکرار ہوئی جس کا انجام ہیبت ناک یہ ہوا کہ قتل عام کا
حکم ہوگیا۔ اس طور پر دہلی کے لوگوں کو نیست و نابود و کل ملک کو
غارت کرکے اور بے انتہا نعمت لیکر نادرشاہ ایران واپس گیا۔ گو اس نے
محمد شاہ کو تخت دہلی پر بحال کردیا مگر دریاے سندھ تک کل ملک اپنی
عملداری میں ملحق کرلیا۔ یہ نادرشاہ جس کے کل اعمال شروع سے بے رحمی
و دغابازی و کمینہ پن پر مبنی تھے ۱۷۴۷ء میں اپنی خاص رعایا کے ہاتھ سے

خیمہ کے اندر قتل کیا گیا۔

احمد خاں نے جو خاندان سدوزئی کا ایک ابدالی افغان تھا اس کے تخت ملک کو اپنے تخت میں کر لیا مابعد وہ خاندان درانی کے نام سے مشہور ہوا جو اتنک اسی نام سے مشہور ہے۔ وہ ہندوستان تک بڑھ کر آیا۔ لیکن بادشاہ دہلی سے شکست کھا کر واپس چلا گیا۔

تاہم اس شکست سے پست ہمت نہ ہو کر اور یہ دیکھکر کہ محمد شاہ دہلی کی وفات ہونے ملک میں پریشانی و اضطراب جاری ہے احمد شاہ ابدالی نے پھر ہندوستان پر یورش کی اور شمالی صوبوں کو اپنے تسلط میں کر لیا۔ یہ صوبے پنجاب و ملتان اس کی عملداری میں مستقل طور پر ملحق ہو گئے کچھ عرصہ بعد احمد شاہ ابدالی و دربار دہلی کے درمیان کچھ قضیہ برپا ہوا لہذا وہ تیسری دفعہ ہندوستان پر چڑھا اور دہلی پر قبضہ کر کے اس کو لوٹا اور غارت کیا اور پھر دریائے سندھ کے پار اتر گیا۔

احمد شاہ اپنے بیٹے تیمور کو ہندوستان کے صوبوں کا حاکم مقرر کر کے آپ شمال کی جانب کوچ کر گیا۔

دوسرے سال تیمور پر مرہٹوں نے یورش کر کے اس کو شکست دی ۱۷۵۹ء میں اس شکست کا انتقام لینے کی غرض سے احمد شاہ نے ایک مرتبہ اور ہندوستان پر چڑھائی کی اس چوتھی یورش میں اس نے سیندھیا اور ہلکر کی فوجوں کو جو اس کا مقابلہ کرنے کو آئی تھیں شکست دی آخر ۱۷۶۱ء میں میدان پانی پت میں جہاں اس سے پیشتر دو مرتبہ ہندوستان کی سلطنت کا انقلاب ہو چکا تھا اس نے پھر تینوں سے مقابلہ کیا۔ کئی روز تک دونوں فوجیں بلا جنگ ایک دوسرے کے مقابل خیمہ زن رہیں۔ لیکن آخر کو قحط

بیماری سے تنگ آکر جو مصیبتیں لشکر نے اور نعشوں کے سڑنے سے پیدا ہوئی
تھیں مرہٹوں نے حملہ کرنا شروع کیا ان کی سپاہ نہایت چست اور جنگ
آزمودہ تھی اور ان کا کل شمار ڈھائی لاکھ تخمینہ کیا گیا تھا اور احمد شاہ
کی فوج کا شمار ستی ہزار تھا لیکن قحط کے باعث مرہٹوں کی سپاہ بہت ضائع
ہو گئی تھی - نہایت سختی و خونریزی کے ساتھ جنگ ہوئی اور ایک مرتبہ معلوم
ہوا کہ مرہٹوں کی فتح رہے گی لیکن احمد شاہ نے اپنی فوج محفوظ کو آگے بڑھایا
چند مرہٹے سردار جنگ میں کام آگئے اور چند کنارہ کش ہوئے اس پر کل
فوج میں پریشانی پھیل گئی جس سے انجام کار حملہ آور کی فتح ہوئی اس جنگ
میں مرہٹوں کی دو لاکھ سپاہ ضائع ہو گئی ! اگر وہ اس روز فتح حاصل
کر لیتے تو ہندوستان کی قسمت کا کچھ اور ہی نقشہ نظر آتا اور ملک میں
ان کی سب سے اعلیٰ قوت ہو جاتی - اور اغلب ہے کہ اس صورت میں
انگریز یہاں اپنا قدم نہ جما سکتے پانی پت کی اس ظفریابی کی بدولت کل ملک
ہند احمد شاہ کے زیر قدم ہو گیا جب کہ وہ مرہٹوں کی قوت کو زائل کر چکا تھا
تو ملک میں کوئی حکمران ایسا نہ تھا جو اس کے مقابلہ کی جرأت کرتا لیکن اس کا
قصد نہ تھا کہ خود تخت دہلی پر بیٹھے لہذا وہ برائے نام مغلیہ عملداری قائم
کر کے افغانستان واپس چلا گیا - یہ مغلیہ عملداری کم و بیش ایام غدر تک
قائم رہی - افغانستان واپس آنے کے چند روز بعد احمد شاہ نے انتقال کیا
اس کا بیٹا تیمور جانشین ہوا - چونکہ باشندگان قندھار اور قوم درانی دونوں
پر اس کا اعتبار اس باعث سے نہ رہا تھا کہ انھوں نے اس کے باپ کی
وفات کے بعد اس کے برعکس اس کے بھائی کو مدد دی تھی لہذا تیمور نے
قندھار سے کابل میں دارالخلافت کو منتقل کر لیا -

اِس بادشاہ نے عمدہ طور سے ملک پر حکومت کی اور محاصل جمع کرتا رہا اور امن رہنے کے سبب سے اس کا خزانہ خوب معمور تھا تاہم اس کی نرم حکومت پر جرأت ہو کر سرداروں نے جا بجا نشان بغاوت بلند کئے۔ اس نے سنہ ۱۷۹۳ء میں انتقال کیا۔ اس کے ۲۳ بیٹوں میں زماں شاہ بادشاہ منتخب ہوا گو وہ تخت نشین ہوا لیکن اس کو اپنا تسلط جمانے میں نہایت دقتیں پیش آئیں۔ جا بجا سرداران بغاوت کا ڈنکا بجا رہے تھے اور دو بھائی علانیہ اس کی حکومت سے منحرف ہو رہے تھے باوجود اس کے اس نے تیز اور مستحکم حرکات و کارروائیوں سے اپنے بھائیوں کی تدابیر کو پیش رفت ہونے نہ دیا۔ اور کابل و قندھار کا مستحکم و خاطر خواہ انتظام کرکے کوہستان کے درمیان گزر کر ہندوستان میں وارد ہوا اور لاہور اور کل ملک پنجاب کو اپنے قبضۂ اقتدار میں لایا سنہ ۱۷۹۹ء میں زماں شاہ نے لارڈ ویلسلی کے نام جو اس وقت ہندوستان میں گورنر جنرل تھا بایں مضمون ایک پیام بھیجا کہ میرا قصد ہے کہ ہندوستان پر یورش کروں لہذا اب شمال سے مرہٹوں کو دکن کی جانب نکال دینے میں میرے شریک ہوں اس پیام سے چند سال قبل سندھیا اور ہلکر دہلی اور آگرہ پر چڑھائی کر چکے تھے۔ زماں شاہ کی قوت اس وقت ایسی کمزور نہیں سمجھی گئی تھی جیسی کہ درحقیقت تھی اپنے دادا کی سلطنت کی تاریخ کے لحاظ سے وہ ایک زورآور بادشاہ سمجھا جاتا تھا تاہم لارڈ ویلسلی نے سندھیا کے ساتھ عہد و پیمان کرنے کی غرض سے زماں شاہ کے خط کو اس کے پاس روانہ کر دیا اور اس کو یقین کرایا کہ سرکار انگلشیہ کا دلی منشا ہے کہ موجودہ سرداران درمیان ملک کو حسب دستور انکے مرتبہ پر قایم رکھے۔ سندھیا سے صلح کرنے سے لارڈ ویلسلی کا خاص مدعا یہی تھا کہ ٹیپو سلطان کی قوت کو زیر کرے۔ وہ اس وقت

انگریزوں کو ملک سے نکالنے کی عظیم الشان طیاریاں کر رہا تھا اس وجہ سے ٹیپو زماں شاہ سے تحریک کر رہا تھا کہ شمالی ملک پر حملہ کرے اور وہ آپ خود فراسیسوں سے خاطر خواہ مدد حاصل کر رہا تھا ان ایام میں یورپ میں انگریزوں اور فراسیسوں کے درمیان نہایت نا چاقی برپا تھی لیکن ۱۷۹۹ء کو سرینگا پٹن کی شکست میں ٹیپو سلطان قتل ہوا۔ ٹیپو کی وفات ہونے پر بھی یہ ضروری خیال کیا گیا کہ درصورت زماں شاہ کے حملہ ہونے کے سرکار انگریزی اپنے ملک کی حفاظت کے لئے مناسب بندوبست کر لے۔ یہ خوف کیا گیا تھا کہ فراسیس لوگ اس کی امداد کے لئے ایران و افغانستان کی راہ سے یورش کر کے آوینگے۔ لہذا ۱۷۹۹ء میں لارڈ ویلسلی نے کپتان ملکم کو قاصد بنا کر ایران روانہ کیا کہ اس ملک سے دوستی کے عہد و پیمان قائم کئے جاویں۔ اس کے خاطر خواہ طے ہونے پر یہ امید کیگئی تھی کہ سمندر پر حکمرانی رہنے کے باعث حسب ضرورت انگریزی سرکار اپنی فوج کو عملداری ایران میں اتار سکے گی۔

سرکار انگریز اور دربار ایران کے درمیان یہ عہد و پیمان ہوا کہ اگر افغان ہندوستان پر حملہ کرنے کی نیت کریں تو شاہ ایران اپنی فوجوں کو افغانستان پر چڑھا لاوے اور اگر یورپ سے فرانسیس حملہ کرنے کا قصد کرے تو ایران و انگلنڈ کی افواج باتفاق ان کا مقابلہ کریں۔ دربار ایران نے وعدہ کر لیا کہ کل فرانسیس لوگوں کو اپنی عملداری سے باہر نکال دینگے لیکن یہ سب تدابیر رائیگاں ہوئیں۔ زماں شاہ کو اس کی رعایا نے اندھا کر دیا۔ سرکار انگریزی کی پناہ میں آکر وہ اس کا وظیفہ خوار بنا اور شاہ محمود افغانستان کا حکمران ہوا۔ پھر شاہ شجاع نے اس کو سلطنت سے علیحدہ کر دیا۔

جب یہ خیال کیا گیا کہ دربار ایران کے تعلقات فرانس کے ساتھ ایسے ہوگئے ہیں کہ سرکار انگریزی کے حق میں خطرناک ثابت ہوں لہذا ۱۸۰۸ء میں ایک قاصد پھر ایران روانہ کیا گیا۔ دربار ایران نے روس کی اولوالعزمی سے خائف ہو کر خیال کیا کہ فرانس ایک ایسی قوت ہے کہ جو اس کا جانب دار ہو کر اس کے خطرہ کو دور کرے۔ لیکن اب نپولین کا زور شور زوال پر تھا ونگٹن سے شکست کھا کر فرانسیس جزیرہ نما سے باہر نکلتے چلے جاتے تھے۔

۱۸۰۹ء میں الفنسٹن صاحب شاہ شجاع والی کابل کے دربار میں بھیجا گیا وہاں اس نے حسب دلخواہ شاہ و سرکار انگریزی کے درمیان ایک عہد و پیمان تحریر کرایا۔

الفنسٹن صاحب بیان کرتے ہیں کہ شاہ نہایت زرق و برق و دلپذیر پوشاک پہنتا ہے بیش قیمت جواہرات سے آراستہ و پیراستہ رہتا ہے چہار طرف عیش و آرام کے بے انتہا سامان نظر آتے ہیں اس کے خیمے ریشمی اور زرکار کام سے آراستہ ہیں۔ ایک سفری خیمہ دو منزلہ ہوتا ہے جو دو میوں کے سر پر کوچ میں اس کے آگے چلتا ہے۔ مگر ملک کی حالت ابتر و بے رونق ہے۔ ہر جگہ تباہی کے آثار نمایاں ہیں۔ وہ بیان کرتا ہے کہ قوم افغان نہایت دغاباز ہے خود مسلمانوں کو بھی مکان سے باہر نکلتے ہی لوٹ لیتے ہیں ورنہ نہیں کرتی۔ لکھتا ہے کہ افغانوں کی جماعت نے مکان سفیر پشاور میں ایسا ہی حملہ کیا جب ۱۸۰۹ء میں بمقام کابل اور ۱۸۱۰ء میں برنز صاحب کے مکان پر ہوا تھا۔ مگر وہ بروقت ہٹا دیا گیا۔ شکر ہے کہ کسی نقصان و صدمہ پہنچنے سے پہلے سازش دور کر دی گئی۔ الفنسٹن صاحب کے پشاور پہنچنے کے چند روز بعد شاہ شجاع نے شاہ محمود پر جو باغی ہو گیا تھا فوج کشی

کی اور قندھار پر قبضہ کرکے کابل پر چڑھ آیا۔ اس یورش میں شاہ شجاع نے پچھلی باقی رعایا سے شکست اٹھا کر رنجیت سنگھ بادشاہ سکھ کے دربار میں پناہ لی اس نے چند روز تک مدارات سے اس کو اپنے یہاں رکھا اور اس سے خزانہ و مشہور کوہ نور ہیرا بجبر چھین لیا پنجاب پر قبضہ ہونے پر وہ ہیرا انگریزوں کے ہاتھ آیا اور اب حضور ملکہ معظمہ کے زیب تن ہے۔ عرصہ قلیل کے بعد شاہ شجاع رنجیت سنگھ کے دربار سے سرکار انگریزی کی عملداری میں بھاگ آیا اور اسی کا وظیفہ خوار رہا۔

افغانستان اس وقت اندرونی فساد اور جنگ و جدال کا گھر ہو رہا تھا ذاتی اغراض کے مقابل نہ کچھ عزت کا آتی کو پاس تھا نہ رشتہ داری کا دغا فریب چہار طرف جاری تھا آخر کو ۱۸۲۶ء میں بہت کچھ سازشوں جنگ و جدال کے بعد دوست محمد خاں جو سرداران افغان میں سب سے زیادہ لائق تھا ملک کا بادشاہ بنا۔ دوست محمد خاں فتح خاں سردار فرقہ بارکزئی کا بھائی تھا اس سردار نے شاہ شجاع کو شکست دیکر محمود کو دوبارہ تخت نشین کیا۔ اور آپ نائب السلطنت ہو کر ملک میں بخوبی امن و امان قائم کیا اور عمدہ طور پر نہایت شان و قوت کے ساتھ حکمرانی کی۔ مگر اس احسان فراموش بادشاہ نے جس کو اس نے تخت نشین کیا اور جس نے ایسی ایسی قابل قدر خدمات کی دغا سے گرفتار کرکے اس کو قتل کیا۔ جب فتح خاں کے بھائی محمود شاہ کے برعکس نشان بغاوت بلند کر رہے تھے اور جب دوست محمد خان کو روز بروز ملک میں اقتدار حاصل ہوتا جاتا تھا اس وقت روس ایران کے ملک میں دست درازی کرتا ہوا اپنی سرحد کو بڑھاتا جاتا تھا۔ اگرچہ از روئے عہد نامہ جو ملکم صاحب کے ذریعہ سے طے ہوا تھا انگریزوں پر

دربارِ ایران کی مدد کرنی واجبات سے تھی۔ مگر انہوں نے عہدنامہ کے مطابق اس کی مدد نہ فوج سے کی اور نہ زر سے اور وعدہ ایفا نہ کرنے کا یہ حیلہ بیان کیا کہ یہ جنگ ایران کے حملہ و پیش دستی کی وجہ سے ہوئی ہے حالانکہ اس میں ذرا کلام نہیں کہ سراسر روس کی زبردستی تھی۔ آخر میں سرکارِ انگریز نے ایک رقم اس غرض سے دی کہ عہدنامہ سے مدد دینے کی شرط خارج کر دی جاوے۔ انگریزوں کی جانب سے ایک یہ نہایت مذبذب و پُرخطر پالیسی ظہور میں آئی۔ اس کے بدنتائج جلد آشکارا ہونے لگے۔ ایران کے ملک میں روس کے چند فتوحات ہونے کے باعث آخرالذکر کا اوّل الذکر پر بہت کچھ رعب و داب بیٹھ گیا۔ افسرانِ روس نے انگریزوں کو زچ کرنے کی غرض سے شاہ ایران کو اس امر کی تحریک کرنا شروع کی کہ ہرات و قندھار پر قبضہ حاصل کرنے کے لئے افغانستان پر یورش کرنی چاہئے۔ کیونکہ یہ مقامات اولاً تخت ایران کے تحت میں تھے۔

۱۸۳۵ء میں وزراء فرقہ وِگ نے لارڈ اوکلنڈ کو ہندوستان کا گورنر جنرل مقرر کیا۔ اس کو دوست محمد خان نے تہنیت کا خط لکھا جس کا دوستانہ جواب اس نے دیا۔ بعدازاں اس نے برنس صاحب کو تجارتی راہ و رسم قایم کرنے کی نیت سے بطور قاصد کابل روانہ کیا۔ دوست محمد خان نے بلحاظ تمام اس کا استقبال کیا۔ اور وہ سفارت تجارتی حسب ضرورت پولٹیکل یعنے متعلق نظم ملکی قرار دی گئی۔ برنس صاحب کے کابل پہنچنے کے چند روز بعد ایک روسی افسر خطوط بجانب شہنشاہ روس کی جانب سے امیر کے پاس لایا۔ مگر امیر نے روس کی سفارت پر مناسب توجہ نہکی کیونکہ وہ بخوبی واقف تھا کہ روس و انگلینڈ کے درمیان لاگ ڈانٹ و مخالفت ہے۔ اس کی دلی آرزو تھی کہ انگریزوں کو دوست بنائے

رہے - انگریزوں سے دوستی پیدا کرنے سے دوست محمدؐ خاں کی خاص مراد یہ تھی کہ ہرات و پشاور جو حال کے فساد و تکرار میں افغانستان کے امیر کے تحت سے نکل گئے تھے پھر بحال کر لئے جاویں جب کہ دوست محمد افغانستان میں اپنے اختیارات قایم کر رہا تھا۔ رنجیت سنگھ نے رفتہ رفتہ دست درازی کر کے اپنی عملداری کی سرحد کو شمال کی جانب بہت کچھ بڑھالیا۔

اس نے نوشیرہ کے مقام پر افغانوں کو شکست دی اور پشاور پر قبضہ اقتدار جمایا اور ایک افغان حاکم وہاں مقرر کیا اور اس سے خراج ٹھیرالیا۔ انہیں ایام میں کامران پسر محمود سابق بادشاہ افغانستان نے ہرات پر اپنا قبضہ آزادانہ قایم کیا۔ ان وجوہات سے دوست محمد خاں نے انگریزوں کی امداد چاہی کہ وے رنجیت سنگھ کو سمجھا کر پشاور واپس کر دیں۔

برنس صاحب کی پالسی تھی کہ ایک ایسے امیر کے تحت میں جو ہمارا دلی دوست ہوا - افغانستان عمدہ انتظام کے ساتھ بنا رہے اس کا خیال تھا کہ انگریزوں کے کہنے پر رنجیت سنگھ خراج ادا کرنے کی شرط پر پشاور امیر کو واپس دیدیگا - اس تدبیر سے امیر کو زیادہ قوت حاصل ہو جاتی مگر لارڈ اوکلینڈ نے اس تدبیر کے بالکل برعکس برنس صاحب کو ہدایتیں لکھیں - لہذا اس کو اپنی رائے و میلان طبیعت کے بخلاف امیر کو آگاہ کرنا پڑا - کہ سرکار انگریزی کا منشا نہیں ہے کہ پشاور کے بارہ میں کچھ تحریک و جستجو کرے لیکن دوست محمد کو نہایت تحریص تھی کہ کسی صورت سے پشاور اس کی عملداری میں شریک ہو جاوے کیونکہ اس کا بھائی سلطان محمد جو علانیہ اس کا دشمن تھا اس جانب اپنا تسلط جمانا چاہتا تھا لہذا وہ امیر افغانستان کے لئے ایک بڑا خطرہ بنا ہوا تھا - جب امیر کو ایک طرف سے امداد حاصل ہونے سے

مایوسی ہوئی تو اس نے دوسری جانب سے مدد پانیکی جستجو کی۔
برنس بجائی ہمتی وخوب صورت نذرانوں کے جیسے کہ اول افسٹن لیکہ
گیا تھا ناچیز کھلونے نذر کرنے کو لیگیا اس کو ہدایت تھی کہ طلب تو زیادہ
کرے مگر دے کم دوست محمد خاں نے ایک مرتبہ صاف صاف کہدیا تھا کہ
انگریزوں کی مدد دینی ہماری بربادی ہے۔
انجام کار انگریزوں کی سفارت کی بے قدری ہونے لگی جب برنس جیسا
کیطرف بے توجہی ہوئی تو روسی قاصد کی قدر ومنزلت بڑھنے لگی۔ گو
امیر راست باز و مہربان او رسچا تھا مگر ایسی حالت میں بجز ناکامی کے
اور کیا امید ہوسکتی ہے۔ برنس صاحب نے لکھا ہے لارڈ اوکلینڈ کو
بہت ہی بھولا آدمی کہنا چاہئے اگر وہ اُس حالت میں کسی دوسرے بہتر
نتیجہ کی امید کرتا۔ اب امیر نے روسی افسروں سے مُعاملہ کرنا شروع کیا۔ روس
نے اس کی بہت کچھ امداد کرنے کا وعدہ کیا۔ اور یہ طے پایا کہ روس کی مدد
سے شاہ ایران ہرات پر حملہ کرے۔ آب سرکار انگریز نے روس کی تدابیر کو
کاٹنے کے لئے اوکلینڈ کو سخت ہدایت کی کہ افغانستان وایران سے
ایسے عہد و پیماں کرو کہ روس کے اختیارات زیادہ ہونے پاویں۔
لارڈ اوکلینڈ نہایت پس وپیش میں پڑا کہ اب کیا کرنا لازم ہے آخر کو
اس نے سوچا کہ مفصلۂ ذیل تین تدبیروں میں سے کوئی ایک اختیار
کرنی چاہئے اول دریائے سندھ تک اپنی سرحد قایم رکھکر افغانستان
سے کچھ سروکار نہ رکھا جاوے جو اس کا حاکم چاہے کرے۔
دوئم افغانستان کے سرداروں کی امداد کیجاوے۔
سوئم رنجیت سنگھ وشاہ شجاع کی مدد کیجاوے کہ افغانستان پر یورش

کرکے اس ملک پر قبضہ جمالیا جاوے ۔ لارڈ اوکلینڈ نے تدبیر سوم کو پسند کیا اور مکناٹن صاحب کو بحیثیت سنگھ کے دربار میں بھیجا کہ افغانستان کو فتح کرلے اور شاہ شجاع کو وہاں کے تخت پر بحال کرنے کے لیئے تینوں کے درمیان عہدنامہ لکھا جاوے ۔ پس انگریزوں نے بجائے دوست محمد کے مدد کرنے کے آپ اسکی خلاف کارروائی کرکے ایک ایسے کمزور و نالایق شخص کے گدی نشین کرنے کا قصد کیا جس کو خود اس کی رعایا نے مسند سے اتار کر نکال دیا تھا اور جو ایک مدت سے جلاوطن ہوکر ہندوستان میں رہتا تھا بخلاف اس کے دوست محمد نہایت لایق ہوا سمجھا جاتا تھا۔ اس نے ہمیشہ بمقابلہ روس کے ہماری رفاقت کے لئے زیادہ آرزو ظاہر کی۔ اس کی ہمیشہ یہی مرضی رہی۔ کہ انگریزوں کی صلاح کے مطابق کام کرے بشرطیکہ وہ اس کے فایدہ کے خلاف ہو۔ علاوہ برین اس نے انگریزوں سے کبھی کوئی دغابازی نہیں کی۔ پس اس قدر ایک افغان کی شان میں کہا جانا کچھ کم تعریف نہیں ہے۔

اسی پالسی کے مطابق ہندوستان کی شمالی سرحد پر انگریزی فوج جمع ہونا شروع ہوئی۔ کہ قندھار کی راہ سے افغانستان کی جنوب و مغرب کے حصہ پر حملہ کیا جاوے اور یہ تجویز قرار پائی کہ اس انگریزی فوج کے ہمراہ کسی قدر اور فوج کہ جمع ہو سکے لیکر شاہ شجاع کوچ کرے اور کپتان ویڈ شاہ شجاع کے بیٹے اور سکھوں کی فوج کے ہمراہ درہ خیبر میں ہوکر آگے بڑھے۔

ہندوستان اور انگلینڈ میں دونوں جگہہ پر اس نامناسب جنگ کی خلاف رائے دی گئیں کیونکہ یہ بات ایک ایسے سردار کے خلاف کی جاتی تھی جس نے انگریزوں کا ذرہ بھی نقصان نہیں کیا اگر اس کا قصور تھا تو صرف یہ تھا

کہ جب سرکار انگریزی نے اس کی امداد کرنے سے انکار کیا تو اس نے روسیوں کی صلاح پر کان لگائے۔ یورش کے اس علانیہ مدعا پر کہ ایران کو ہرات پر قبضہ کرنے سے باز رکھا جاوے نہایت زور و شور کی شکائتیں ہوئیں یہ اور بھی زیادہ نامناسب معلوم ہوتا تھا کہ حاکم افغانستان پر اس لئے یورش ہو کہ شاہ ایران ایک ایسے شہر پر قبضہ کرنے سے روکا جاوے جو دونو بادشاہوں سے علیحدہ اور خودمختار تھا۔ اور جو ان ایام میں شاہ ایران کی دست درازی روکنے میں نہایت مضبوطی و بہادری کے ساتھ مقابلہ کر رہا تھا۔ اس مقابلہ میں باشندگان ہرات کو ایک نوجوان انگریز مسمی **الڈرڈ پوٹنجر** سے بہت عمدہ مدد ملی تھی اس جوان نے اپنی ہوشیاری و لیاقت و بہادری سے دشمن کو ایسا گھبرا دیا اور زچ کیا کہ کئی مہینوں تک شاہ ایران کو ہرات کی دیواروں کے گرد جان و مال کا نقصان عظیم برداشت کرنے کے بعد جنگ سے دست کش ہو کر واپس کوچ کر جانا پڑا۔ چونکہ لارڈ آوکلینڈ کے اشتہار جنگ مشتہر کرنے کے قبل یہ محاصرہ اٹھ چکا تھا لہذا وہ ایک مقصد جس کے واسطے انگریزوں نے جنگ کرنے کا حیلہ بیان کیا تھا۔ پورا ہو چکا تھا۔ اس چڑھائی کی ناکامیابی کے بعد جب ان معاملات پر نکتہ چینی کی گئی۔ اور یہ دریافت ہوا کہ برنس صاحب کی صلاح کے مطابق عملدرآمد کرنے سے بلا اس نادرست جنگ کے انگریزوں کے کل مقاصد حاصل ہو جاتے تو اکثر نازیبا افواہ مشہور ہوئی کہ اس کے مراسلات قبل مشتہر کرنے کے بہت کچھ کم و بیش و تبدیل کر دیئے جاتے تھے۔

تاہم جنگ شروع کر دی گئی۔ آزاد ممالک پنجاب و سندھ میں ہو کر فوجیں

لیجانے میں اقسام اقسام کی دقتیں پیش آئیں کیونکہ ان ایام میں علداری انگریز اور افغانستان کی سرحد کے درمیان واقع تھی - کیونکہ ابھی تک اس شہر مراسلہ کا کچھ خیال نہیں کیا گیا تھا کہ جس میں لکھا ہے کہ مجھسے گناہ ہوا جو اختصار میں سہو کی اس فواسہ کو بیٹے کوچ کیا - دیکھا اور فتح کیا سبقت لیگیا - یہ اس وقت تحریر ہوا تھا جب نیپر نے سندہ کو فتح کر لیا تھا مغرب میں فوج کے کمان سر ولوبی دکوٹن اور سر جون کین کے سپرد کیگئی اول اولذکر فیروزپور وشکارپور کی راہ سے درہ بولن تک پہنچا - یہ سفر جانوران باربرداری و اسباب کے بہت زیادہ نقصان ہونے پر چھ روز میں طے ہوا اور سر جون کین فوج احاطہ بمبئی شاہ کو ہمراہ لیکر سندہ کے درمیان اس ملک کے امیروں کو خائف کرتا ہوا درہ بولن گزر کر سر ولوبی کوٹن کے پیچھے کوئٹہ پہنچا - وہاں کل فوج سر جون کین کے زیر کمان ہوئی ماہ اپریل ۱۸۳۹ء میں شاہ شجاع قندھار میں داخل ہوا اس وقت تک بباعث قلت سامان خورش سپاہ کو نہایت تکلیف رہی اور اثنائے راہ میں باربرداری کی جا سے بہت ضائع ہوئی اور مال و اسباب بھی بہت غارت ہوا مگر دشمن نے اب تک کوئی مخالفت ظاہر نہیں کی -

قندھار میں عرصہ دراز تک سامان رسد مہیا کرنے کے لئے مقیم رہکر سر جان کین صاحب نے غزنی کو کوچ کیا اور حملہ کر کے اسپر قبضہ کر لیا - کابل کا دروازہ اڑا دیا گیا - مابعد کرنل ڈینی اپنی فوج کو لیکر اندر دہاوا کر کے داخل ہوا اور تھوڑے عرصہ کے بعد ان کی خوشی کے نعروں سے کل فوج پر روشن ہو گیا کہ اندر دخل جا لیا گیا کرنل سیل بعد از ان اندر کی جانب فوج لیکر گیا - سخت جنگ ہونے کے بعد انگریزوں کی فتح ہوئی غزنی کے

سر ہونے سے افغانوں کو کمال حیرت ہوئی۔ دوست محمد خاں افغانستان کی سرحد کے باہر بھاگ گیا۔ اس کی توپیں جہاں کی تہاں پڑی رہیں اور قبضہ میں کر لیں گئیں۔ ۱۶۔ اگست ۱۸۳۹ء کو فوج کابل پہنچی۔ دوسرے روز شاہ شجاع نشان حشمت کے ساتھ شہر کے اندر داخل ہوا۔ اور اپنی مسند پر بٹھایا گیا مگر یہ معلوم ہوا کہ بلا انگریزوں کی امداد کے اس کا ملک پر حکمرانی کرنا غیر ممکن ہے۔ جب کہ مغرب میں یہ واقعات گزر رہے تھے کپتان ویڈ جواب کرنل کے مرتبہ کو پہنچا تھا سکھوں کے ہمراہ خیبر پہنچا اور ایک مختصر مقابلہ کے بعد علی مسجد کو فتح کر لیا پھر جلال آباد اور ڈھاکہ ہوتا ہوا کابل داخل ہوا۔ انگریزوں کے ساتھی اس جنگ میں بزدل ثابت ہوئے لہٰذا انپر کچھ اعتبار نہیں کیا جا سکتا تھا۔

حسب دستور خیبریوں نے فوج کو نہایت زچ کیا مگر آخر کو رشوت پا کر راضی ہو گئے۔

جنوب میں قلات مدد کر کے فتح کر لیا گیا۔ بلوچی لوگوں نے بارہا فوج کے مال و اسباب کو لوٹا تھا لہٰذا اس طور پر ان کی سزا کی گئی۔

مدبران انگلشیہ نے افغانستان میں روس کی آمد کے خطرہ کو اندازے سے زیادہ فرض کر لیا تھا اور اس کا باعث یہ ہوا کہ روس نے ۱۸۳۹ء میں بردہ فروشی بند کرنے کی غرض سے اور خان خیوہ کو سزا دینے کے لئے ایک یورش کی تھی۔

روس نے خیوہ پر چڑھائی کرنے کا یہ حیلہ بیان کیا کہ اس کے خان نے کئی روسی رعایا کو غلام بنا رکھا تھا یہ خیال کیا گیا تھا کہ روسی فوج وہاں فتح یاب ہو کر شاہ بخارا پر چڑھ آویگی۔ لیکن روسی فوج قحط و سردی کے

موسم اور ملک کے ناہموار ہونے کے سبب سے تنگ آکر واپس گئی۔
اس یورش میں ناکامیابی ہونے کی وجہ سے ایشیا میں روس کی
کارروائی کی جانب سے انگریزی مدبران کا خوف کچھ دور ہوا۔ یہ
شکست اس ناکامیابی کے مثل تھی جیسی کہ ۱۸۷۹ء میں ترکمان لوگوں پر
چڑھائی کرنے کے باعث ہوئی تھی۔ وہ دوسری یورش میں جو روسیوں
نے زیر کمان جنرل اسکوبلیف کے کی تھی بخوبی کامیابی حاصل ہوئی۔ یہ
جنرل کوہ بلقان میں اپنی بہادری کی وجہ سے مشہور ہو چکا تھا۔
جبکہ شاہ شجاع کا تسلط کابل پر بخوبی جم گیا اور تمام ملک میں ظاہرا امن
ہو گیا تو افسران انگریز نے خیال کیا کہ اب کل کاروبار سلطنت بادشاہ
کے سپردگی میں چھوڑ کر کوچ کرنا چاہیے۔ یہ سچ ہے کہ امن کی یکائی
پختگی سے ابھی تک نہیں ہوئی تھی اور عموماً افغانستان کے امیروں کی
یہی کیفیت رہی۔ مکناٹن صاحب پولیٹیکل ... کی رائے ہوئی کہ چونکہ
ملک میں بخوبی انتظام ہو گیا ہے اور امن ہے اور یہ ظاہر کہ انگریزی فوج
دائمی طور پر وہاں مقیم نہیں رہ سکتی لہذا اب وہاں سے روانہ ہونا چاہیے
علاوہ برین یہ بھی خیال کیا گیا کہ بادشاہ اپنی چند ایمان دار رعایا کے ...
چھوڑ دیا جاویگا تو عام لوگوں پر بخوبی رعب قایم کر سکیگا۔ بجائے اس
کے کہ غیر ملک والے فوج کے زور سے قومی اور ذاتی قدرت حاصل ...
مگر اس طور پر ملک سے رخصت ہونیکا مناسب موقع ہاتھ سے خود ...
اور جلد آشکارا ہو گیا کہ ملک میں اثار امن نہیں جیسے کہ مکناٹن
نے خیال کیا تھا۔ بلکہ ہر طرف شور و شر نمایاں ہونے لگا۔ قندھار کے
نزدیک غلزی و بلوچی لوگوں نے پھر سر اٹھانا شروع کر دیا۔

مقابلہ شمال میں انگریزی فوج کے ایک دستہ پر حملہ ہوا اور کئی سپاہی مارے گئے۔ خود کابل میں علامات فساد نظر آنے لگے۔ انگریزوں کا سفیر میجر ٹوڈ جو ہرات بھیجا گیا تھا ذلت کے ساتھ وہاں سے واپس چلا آیا۔ علاوہ بریں درانی بھی غضب کی نگاہ سے انگریزوں کو دیکھنے لگے اگرچہ ہنگام انگریزی فوج کے حملوں سے علے العموم مختلف فرقوں پر کامیاب ہوتی تھی لیکن انگریزی فوج بہت کم ہونے کی وجہ سے ایسی کامل کامیابی نہیں ہوتی تھی جس سے یہ افغانی دغا باز دشمن بخوبی پایمال ہو جاتے۔

اب ولوبی کوٹن صاحب کی جگہ جنرل الفنسٹن مقرر ہوا۔ اگرچہ یہ ایک کار آزمودہ افسر تھا۔ اور نہایت بہادری و دیانت کے ساتھ اپنے ملک کی خدمت کر چکا تھا مگر تاہم مرض نقرس میں مبتلا ہونے کی وجہ سے ایسا ناتوان و ضعیف ہو رہا تھا کہ ایسی پُر دقت و سخت خدمت کے لائق نہ تھا جو مکناٹن لایق افسر کے مانند ان مشکل کاموں کو جسمی و دماغی قوت سے انجام دیسکتا لہذا کہا جاتا ہے کہ ان خدمات کے لئے لارڈ آکلنڈ کا یہ انتخاب غلطی پر مبنی تھا۔

کابل میں انگریزی فوج علیحدہ چھاونی میں جو متوازی الاضلاع کی صورت میں بنی ہوئی تھی مقیم رہی۔ وہ ایک مٹی کی دیوار و خندق سے محیط تھی دیوار ایسی کمزور و مسمار کہ اکثر مقامات پر سواروں کے آنیکا رستہ بنا ہوا تھا علاوہ بریں وہ مقام ایسا پُر خطر تھا کہ دشمن گرد و نواح کے پہاڑیوں و قلعوں سے فوج پر با سانی گولہ برسا سکتے تھے اور زیادہ مصیبت یہ ہوئی کہ سپاہیوں کو اجازت ہو گئی تھی کہ اپنے عیال و اطفال کو بلالیں۔ کیونکہ اب یہ یقین تھا کہ کچھ عرصہ میں عملداری سرکار میں ملحق ہو جائیگا۔ زیادہ عرصہ تک افغانستان

میں فوج کے رہنے سے خزانہ ہند میں قلت ہونے لگی لہذا مکناٹن صاحب کو متواتر ہدایتیں ہوئیں کہ حتی الوسع مصارف میں کفایت کیجاوے لہذا سرداران افغان کے وظیفہ و زر امداد میں کمی کی جس سے انکی ناراضی بہت زیادہ ہوگئی۔ ناخوش سرداروں نے پوشیدہ مجلسیں کیں اور آخر مشرقی غلزی لوگوں نے بغاوت کرکے انگریزوں کے برخلاف کابل میں مورچے جمائے۔ سر رابرٹ سیل ان کے زیر کرنے کے لیے روانہ کیا گیا اور بہت مشکلات کے بعد درہ کوہ کو صاف کرکے جلال آباد کی جانب کوچ کر گیا۔ مگر اس سرکش قوم کو ایسا پامال نہ کیا کہ وہ آئندہ سر اٹھانے کے لائق نہ رہی۔ نومبر ۱۸۴۱ء کی پہلی کو اکثر سرداروں نے ملکر سازش کی اور دوسرے دن کابل میں آتش فساد بھڑک اٹھی۔ سر الگزینڈر برنس کے مکان پر حملہ کرکے باغیوں نے سب کو تہ تیغ کیا۔ شاہ نے بالاحصار سے کچھ فوج روانہ کی مگر وہ فساد دور نہ کرسکی اور آخر مفسدوں کے روبرو سے منہہ پھیر کر چلی آئی۔

فوج انگریزی تمام دن خاموش رہی۔ بریگیڈیر سلٹن نے توپوں کے لے آنے میں مدد کی ورنہ احتمال تھا کہ امیر کی فوج ان کو ہاتھ سے نکل جانے دیتی یعنی باغیوں کے حوالہ ہونے دیتی۔

اس میں کلام نہیں کہ یہ فساد کچھ پیش بندی سے نہیں ہوا تھا اور تمام یقین تھا کہ اگر فی الفور مناسب کارروائی کیجاتی تو کل فساد رفع دفع ہوجاتا اور بدستور انگریزی فوج کی قوت اور رعب وداب زیادہ ہوجاتا اور بہرحال صورت آئندہ کے لئے انگریزوں کو ایک اچھا سبق ملجاتا کہ غافل نہوں۔

حاصل کلام کامیابی کی وجہ سے مفسدوں کی ہمت بڑھ گئی اور ان کا شور
بہت زیادہ ہو گیا۔ ان کو مغلوب کرنے کی کوئی تدبیر عمل میں نہ لائی
گئی یہانتک کہ انہوں نے اس خاموشی کے سبب سے جرأت پاکر انگریزی
جمعیت اور قلعہ پر جہاں کُل سامان ورسد و پوشش جمع تھی حملہ کیا۔
اولاً یہ غلطی سرزد ہوئی کہ کُل سامان ضروری چھاؤنی سے فاصلہ پر رکھا
گیا وہ قلیل جمعیت جس کی سپردگی میں قلعہ تھا کئی گھنٹے تک بہادری
سے افغانوں کا مقابلہ کرتی رہی مگر جب اس نے دیکھا کہ افغان ایک
برج میں سرنگ لگاکر قلعہ کو اُڑانا چاہتے ہیں۔ اور اس وقت تک
ان کی مدد کے لئے بھی کوئی نہیں آیا لہذا سپاہ قلعہ نے کُل سامان
خوردنی و پوشش کو وہیں چھوڑ کر قلعہ خالی کر دیا۔ جنرل الفنسٹن
نے افغان کو ہٹانے یا فوج قلعہ کی مدد کرنے کے لئے کچھ بھی کوشش نہ کی
انگریزی فوج کی حالت اب نہایت پُرخطر و نازک ہو گئی۔ کیونکہ یہ خطرہ
تھا کہ وہ قحط سے محفوظ رہنے کیلئے اب رسد جمع نہیں کر سکتی تھی اور نہ
سپاہ کافی موجود تھی جو چھاؤنی کو ترک کرکے اس مشکل کام کے انجام
کے لئے روانہ کی جاتی۔ مصیبت پر دوسری مصیبت یہ تھی کہ جنرل اور
اس کے نائب بریگیڈیر سلٹن کی رائیں کبھی بالکل یکجا متفق نہیں
ہوتی تھیں۔ جنرل کو اپنی سپاہ کی جان اسقدر عزیز تھی کہ اس نے شبانہ روز
دشمن سے دق ہونا شروع کیا مگر حملہ کرنے کی اجازت نہ دی پس اس طرح سے
معاملات کی صورت روز بروز اور زیادہ ابتر ہوتی گئی۔ افسر و سپاہ کی
نہایت آرزو تھی کہ حملہ کرنے کے لئے حکم دیا جاوے مگر جنرل پس و پیش
کرتا رہا اور حکم نہ دیا۔ اب یہ تجویز ہوئی کہ چونکہ موسم سرما سر پر ہے

یا تو وہاں سے فوج ہٹا کر ہندوستان واپس کیجاوے یا بالا حصار میں
جا کر قیام کیا جاوے۔ وہاں رہنے کے لئے بہتر مکان تھے۔ اور دشمن
کے حملہ سے ہر دم نوج ہونے کا بھی اندیشہ نہ تھا اور وقتاً فوقتاً سامان خورد و نوش
لانیکے لئے موقع بھی حاصل تھا۔ لیکن بیمار و زخمی سپاہ کو لے چلنے کی دقت
کے خیال سے یہ تجویز پوری نہ ہوئی گو صرف دو میل کا فاصلہ تھا۔ چند مرتبہ
خفیف جنگ ہوئی جس سے ظاہر ہو گیا کہ کمان فوج یعنی حکومت فوج
کی لیاقت بریگیڈیر شیلٹن میں نہیں ہے وہ درحقیقت اس وقت جنرل
کا کام کرتا تھا کیونکہ الفنسٹن بیماری کیوجہ سے اپنا منصبی کام ادا کرنے
سے معذور تھا گو کہ وہ اپنے عہدہ سے ابھی مستعفی نہیں ہوا تھا۔ علاوہ بریں
دونوں گوری و کالی سپاہ میں ابتری پھیل گئی۔ اکثر موقع پر وہ افغانوں
کے سامنے پیٹھ دیکر بھاگ آئے اور افسر کے حکم کی تعمیل سے گریز کیا۔
اس نازک موقع پر مکناٹن نے افغانی سرداروں سے عہد و پیمان کرنیکی
کوشش کی مگر نہایت ذلیل شرائط پیش کئے گئے۔ یعنے یہ کہ فوج اپنے
اور ہتیار دیدے تو انگریزی فوج کی جان بخشی جاوے۔ اور فوج کی روانگی
کیواسطے ایک عہدنامہ لکھا گیا۔ اس عہدنامہ کے شرایط پر گو افسران انگریزی نے
پورا لحاظ کیا مگر افغانوں کے نزدیک ردی کاغذ تھا آخر چھاؤنی کے باہر
مکناٹن مشورہ کے لئے طلب ہوا جہاں وہ اور اس کا ساتھی ایک
دوسرا اپنے اردلی کے روبرو قتل کر ڈالے گئے اور دو باقی افسر قید کر لئے گئے
باوجود اس کے انگریزی فوج نے اس روز بھی حملہ نہیں کیا۔ دوسرا ایک
عہدنامہ پھر تحریر ہوا جس کے مطابق کل توپیں دشمن کے حوالہ کر دی گئیں
قندھار اور جلال آباد سے مدد حاصل ہونیکی امید اب منقطع ہو گئی۔ جنرل

لوٹ جو قندھار میں تھا آگے بڑھنے سے معذور رہا اور روبرٹ
سیل اپنی قلیل فوج سے دشمن کے مقابل جلال آباد کے قلعہ میں مقیم تھا
یہ امر بحث طلب ہے کہ آیا جنرل الفنسٹن کی مدد کیواسطے جنرل سیل کا
کوچ کرنا واجب تھا یا نہیں بلاشبہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر ان کا۔ کابل
تک کوچ کرنا ہوتا تو ضرور انگریزی فوج کو بالکل نیست و نابود ہونے سے بچا
لیتا۔ جب اس کو کابل کے فساد کی خبر پہنچی تو اس نے مشورہ کرنے کیلئے
مجلس جنگ منعقد کرکے کل افسروں کی رائے طلب کی سب نے بالاتفاق
یہی صلاح دی کہ اس حالت میں اس کا جلال آباد چھوڑ کر کابل جانا قرین
مصلحت نہیں ہے۔ چنانچہ اس نے مقام گنڈمک سے لشکر اٹھا کر جلال آباد کو
کوچ کیا۔ اور اس مقام پر قبضہ و دخل کرکے قلعہ کا استحکام کرنا شروع کردیا
چونکہ جلال آباد میں قیام پذیر ہونا آسان کام نہ تھا وہاں کا قلعہ بالکل مسمار
ہوگیا تھا قریب میں ایک پہاڑی تھی جہاں سے دشمن متواتر قلعہ کی فوج پر گولہ
سر کرتے تھے۔ ان کی دونوں کی بندوقیں فوج قلعہ کی بندوقوں سے بہتر تھیں
لہذا انکے نشانے صحیح و درست لگتے تھے۔ سامان رسد شہر میں کم تھا اور ان
مصیبتوں کے علاوہ زلزلہ بھی واقع ہوا جس سے قلعہ کی ایک دیوار گر پڑی
مگر جنرل سیل کی مستعد سپاہ نے باوجود خطرناک حالت ہونیکی بہت جلد دیوار
کو درست کرلیا۔ یہ قلیل فوج ایسی ثابت قدم و جری تھی کہ ان افغانوں نے
جنہوں نے جنرل الفنسٹن کی فوج پر حملہ کیا تھا اس پر یعنی جنرل سیل کی
فوج پر دست درازی کرنے کی ہمت تک نہ کی۔ جب کبھی افغانوں نے مقابلہ
کرنے کی جرات کی سیل صاحب نے قلعہ سے باہر نکل کر ان سے جنگ کی اور
مار کر ہٹا دیا۔ سیل صاحب کی سپاہ جیسی بہادر تھی۔ اگرچہ قلت سامان

رسد کے باعث سپاہیوں کو آدھا پیٹ کھانا ملتا تھا مگر تاہم ایک افسر نے جو اسی فوج کا تھا یقین دلایا کہ ان میں سے ایک بھی آدمی شفا نا ہیں نہ تھا۔ ۲ جنوری کو لفنسٹن صاحب کے پاس سے ایک مراسلہ اس مضمون کا جلال آباد میں پہنچا کہ شہر کو خالی کر دو لیکن نہ سیل صاحب کی اور نہ اس کے افسروں کی اس میں رضامندی ہوئی۔ کہ وے اپنے تئیں افغانوں کے رحم کے سپرد کریں۔ لہذا انہوں نے وہاں سے ہٹنے سے انکار کیا تا وقتیکہ دوسرا حکم نہ پہنچے۔ اس بات کا بالکل گمان نہ تھا۔ کہ دوسری خبر ڈاکٹر برڈن سے کل فوج مقیمہ کابل کے غارت و قتل ہونیکی نہ کی۔ وہی ایک شخص یعنے ڈاکٹر برڈن تھا جو کابل کی کل فوج میں سے زندہ بچا تھا۔ ۶۔ جنوری کو الفنسٹن نے اکبر خاں اور دیگر سرداران کے عہد نامہ پر اعتماد کر کے چھاؤنی خالی کر دی۔ اس عہد نامہ کا یہ منشا تھا کہ کل فوج سرکاری کو افغان لوگ پہاڑی دروں میں بحفاظت نکالدیں۔

پس ۶ جنوری کی صبح کو فوج کابل کا کوچ شروع ہوا۔ راہ کی نگہبانی کے لئے فوج افغان نہ آئی اور نہ مال و اسباب کی روانگی کی کوئی فکر ہوئی دریائے کابل کے اوپر پل کی حفاظت خواہ مرمت اب تک نہیں ہوئی تھی بجے صبح کے پل دوپہر کو تیار ہوا پیچھے کی فوج کے روانہ ہونے کے قبل دشمن چھاؤنی میں بھر آئے۔ شام کے چھ بجے کل فوج پار اتری اس روز فوج شہر سے چھ میل کے فاصلہ پر جا کر خیمہ زن ہوئے۔ نہایت شدت کے سردی پڑتی تھی راہ مردوں و نیم جاں سپاہیوں سے بھر گئی۔ برف بہت زیادہ پڑنے لگا۔ سپاہی و لشکری و مویشی سب درہم و برہم ہو کر باہم مل گئے۔ جب صبح ہوئی پابندی و قواعد فوج کا لحاظ کچھ نہ رہا سب

بان جانے کے لئے اپنی اپنی راہ لیکر چلنے لگے۔ دشمن نے ان کا تعاقب کیا اور جو راہ میں ملا اُس کو انہوں نے پکڑ لیا۔
اکبر خاں اور اس کے افغانی سوار خوراک دینے اور راہ میں حفاظت کرنے کے حیلہ سے آئے مگر انہوں نے کچھ خوراک نہ دی اور خون کے پیاسے افغانوں نے چہار طرف سے حملہ کرنا شروع کیا۔ فوج کی سلامتی کی امید صرف تیزی سے پہاڑوں کے دروں سے باہر پہنچنے میں باقی رہگئی مگر فضول وقت ضائع کیا گیا جس سے حملہ آوران کی جرأت اور زیادہ بڑھ گئی۔ الفنسٹن نے اور بھی نالایقی یہ کی کہ ناحق دو خوفناک راتیں وہاں ضائع کیں اور آگے قدم بڑھانے سے انکار کیا۔ اکبر خاں نے عورتوں اور لڑکوں کو اپنی پناہ میں لے لیا۔ کابل سے رخصت ہونے کے پانچ روز بعد ۱۱ جنوری کو ایک مقام اوڑ کیا گیا یہاں فوج ۱۲ تاریخ کی شام تک رہی۔ اس عرصہ میں اکبر خان نے جنرل الفنسٹن و بریگیڈیر شالٹن اور دیگر افسران کو کفیل ہونے کے حیلہ سے قید میں کر لیا۔ فوج خوراک و امداد کے انتظار رہی ہی تھی جس کا اکبر خاں نے وعدہ کیا تھا۔ لیکن وہاں کچھ بھی نہ دیا گیا۔ پس نہایت زچ و تنگ ہو کر بھوکے و ماندے سپاہی جن کا شمار اس وقت ایک سو پچاس رہگیا تھا اور چند اور لشکری لوگ جگدلک کی طرف قدم اٹھاکے چلے یہاں انہوں نے پہاڑی راہ کو جو نہایت تنگ تھی پتھروں اور درختوں کی شاخوں سے روکا ہوا پایا۔ گوروں کی ایک قلیل جماعت نہایت بہادری سے لڑی۔ اور کپتان نکولس کے توپخانہ نے وہ شجاعت کے کام کیے کہ خواہ مخواہ افغان بھی حیران ہو گئے۔ اکثر لڑتے ہوئے بھر گئے صرف ۷۰ آدمی زندہ گنڈمک تک پہنچے۔ یہی مقام ہے جہاں ۱۸۷۹ء میں میجر کیوگناری اور

یعقوب خاں کے درمیان عہدنامہ لکھا گیا تھا - یہاں کسانوں نے ان نیم زندہ آدمیوں پر حملہ کرکے قتل کیا صرف ۹ زندہ بچکر آگے بڑھے - چند میل دور جانے پر ان کو خوراک دی گئی - لیکن جبکہ وے کھا رہے تھے - قاتل دشمن نے ان پر گولیاں ماریں ان میں سے صرف ایک ڈاکٹر برڈن جان بچاکر بھاگ گیا - باقی سب لوگ وہاں قتل ہوگئے ۱۳ جنوری ۱۸۴۲ء میں ڈاکٹر مذکور نیم مردگی کی حالت میں جلال آباد لایا گیا پس بجز چند قیدی اور چند سپاہی لوگوں کے جو جان بچاکر فوج میں سے بھاگ گئے تھے جملہ چار ہزار پانسو سپاہ اور بارہ ہزار لشکری لوگوں میں سے یہی ایک شخص تھا جو زندہ بچا جب ہندوستان میں یہ دردانگیز وہیبت ناک خبر پہنچی تو اس عظیم الشان مصیبت کا حال سنکر سب کے ہوش باختہ ہوگئے -

الغرض لارڈ اوکلینڈ گورنر جنرل ہندوستان اپنی پالیسی کا ایسا بدتر وہیبت ناک نتیجہ دیکھکر نہایت پریشان وحیران ہوا - کمانڈر ان چیف یعنی سپہ سالار اعظم کی رائے ہوئی کہ اب افغانستان میں دوسری فوج روانہ کرنا محض عبث ہے - ہندوستان میں کل فوج رکھنا لازم ہے کہ مبادا وہاں بغاوت کرنے کی کوشش ہو لیکن تاہم دوبارہ فوج کو افغانستان میں بھیجنے کی رائے غالب ہوئی - چنانچہ جنرل پالاک کے زیر کمان وزیر حکم ایک فوج پشاور کی طرف روانہ کیگئی - اور ایک دوسرا بریگیڈیر وایلڈ کے زیر کمان سکھوں کی فوج کے ہمراہ خیبر کی طرف روانہ ہوا مگر آخر الذکر کو شروع میں اولاً ناکامی ہوئی اگرچہ اس نے علی مسجد پر قبضہ کرلیا - لیکن غلطی کی تھا کہ جانوران باربرداری کا ایک قلیل شمار ساتھ لیا گیا لہذا جب وے قلعہ کے اندر پہنچے تو سامان رسد ندارد اور وہاں خوراک حاصل کرنے کی کوئی تدبیر

کارآمد نہیں ہو سکتی تھی اور جب وایلڈ صاحب کل فوج کو ساتھ لیکر آگے بڑھے ہوئے لشکر سے ہا تو فوج سکھ جو ہمراہ تھی اس نے افغانوں پر حملہ کرنے سے انکار کیا سکھ لوگوں کی بزدلی دیکھکر انگریزی دیسی سپاہ پس و پیش کرنے لگی۔ پس بجز جمرود واپس چلے آنے کے اور کوئی چارہ نہ رہا۔
قلیل عرصہ کے بعد فوج موجودہ قلعہ علی مسجد کو بباعث قلت سامان خورش اس جگہ کو ترک کر کے واپس چلا آنا پڑا۔
ماہ فروری میں جنرل پالاک پشاور پہنچا اور اپریل تک اپنی سپاہ کو تر و تازہ و خوش کرنے کے لئے مقیم رہا کیونکہ کل سپاہ نے بڑی تکالیف اٹھائی تھی اور اس کو رستہ میں دقتیں پیش آئی تھیں مثل زمانہ حال کے اس وقت بھی نہایت دقت و مشکل تھی۔ تاہم جنرل پالاک نے ان کل مشکلات کو طے کر لیا۔ اور ۵۔ اپریل ۱۸۴۲ء کو جمرود سے آگے کوچ کیا خیبری لوگوں نے پہاڑی راہ گذر کو جا بجا بند کر دیا لیکن وہ جنرل پالاک کے طریق جنگ سے ناواقف تھے اس نے پہاڑی گذر کے دونو طرف کچھ کچھ جمعیت کر دی کہ دشمن بلندی پر سے فوج کو زخ نہ کر سکے اس طریق سے جلد آشکارا ہو گیا کہ انگریزی فوج ان پہاڑیوں کو ان کے ہی وطن میں مغلوب کر سکتی ہے بشرطیکہ ان کا سردار لائق و کار آزمودہ ہو۔ ہر طرف دشمن جان بچا کر بھاگنے لگے اور رستہ فوج کے گذرنے کے لئے صاف کر لیا گیا جنرل پالاک درۂ خیبر کو بسلامتی عبور کر کے بلا دقت و مخالفت جلال آباد میں پہنچے فوج قلعہ کو رہائی بخشی اور اپنے ساتھ کر لیا۔
۵۔ اپریل کو کابل میں شاہ شجاع دغا سے قتل کیا گیا۔ پس اس طور سے وہ حکمرانی اختتام کو پہنچی جس کے قایم کرنے کے لئے انگریزوں نے بے انتہا

جان و مال کا نقصان اٹھایا جنگ کابل در میدان جنگ کے متعدد بڑے
واقعات گزرے تھے - شمال و مغرب کی جانب قندھار میں جنرل نوٹ
کو دشمن نہایت تنگ کر رہے تھے - ایک فوج جس کو اس نے فوج کابل کی
مدد کو روانہ کیا تھا پست ہمت ہو کر راہ سے ہی واپس چلے آنے پر
اس ہیبت ناک مصیبت کو دور کرنے میں نہایت کار آمد ثابت ہوئی - کابل
کے واقعات سے پرہمت ہو کر دشمن نے نہایت مستعدی کے ساتھ قندھار
پر چڑھائی کی لیکن ہٹا دیا گیا - اگرچہ قندھار پر یورش کرنے میں ان کو
ناکامیابی ہوئی تاہم انہوں نے غزنین پر قبضہ کر لیا - اور ایک جمعیت کو
جو سامان رسد لئے ہوئے آتی تھی غارت کر ڈالا - جنرل انگلینڈ کو حکم ہوا کہ
وہ کوئٹہ سے سامان جنگ گولہ و بارود وغیرہ لیکر آئے فوج قندھار کی مدد
کریں - لیکن وہ ہمت کے ساتھ آگے نہ بڑھا اور دشمن کو جو اس
مقابلہ کے لئے آئے نہ ہٹا سکا اور وہ آگے نہ بڑھ کر مقیم رہا - جب جنرل نوٹ
نے اس کو قندھار کو کوچ کرنے کے لئے قطعی حکم بھیجا اور جنرل نے مدد
کے لئے کچھ اپنی سپاہ اور بھیجی تو یہ سپاہ درہ کوجک کی بلندی پر چڑھ
گئی اور وہاں سے خبر بھیجی کہ رستہ صاف ہے - جنرل انگلنڈ اپنی فوج کو
آگے بڑھاوے - جنرل انگلنڈ کی سپاہ کو اس امر کا رشک ہوا کہ ان کے
کام کو طے کرنے کی جرأت کیوں نہ حاصل ہوئی -

اب پھر جنرل پالک کی کیفیت سنئے - وہ وہاں قیام پذیر رہا - آخر
ماہ ستمبر میں گورنر جنرل لارڈ النبرا کا حکم پہنچا کہ کابل کی طرف بڑھو
جنرل نوٹ کو اولاً نہایت جوش تھا کہ فی الفور وہ کابل پہنچ کر
ان قاتلوں سے انتقام لیتے - جب پالک صاحب آگے بڑھتا تو

بگد لک میں جہاں کل انگریزی فوج قتل کیگئی تھی دشمن کو جنگ کے لئے تیار پایا۔ ایک صاحب لکھتا ہے کہ یہاں مردوں کے انبار اس کثرت سے ایک کے اوپر ایک پڑے ہوئے تھے کہ توپخانہ کے لئے راہ کرنے کیواسطے ان کو ہٹانا پڑا۔ اس مقام کے خوفناک منظر ایسے خونریزی کے لائق تھے وہاں اکثر مقام میں جہاں آفتاب کی روشنی نہیں پہنچتی۔ دو میل تک برابر لاشے سڑتے ہوئے ایسے پڑے تھے کہ گویا مسلخ ہے۔

اب دشمن پر روشن ہو گیا کہ اس مرتبہ دوسری قماش کی سپاہ اور لائق افسروں سے کام پڑا ہے۔ انگریزی فوج چاروں طرف پہاڑ کی بلندی پر چڑھ گئی اور دشمنوں کو مار مار کر ہٹا دیا۔ آکبر خاں سے ایک اور سخت جنگ ہوئی اور پہاڑوں پر سے غنیم کو ہٹا دینے کے بعد انگریزی فوج بلا مناعت کے کابل پہنچی

نوٹ صاحب نے ۔ اگست کو قندھار سے روانہ ہوا اور دشمن سے کئی جنگ کرنے کے بعد اس نے غزنین پر قبضہ کر لیا جہاں پالمر اور اس کی فوج قلعہ بالکل غارت کر دی گئی تھی لارڈ النبرا کے حکم سے وہ غزنین سے سومنات کا پھاٹک لے آیا جس کے بارے میں ایک اشتہار عام جاری کیا گیا۔ اس اشتہار کی وجہ سے لارڈ النبرا کی ہمیشہ کے لئے ہنسی ہوئی۔ رہ نیولین کی تقریر کی مثل جو مصر کے علم مینار پر سے کیگئی تھی ایک [illegible] ۔ ڈیوک آف ولنگٹن نے اس کو گیت تحسین کا [illegible] [illegible] کے چند فقرات یہ ہیں۔ (میرے برادر [illegible] ہماری [illegible] سومنات کے [illegible] سلطان محمود غزنوی کا [illegible] کے درمیان [illegible] آٹھ سو سال کی ذلت کا انتقام

اب سے لیا گیا سومناتھہ کا پھاٹک جو تمھاری ذلت و بے عزتی کا یادگار بنا ہوا تھا - اب تمھارے قومی اجلال و فخر کا باعث ہوگا - یہہ دریای سندہ کے پار کی اقوام پر تمھارے فتح کی علامت بنا رہیگا - اے راجہایان و سرداران سرہند و مالوا و گجرات مین فتح کی پرشوکت علامت کو آپکے حوالہ کرتا ہون اب خود مناسب ادب و عزت کے ساتھہ اپنی اپنی ریاستون مین اس پھاٹک کو وکھاکر سومناتھہ کے مندر مین بحال کر دیجئے گا - سرداران سرہند اطلاع وسیجاویگی کہ کس روز ہماری ظفریاب فوج دریاے ستلج کے پل پر اس پھاٹک کو آپکے سپرد کرینگے -

یہہ اشتہار عام جو ایسے تزک و احتشام کے ساتھہ جاری کیا درحقیقت انکے واسطے ایک ذلت تھی جنکی خوشنودی کے لئے وہ تحریر ہوا - یہہ انگریزی عملداری کے رہنے والے مسلمانون کے لئے بھی کچھہ کم توہین و طعن نہ تھا کیونکہ انکی قوت اب غارت ہوگئی - یہہ ہندون کے حق مین بھی ایک ہتک تھی کیونکہ انکا مندر سومناتھہ اب بالکل مسمار پڑا ہوا تھا یہ پھاٹک جسکو کہتے ہین کہ اصل پھاٹک صندل کی نقل تھا اب کیڑون سے کھایا ہوا آگرہ مین ایک چھوٹی نمایش گاہ کے پیچھے پڑا ہوا ہے -

جنرل نوٹ غزنین پر قبضہ کرکے اور سلطان جان کو شکست دیکر ۱ ستمبر کو کابل پہنچا اور جنرل پالک سے ملا -

انگریزی قیدی جنمین بریگیڈیر شلٹن اور بی بی سیل بھی تھی - ... فوج کے وقت قید مین کر لی گئی تھے - جنرل پولک کے لشکر مین لائی گئی - یا یہہ کہئے کہ کسی صورت سے چلے آئے جنرل الفنسٹن ایام قید مین انتقال کر گیا تھا -

اب کوئی زیادہ جنگی کارروائی کرنا ضرور نہ خیال کیا گیا بازار کابل مسمار کردیا گیا۔ ۱۲۔ اکتوبر کو جنرل مالک ولنوٹ نے جنوب کے طرف سنہ ہوتے اور خیبر کی راہ ہوکر ہندوستان کو کوچ کرنا شروع کردیا قیدیان جنگ افغان رہا کردی گئے۔

فیروزپور کے مقام پر گورنر جنرل نے فوج کا استقبال کیا۔ پس سطور سے سنہ ۱۸۴۲ء کے جنگ افغان ختم ہوئی۔

خلاصہ کلام ناکامیابی سابق کی اصل وجہ وہ غلط و ناراست پالیسی تھی جسکے بناء پر جنگ شروع کردی گئی تھی۔ اور اس غلط پالیسی کے ساتھ افسرون کی نالایقی و مجہولی و بے پروائی نے اور بھی زیادہ خرابی برپا کی۔ جنگ ختم ہونے کے بعد انگریزی فوج شاہ شجاع کے بیٹے فتح جنگ کو جو اپنے والد کے قتل ہونے پر کابل سے بھاگ گیا تھا۔ گدی نشین کرکے ہندوستان واپس چلے آئے۔ مگر وہ حکمرانی کی لیاقت نہ رکھتا تھا۔ تھوڑے عرصہ مین افغان نے فتح جنگ کو قتل کر ڈالا سنہ ۱۸۴۲ء مین دوست محمد خان سابق امیر افغانستان جسکو انگریزون نے تخت سے اوتار دیا تھا۔ اور جو ہندوستان مین سرکار کا وظیفہ خوار ہوکر رہتا تھا۔ کابل کو واپس بھیجا گیا۔ وہ۔ دلمین انگریزون سے سخت ناراض تھا۔ اکثر موقعون پر خصوصاً جنگ قوم سکھہ واقع پنجاب کے درمیان اسکی دشمنی کا اظہار رہوا۔ اسنے اپنا ایک رسالہ سکھون کی مدد کو بھیجا۔ اور آپ خود ایک فوج لیکر۔ خیبر کے درمیان ہو دشمن کی مدد کے لئے پشاور پہنچا۔ لیکن پنجاب پر انگریزون کا تسلط ہونے پر دوست محمد خان کو مجبوراً اپنی طاقت ور ہمسایہ سے دوستانہ راہ و رسم رکھنا پڑا سنہ ۱۸۵۴ء مین اسنے سرکار انگریزی کو ایک دوستی کا عہدنامہ لکھا جسنے اسکی

یہ غرض تھی کہ شاہ ایران انگریزون کے خوف سے اسکے خلاف سازش کرنے سے باز رہیگا۔ یہہ امید چندروز بعد پوری ہوئی۔ کیونکہ ۱۸۵۶ء مین سرکار انگریزی نے شاہ ایران کے خلاف جنگ کا اشتہار دیا۔ اس واقعہ سے دوست محمد خان کا بہت فائدہ ہوا۔ کیونکہ ایرانی اب اسکی سلطنت مین دست درازی کرنے سے باز رہے۔ یہہ جنگ بہت قلیل عرصہ تک رہی شروع ۱۸۵۷ء مین انگلنڈ اور ایران کے درمیان عہدنامہ لکہا گیا۔

جسکے مطابق شاہ ایران نے۔ ہرات اور افغانستان پر اپنے کل دعوون کو ترک کر دیا۔ مگر ہرات ابہی تک افغانستان کی حکومت سے آزاد تہا۔ ۱۸۶۳ء مین دوست محمد خان نے اس شہر پر یورش کر کے قبضہ کرلیا۔ پس اب کل پادشاہت معہ قندہار اور افغانستان و ترکستان کے دوست محمد خان کے زیر حکومت ہوگئی ہرات فتح کرنے کے چند عرصہ کچہ بعد امیر نے انتقال کیا۔ اسکی وصیت کے مطابق اسکا بیٹا شیر علیخان امیر۔ افغانستان مقرر ہوا۔

نئے امیر نے فی الفور گورنر جنرل لارڈ الجن کو دوستانہ خط لکہا کہ اسکی جانشینی سرکار انگریزی سے تسلیم کیجاوے۔ مگر خط کے جواب لکھنے مین تساہل ہوا۔ جسپر نہایت افسوس ہونا چاہیئے۔ کیونکہ آخرکار خود شیر علیخان حاکم افغانستان ہوگیا تہا اگر بالفرض شیر علیخان اپنے مخالفین سے مغلوب بہی ہو جاتا تب بہی فاتح کو امیر افغانستان تسلیم کرنے مین کوئی عذر نہ تہا اور مہلت بہی کافی تہی جب چند مہینے بعد سر ولیم ڈینس نے لاپروائی کے ساتہہ خط کا جواب تحریر کیا اور جب لارڈ لارنس نے حسب درخواست امیر چہہ ہزار بندوقین عطا کرنے سے

انکار کیا تو امیر کو گمان ہوا کہ سرکار انگریز مجھے دوست نہین سمجھتے اسکے اس گمان کی اور بھی تصدیق ہوی - جب اسکے دو باغی بھائیون سے کہدیا گیا کہ وے سرکار سے اوس حصہ ملک کے حاکم تسلیم کر جاوینگے - جسکو وہ اپنے قبضہ اقتدار مین لاوینگے -

تاہم مختلف انقلابات واقع ہونے کے بعد شیر علیخان سنے دونو بھائی افضل اور اعظم اور اوسکے بیٹے عبدالرحمن کو شکست دی - یہی آخر الذکر شخص ہے جسکو اب سرکار انگریزی سنے گدی نشین کیا ہے -

اب ہم جنگ حال افغانستان کے اصلیت کو بیان کرینگے -

اوسکو بخوبی سمجھنے کے لئے ضرور ہے کہ اوسکی ابتدائی کارروائیون کا کچھہ ذکر کردیا جاوے - واضح ہو کہ اس خوف سے کہ روسی فوج براہ افغانستان ہندوستان پر حملہ نکرے اخیر جنگ افغان سے قبل ایران پر یورش و دیگر کارروائیان تہین جبکہ وہ جنگ ایران وغیرہ سے خوف کی بندوبست واقع ہوئی پس جس قدر زیادہ روس اپنی سرحد کو ہندوستان کے جانب بڑہاتا گیا - اسقدر یہہ خوف بڑہتا گیا -

۱۸۵۶ء مین روس نے ان قومون پر حملہ کیا جو کوہ **قاف** مین انکی حکومت سے سرنگون نہ ہوتے تھے - بڑی بھاری فوج لیکر روسیون نے ان پہاڑی لوگون کو مغلوب کیا اور سخت قواعد و مضبوط فوج رکھکر انکو مطیع کیا انکا خاطر خواہ انتظام کرکے ۱۸۶۳ء مین روس نے دریای زرکرش کی جانب فوج کشی کی -

اور خان **کوقند** پر حملہ کیا اور تہوڑے عرصہ کے بعد ترکستان پر قبضہ کرلیا یہہ شہر امیر بخارا کے سلطنت مین تھا -

روس کی ان حرکات سے مدبران انگریز نے خائف ہوکر روس سے خط وکتابت شروع کی۔ شہزادہ گورسچکوف نے اسکے جواب مین لکھا کہ روس کو اقوام سرحدی کے سرکشی کے باعث انکو مجبوراً مغلوب وسر کرنا پڑا۔ مگر چونکہ اب سرحد روس میدان تک پہنچگئی ہے لہذا اب روس کا قصد نہین ہے کہ آگے بڑہے۔

سر ہنری رولنسن بیان کرتا ہے کہ روس کے اس قول پر اعتماد نہین ہوسکتا۔ گو وہ مراسلہ ماہ نومبر ۱۸۶۴ء مین لکھا گیا۔ لیکن جون ۱۸۶۵ء مین بالکل غلط ثابت ہوا۔

روس نے امیر بخارا پر یورش کی اور شہر تاشقند پر قبضہ کرلیا اسی طرح ستمبر ۱۸۶۵ء مین وزراء روس نے لکھا کہ ہماری اب مرضی نہین ہے کہ اپنے ملک کے سرحد کو آگے بڑہاوین تاہم ۱۸۶۶ء مین انہون نے توقند پر قبضہ کرلیا اور کل ملک توقند کو اپنی سلطنت مین ملحق کرلیا اور چند روز بعد سمرقند بھی فتح کرلیا۔ امیر بخارا کو مجبوراً سرکار روس کا ماتحت ہونا پڑا

لارڈ کلارنڈن نے یہ تجویز کی کہ روس اور انگلنڈ کی عملداری کے سرحد کے درمیان افغانستان آزاد بنا رہے اسپر شہزادۂ گورٹ چکوف راضی ہوگیا اور یہ جواب میں لکھا کہ ہمارا بادشاہ زار افغانستان کو اس دائرہ سے باہر خیال کرتا ہے جس میں روس کی حکومت ورعب وداب کی ضرورت ہو،،

روس کا یہ قول وقرار ظاہر سے مگر باطن مین وہ خیوا پر یورش کرنے کی طیاریاں کر رہا تھا۔ گو حتی الوسع اپنی قصد کو پوشیدہ رکھی ہوئی تھا۔ لیکن تاہم ۱۸۷۳ء میں روس نے خیوہ فتح کیا اور دریاے آکسس کے

ئیں کنارے کے کُل ملک کو اپنی سلطنت میں ملحق کر لیا۔
سرحد افغان کی طرف اس طور روس کے بڑھ آنے سے شیر علی کے
لیں گھبراہٹ پیدا ہوئی۔ جبکہ اسنے دیکھا کہ افغانستان کے ایک طرف
وایک زبردست سلطنت کی عملداری ہے اور دوسرے طرف دوسرے
بردست قوت قدم بڑھائی ہوسے چلے آتے ہیں۔ اسواسطے اسنے
سمیں مصلحت سمجھی کہ ایک ہمسایہ کی مدد دوسرے کا حملہ روکنے کے لیئے
حاصل کر لینا ضرور ہے۔ اس غرض سے اسنے ۱۸۶۹ء میں سر جان لارنس
سے پشاور میں ملاقات کرنے کے لیئے لکھا۔ لیکن چونکہ اسکی عملداری
میں بغاوت ہوگئی تھی۔ لہذا یہ ملاقات ۱۸۶۹ء تک ملتوی رکھی گئی۔ چنانچہ
جب لارڈ میو ہندوستان میں نایب السلطنت ہوا تو اسنے امیر کو بمقام
انبالہ ملاقات کے لیئے بلایا۔ لیکن چونکہ انگلنڈ کے وزرا میں تبدیلی ہوگئی
یعنے وزراء کنسرویٹو جنہوں نے لارڈ میو کی تقرری کی تھی اب موقوف
ہوئے اور بجاے انکے وزراء لبرل مامور ہوئے۔ لہذا لارڈ میو کی پالیسی
اس صورت میں قائم نرہسکی۔ کیونکہ لبرل گورنمنٹ خصوصاً معاملات افغانستان
میں لارڈ لارنس کی راے پر عمل کرتی تھی۔ اسلئے لبرل گورنمنٹ کی
مرضی نہ تھی کہ افغانستان کے بارے میں کوئی واثق وعدہ کیا جاوے
یا کسی قسم کی بھاری ذمہ داری سر پر لیجاوے۔
اس ملاقات میں امیر نے بارہا گورنمنٹ کو یقین دلایا کہ انگریز اسکی امداد کا
وعدہ کریں۔ اور اسکے وارث کی جانشینی تسلیم کریں۔ تو وہ ان کے
سب درخواستوں کو منظور کریگا۔ یعنے امیر نے کہا کہ جو شرایط شمالی
سرحد حاصل کرنے و تجارت ہندوستان میں آسانی پیدا کرنے اور

بجز کابل کے افغانستان جس شہر میں چاہیں انگریزی افسروں کے مقیم ہونے کے بارے میں پیش کیجاویں وہ منظور کریگا۔ اسنے بارہا اس امیر کی شکایت کی کہ دوست محمد خان کے وفات کے بعد اسکی جانشینی سرکار انگریزی سے تسلیم نہ ہونے کی وجہ سے بہت سے تکالیف اسکو برداشت کرنی پڑی۔ اس مباحثہ میں شیر علی کو وہ عہدنامۂ دوستی جسکے لیئے کہ اسکے دل سے آرزو تھی نہ حاصل ہوا یعنے یہ کہ سرکار ہم معاملہ جنگ و صلاح میں اسکے شریک رہی۔ لیکن تاہم مدد دینے کے مبہم وعدے بہت کچھ کر دئے گئے۔ چنانچہ امیر ناراض ہوکر اسنے سرکاری سفیر کا ملک افغانستان کے کسی شہر میں رہنا منظور نہ کیا کہ وہ وقتاً فوقتاً اپنی سرکار کو ملک کی کیفیت سے آگاہ کرتا رہے۔ علی العموم اس ملاقات کا انجام کسی فریق کے دلخواہ نہ ہوا۔

چنانچہ ۱۸۷۳ء تک جبکہ روس نے خیوہ کو فتح کیا معاملات کی صورت یہی بنی رہی۔ روس کی متواتر فتح یابیوں اور زیادہ قریب پہنچنے سے خوف زدہ ہوکر امیر شیر علی خان نے ایک قاصد لارڈ نارتھ بروک نایب السلطنت ہند کے پاس بھیجا۔ اور ترمیم عہدنامہ اور ہتیار و زر کی مدد کے واسطے التجا کی۔ لیکن لبرل گورنمنٹ کے پالسی کے لحاظ سے اس درخواست پر واجب توجہ نہیں کی گئی اور قاصد کے ذریعہ سے امیر کو یہ جواب ملا کہ افغانستان روسیون کے اختیار سے باہر ہے۔ انکی طرف سے حملہ ہونے کا کوئی اندیشہ نہیں ہے اور اگر کوئی بیرونی دشمن افغانستان پر چڑھکر آویگا تو خاطر خواہ مدد کیجاویگی بشرطیکہ امیر سرکار انگریز کے مشورہ کے مطابق کاربند ہو اور خود کسی قسم کی پیش قدمی کرنے

سے گریز کرے۔
شملہ پر جو مشورہ ہوا اوسکی اصل ایک عجیب معلوم ہوتی ہے۔
لارڈ کیرن بروک بیان کرتا ہے۔ کہ امیر نے روس سے محفوظ
رہنے کے غرض سے ایک کانفرنس منعقد کرنی چاہئیے لیکن فریق
نسرل بیان کرتا ہے کہ خود افسران سرکار نے اس ملاقات کے لیئے
تحریک کی۔ اور لارڈ نارتھ بروک کیطرف سے یہ تجویز پیش ہوئی۔
لارڈ نارتھ بروک بخوبی واقف تھا کہ امیر سیستان کے دیدینے سے
انگریزوں کے جانب سے سخت ناراضمند تھا اور روس کے آمد سے
بھی نہایت خائف ہو رہا تھا۔ اس صورت میں نایب السلطنت کی
حکمت عملی یہی ہونی چاہئیے تھی کہ حتی الوسع اس ناراضی کو دور کرتا جسکی وجہ سے
باہم راہ و رسم دوستی میں خلل واقع ہو رہا تھا۔
یہ سب امور نایب السلطنت کے امکان میں تھے۔ روسی پیش قدمی
کے بابت تو وہ امیر کو بخوبی یقین کرا سکتا تھا کہ فی الحال جو خط وکتابت
انگلنڈ و روس کے درمیان ہوئی اس سے انگلنڈ کو خاطر خواہ یقین
ہو گیا ہے۔ کہ روس کا افغانستان کے خلاف کوی ارادہ نہیں ہے
لیکن امیر کو جو پیغام بھیجا گیا اور جو وعدے کئے گئے اونسے ذرہ بھی اطمینان
نہ ہوا۔ اور ان اظہارات نے صرف وہی اثر امیر پر ڈالا جو لارڈ میو کے
بیانات سے اوس پر پڑا تھا اور امیر کی رائے سے صاف ظاہر تھا کہ اوسکو
روس کے اس قسم کے ظاہری باتوں پر ذرا بھی اعتبار نہیں اور
بلاشک اوسکی یہ رائے درست تھی۔ کیونکہ ان کاغذات سے جو معاملات
روس کے بارے میں حال میں مشتہر ہوئے ہیں بخوبی معلوم ہوتا ہے

کہ جس وقت روس کو انگلینڈ کے پالسی میں دست درازی کرنا منظور ہوگا وہ
فوراً افغانستان پر اپنی کارروائی شروع کردیگا۔ ۱۸۷۸ء میں سٹولیوف کے
کابل روانہ کرنے سے روس کی خاص مراد یہی تھی کہ امیر واضح طور پر کہدے
کہ روس کا دوست ہے یا دشمن۔
اگر گورنمنٹ کی پالسی خاموشی کی تھی تو لارڈ نارتھ بروک کا مشورہ کے
لیئے قاصد طلب کرنا قرین مصلحت نہ تھا بلکہ محض عبث تھا البتہ اس امر
کے دریافت کے لیئے کہ آیا امیر اسپر راضی ہے کہ انگریزی افسر سرحد
کی جانچ کرائیں قاصد طلب کرنا ضرور تھا۔ غرض اس ملاقات کا انجام
خاطر خواہ نہ ہوا۔ نور محمد خان قاصد امیر اس ملاقات ہونے میں قبل کی بہ نسبت اور
زیادہ ناراض ہوکر واپس گیا اسکے پہنچنے پر سرکار انگریزی کی طرف سے
اور زیادہ بے اعتنائی امیر نے اختیار کرلی۔ نور محمد خان کے مباحثات ہونے
کے بعد یہ بخوبی آشکارا ہوگیا تھا کہ انگریز چاہتے ہیں کہ انکا رزیڈنٹ
افغانستان میں رہے اور بجز مبہم وعدہ امداد کے انکی مرضی نہیں ہے
کہ کوئی واثق قول و قرار کیا جاوے۔
اسوقت امیر نے اپنے قاصد کے ذریعہ سے بیاں کیا کہ ہم سمجھے ہوئے
ہیں کہ روس ہمارے عملداری کی کچھہ زمین طلب کریگا اور انگریز صلح
قایم کرنے کی خاطر اوسکو وہ دیدینے کے لیئے راضی ہوجاوینگے۔ پس
عوام یورپ میں بھی اسوقت راے یہی تھی۔ اس راے کے بناپر
امیر انگریزون کو حقارت کے نگاہ سے دیکھنے لگا اور اسنے بخوبی سمجھ
لیا کہ وے اسکے حق میں سچے رفیق نہ ہونگے۔ اور صلح قایم رکھنے
کے خاطر جو طلب کیا جاویگا دینے میں دریغ نہ کرینگے تاوقتیکہ انکے

فائدہ میں کوئی خلل واقع نہ ہو - یہی اصل بنا اسکے کل کارروائیوں کی ہوئی - جو بعدہ ظہور میں آئیں اسنے زبردست فوج قایم کرنے وسامان حرب وقلعجات کی مضبوطی شکارپور میں کرنے کے لیئے کوشش کی بلاشک اسکو بخوبی یاد تھا کہ ۱۸۴۲ع میں کل فوج انگریز غارت ہو چکی ہے اور اوسکو اب خیال تھا کہ میں اپنی بڑی فوج سے بلامدد انگلینڈ کے کارروائی کرسکونگا - بلکہ اگر خود انگریزوں سے مقابلہ کی ضرورت پیش آویگی - تو اپنی آزادی قایم رکھ سکونگا چنانچہ قاصد کے واپس جانے کے بعد امیر کی تحریرات کا طرز بالکل تبدیل ہوگیا اور اوسکی حرکات انگریزوں کے مخالفانہ ہونے لگے - یہاں تک کہ ۱۸۷۸ میں درہ خیبر میں اسنے سفیر سرکار کو روک کر ذلت دی -

امیر روس کی پیش قدمی سے خائف اور امداد انگریزوں سے مایوس تھا - اور اس خیال سے کہ انگلستان کا مقابلہ کرنے میں کچھ قباحت نہیں اوسنے روس سے عہد وپیمان کرلیا -

امیر کی اس کارروائی کی مثل اوسکی اور کارروائیاں بھی تھیں چنانچہ اوسنے دو انگریز افسروں کو جو سفر کرتے ہوئے ہندوستان کو آرہے تھے اپنے ملک کے درمیان ہوکر گذرنے کی اجازت نہ دی -

۱۸۷۷ع میں پشاور کی ملاقات میں نور محمد خان نے - صاف صاف کہدیا کہ یہی آخر موقع تصفیہ ہونیکا ہے آیندہ خدا جانے - اور آخر میں امیر نے سفیر سرکار کو اپنی ملک میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی اور روسی سفیر کی نہایت قدر ومنزلت کی -

نہایت افسوس ہے کہ انگریزوں کی کاہلانہ اور علیحدہ رہنے کی پالیسی

کوئی فایدہ تو نہوا بلکہ آخر کار یہ انجام ہوا کہ اسکے بدولت انگریزی سرکار نہ صرف ایک مشرقی بادشاہ کی نگاہ میں بلکہ رعایاء ہند کے نزدیک ذلیل و حقیر سمجھے گئے اور یہ نامحدود اور ناعاقبت اندیش پالسی امیر کے حق میں نہایت مضر ہوئے۔ کیونکہ اسکے بدولت امیر کو ایک ایسی جنگ کرنا پڑے جس سے اسکی کل قوت و قدرت ضائع ہوگئے غرض اس جنگ سے نہ صرف سرکار انگریزی کا بہت کچھ رعب و داب جاتا رہا۔

بلکہ آخر جنگ افغان میں کروروں روپیے مثل پانی کے فضول خرچ ہوئے اور نتیجہ یہ نکلا کہ یہ جنگ فریقین کے حق میں مضر اور خرابی کے باعث ہوئی جیسا کہ واقعات حال اور امیر اور روسیوں کے درمیان خط و کتابت ہونے سے ظاہر ہے۔

حاصل کلام سرکار انگریزی کے جواب ناصواب پانے سے امیر کو اول ہی مایوسی ہوچکی تھی۔

سیستان میں معاملہ سرحد کے بارے میں جنرل گولڈسمتھ کا فیصلہ کرنا اسکے دلمیں اور بھی زیادہ جوش پیدا ہوا اسپر اسنے اپنی سخت ناراضی ظاہر کرکے کہا کہ اس سے نہ صرف اسکے ملک میں کمی ہوجاویگی بلکہ ہمسائے کے درمیان مخالفت و رنجش پیدا ہونے کے سبب اسکی مشکلات اور زیادہ ہوجاوینگی۔ اور عبداللہ جان ولیعہد وارث امیر کی ولیعہدی کا تسلیم نکرنا۔ لارڈ نارتھبروک کا یعقوب خان کے لیئے سفارش کرنا و بغیر تسلی امیر ایک [illegible] کے پاس تحائف روانہ کردینا اور کوئٹہ پر انگریزی سلطنت کا تسلط ایسے [illegible]

کو اور بھی گراں گذرا علاوہ اسکے امیر چند اور امور کا بھی شاکی تھا یعنے مضامین اخبارات وغیرہ کا جو اوسکے بارہ میں شایع ہوا کرتے تھے۔

ان شکایتوں کے بارہ میں مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسمیں کلام نہیں کہ دو ایک امر میں امیر کے جانب سے سرکار نے لاپروائی ظاہر کی۔ لیکن امیر کے شکایتوں کی فہرست میں کوئی ایسا قوی سبب نہیں بیان کیا گیا جسکی وجہ سے وہ سرکار انگریزی سے منحرف اور روس سے جا کر ملتا۔ خصوصاً جبکہ وہ واقف تھا کہ نیا نایب السلطنت لارڈ لٹن بخاطر و رفاقت امیر کے کل درخواستوں پر جہان تک مناسب ہے واجب لحاظ کرنے پر آمادہ ہے مآل کار امیر شیر علیخان نے مثل اپنے والد دوست محمد خان کے انگریز سے برافروختہ ہوکر اور طیش میں آکر روس سے مراسلت جاری کردی۔ اور افسران روس نے اسی فرصت کو غنیمت جان کر بخلاف طریق سرکار انگریز کے امیر کی نہایت دلجوئی کی۔ اور برنس صاحب کی روایت کے بموجب روسیون نے امداد کی بہت بڑے بڑے وعدہ کئے جسپر امیر نے فوراً اعتبار کرلیا۔ پس جب ۱۸۷۶ء مین لارڈ لٹن نے بہت کچھہ دوستانہ خاطرداری کرنے کے لیئے ارقام کیا تو امیر نے اسپر ذرہ بھی توجہ نہیں کی۔

اس میں شک نہیں کہ ایک عرصہ سے امیر شیر علیخان سمجھے ہوے تھے کہ روسیون سے راہ و رسم جاری کرنے کے باعث سرکار انگریزی سے ضرور جنگ کرنی پڑیگی اور اس صورت میں اسکو روس کی امداد پانے کی توقع تھی۔ اس غرض کو پورا کرنے کی نیت سے اسنے مختلف وسائل سے اپنی رعایا کے دلمیں انگریزوں کے برخلاف

بہت زیادہ اشتعال دلایا اور سامان حرب خوب [stamp] کیا۔ اور جابجا
قلعون کی مضبوطی کرائی۔

معاملات افغانستان کے ابتری کے نسبت بہت بیشمار ثبوت پیش ہو سکتے ہیں۔ جون ۱۸۷۵ء میں لارڈ نارتھ بروک نے لارڈ سیلسبری کو لکھا کہ جب ۱۸۷۳ء سے محمد نور خان شملہ سے واپس گیا ہے امیر کا طرز تحریر مخالفانہ ہوگیا ہی۔ پھر ۱۸۷۳ء میں جب پشاور کے خزانہ کو حکم دیا گیا۔ کہ دس لاکھ روپیہ امیر کی کارندون کی حوالہ کرو تو امیر نے وہ روپیہ طلب نکیا۔ علاوہ بریں اسنے افسران سرکاری کو اپنے ملک کے درمیان گذرنے کی اجازت نہیں دی۔

امیر کے اس طور پر روس کے ساتھ عہد و پیمان کرنے کی ارادہ کے وجہ سے ۱۸۶۹ء میں پشاور کی ملاقات کا کچھ انجام اچھا نہوا کیونکہ سرکار انگریز نے اسکو اصل امداد عطا کرنی اور پوری ذمہ واری کے لینے سے انکار کیا مگر بدین شرط کہ ایک انگریزی سفیر افغانستان میں ملک کی حالت اور سرحد کے بیرونی واقعات سے مطلع کرنے کے لئے مقیم رہے لیکن روس کی دوستی کے بھروسے پر امیر نے اس شرط کو منظور نہ کیا۔

دوسری کارروائی امیر نے یہ کی کہ کابل مین روسی سفیر کا نہایت شان وحشمت وعزت کے ساتھ استقبال کیا۔ جس سے بخوبی ظاہر ہو گیا کہ امیر نے انگریزی ایجنٹ کو جو اپنی ملک میں داخل نہ ہونے دیا اوس سے صرف ملک کی حفاظت ہی مد نظر نہ تھی بلکہ کچھ اور بھی اغراض پیش نظر تھی ان معاملات کے تفصیل بیان کرنے پر یہ سمجھنا مشکل ہے جیسا کہ اکثر فریق لبرل کے لوگون کا قول ہے کہ۔ پالیسی کی تبدیلی اس جنگ کا

باعث ہوے۔ اگرچہ اس جنگ کے بارے میں بہت کچھ تحریر و تقریر ہو چکی ہے تاہم۔ عوام انگلستان کی راے گورنمنٹ کے پالسی چال کے مناسب ہے۔ ہندوستان میں بھی عام راے قائم ہے کہ سرکار کی پالسی راستی نہیں ہو۔ گو وہ امیر کو عذر و معذرت کا موقع دینے میں نرمی کی حد سے گذر گئی۔ باوجود اس بات کے کہ امیر نے بارہا اقرار کیا تھا۔ کہ ہم روسیون سے راہ و رسم نہ رکھینگے۔ اور روسیون نے بھی وعدہ کیا تھا کہ افغانستان سے ہمیں کچھ تعلق نہیں ہی۔ لیکن دونوں کی طرف سے خلاف ورزی ہوئی اور باوجود ان وعدون کے روسی سفیر نہایت تمکنت و دہوم دہام کے ساتھ کابل کو روانہ ہوا اور وہاں استقبال کیا گیا اور یہ بھی ایک ایسے نازک وقت پر جب یورپ میں انگلنڈ اور روس کے درمیان بہت کچھ لاگ ڈانٹ ہو رہی تھی۔ ظاہرا یہ کارروائی سرکار انگلشیہ کے ہندوستانی فوج کو یورپ لیجانے کے جواب میں ہوئے تھے۔ روسی اخبارات کا یہ تحریر کرنا کہ یہ سفارت صرف دوستانہ تھی۔ کچھ انگلنڈ اور افغانستان کے درمیان مخالفت پیدا کرنے کی نیت سے نہ تھے محض لغو اور عبث تھا۔

فرقہ لبرل جنکی راے جنگ افغانستان کے خلاف میں ہو انکی ایک دلیل یہ تھی کہ اگر انگریزون کو جنگ ہی کرنا منظور تہا تو روس کے ساتھ جنگ کرنا تھا نہ افغانستان کے خلاف کیونکہ روس نے بھی ایسی ہی خلاف ورزی و وعدہ شکنی کی تھی جیسے کہ افغانستان نے لیکن اس دلیل کا صاف جواب یہ ہے کہ اگر اس طور پر سرکار انگلشیہ وعدہ شکنی پر روس سے جنگ کرے تو اسمیں ذرا کلام نہیں کہ اس سال کے درمیان کئی مرتبہ روس سے

لڑائی ٹھن گئی ہوتی۔ خصوصاً روس کے خیوہ فتح کرنے کے ایام میں جبکہ فند قہ لبرل کی وزارت تھی لیکن یہ ضرور ہے کہ روس کی عہد شکنی کی وجہ سے امیر کی عہد شکنی سے درگذر کیا جاسے علاوہ بریں یہ ثابت ہے کہ اگر امیر اپنے قول و فعل پر ثابت قدم بنا رہتا تو روس کو وعدہ شکنی کا کوئی موقع حاصل نہوتا افغانستان کے سرحد کو مضبوط کرنے کے لیئے روس کے ساتھ جنگ کرنی ظاہراً ایک بیہودگی ہوتی کیونکہ سرکار انگریز کی مراد روس کے قوت کو زایل کرنے کی نہ تھی بلکہ اپنے قوت کو محفوظ رکھنے کی تھی۔

جب یہ خبر پہنچی کہ سفیر روس کا کابل میں نہایت تزک و احتشام کے ساتھ استقبال ہوا ہے اور جب یہ یقین کیا گیا کہ انگریزوں کے دوستانہ تعلقات افغانستان سے منقطع ہوا چاہتے ہیں اور جب یہ اندیشہ کیا گیا کہ روس سے جنگ ہونے پر وہ ہندوستان میں سرکار انگلشیہ کے رعب و داب میں رخنہ اندازی کرنے کی کوشش کریگا تو۔ نایب السلطنت ہند نے امیر سے درخواست کی کہ ہمارے قاصد کو واجب عزت واد کے ساتھ اپنے دربار میں استقبال کرنے کا وعدہ کیجئے جو دونوں قوتوں کے باہم فائدہ کے لئے مشورہ کرنیکے غرض سے فی الحال روانہ کیا جایگا اس درخواست کا امیر نے کچھ جواب ندیا۔ جب میجر کیوگری ایک قلیل جمعیت کے ساتھ سرحد ہندوستان سے باہر درہ خیبر سے علی مسجد تک سر نول چمبرلین مع جماعت سفارت کی محافظ سپاہ کے بارے میں درخواست کرنے کے لیے گیا تو اس سے صاف کہدیا گیا کہ سفارت کو آنیکی اجازت نہیں ہے اور فیض محمد خان نے یہی کہا کہ آپ کی

جماعت پر لوگ گولیان واغنے کو مستعد تھے انکی ذاتی دوستی کے خیال
سے یہ نکیا گیا - اسنے یہ بھی اطلاع کر دی کہ میرا جواب مثل امیر کے جواب
کے خیال کیا جاوے میرے پاس قطعی حکم آچکا ہے کہ جماعت سفیر کو اپنے
ملک میں داخل ہونے نہ دو - یہ ممکن نہ تھا کہ سرکار انگریز اس ذلت و بے
عزتی سے چشم پوشی کر لیتی - نایب السلطنت نے امیر کو لکھا کہ سرکار کی
اس طور بے ادبی کرنے پر آپ معذرت کرین قبل ازین کہ آپکی خلاف کوی
کارروائی کی جاوے اور اس وقت افواج ہند کو حکم نہ ہو کہ سرحد پر جمع ہوں
جب اس حالت پر غور کیا جاتا ہے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ بلاشک روس
افغانستان میں اس غرض سے فتنہ برپا کر رہا تھا کہ یورپ میں اسکے مقاصد
بر آویں اسکا قصد تھا کہ شمال کے جانب سے افغانستان میں ہو کر
ہندوستان پر حملہ کر کے انگریزون کو زچ کرے اسنے سکوت و صلاح
سے مفسد پہاڑی اقوام کو انگریزون کے برخلاف فساد برپا کرنے کے لئے
ورغلانا اور چند دیگر قسم کے لوگون کو بھی اشتعال دلایا کہ ہندوستان
میں بھی فتنہ برپا کر کے موجودہ حکومت کو غارت کرنے کی کوشش کرین
سر ہنری رولنس صاحب رقمطراز ہین کہ اگر ۱۸۶۹ء موسم گرما میں
ملاقات مشعودہ کا انجام خیر نہ ہوتا تو قریب قریب خیال ہو سکتا تھا کہ روس
افغانستان میں اپنی فوج چڑھا لاتا - ہم یہ نہیں کہ سکتے کہ صاحب ممدوح
کا گمان کہاں تک راست ہے لیکن اسمیں کلام نہیں کہ روس
افغانستان میں ہو کر سرکار انگلشیہ پر حملہ کرنیکی حتی الوسع کوشش کرتا
اگرچہ یہ ظاہر ہے کہ وہ بے خبر افغانستان کو انگریزوں سے بھڑا دینے
اور ہندوستان میں کچھہ رعب و داب کم کر دینے کے سوا اور زیادہ

کچھ نہیں کرسکتا تھا وہ کاغذات و عہدنامجات روس و امیر جو کابل سے
فتح ہونے پر انگریزوں کے ہاتھ لگے انکے ملاحظہ سے ظاہر ہے کہ جنگ و ہیں کا
کیا انجام ہوتا۔ مراسلہ جنرل سٹولیٹوف بنام وزیر امیر مسمی شاہ محمد نا
مرقومہ ۹۔ اکتوبر ۱۸۷۸ء کے ملاحظہ ذیل سے عیاں ہے۔ کہ امیر کو کیا صلاح
دیگئی تھی۔ وہ لکھتا ہے شہنشاہ روس امیر اور افغانستان کا سچا دوست
ہے چونکہ ہماری سرکار نے آپکو صلاح دی ہے کان دیکر سنئے اے
میرے مہربان دوست میں آپکو مطلع کرتا ہوں کہ آپکے ناموردین کے
دشمن (یعنے انگریز) سلطان روم کے ذریعہ آپ سے صلح کیا چاہتے
ہیں۔ لہذا آپکو لازم ہے کہ آپ اپنے ان بھائیوں کی طرف توجہ کریں
جو دریا کے دوسرے جانب بود و باش کرتے ہیں (غالباً دریاے اوکسس
مراد ہے) اگر خدا انکو برانگیختہ کرے اور تحریص دے اور وہ شمشیر جنگ
ہاتھ میں لیکر آویں تو آپ بھی بسم اللہ کرکے آگے بڑہیں۔ ورنہ سانپ کی
مثل آپ ہوشیار ہوں۔ ظاہرا صلح رکھو اور باطن میں جنگ کے واسطے
تیار رہو۔ اور جب خدا کا حکم ہو تب اپنے تئیں دشمن ظاہر کرو۔ یہ بہتر ہو کہ
جب آپکا دشمن اپنا سفیر آپکے ملک میں بھیجنا چاہے تو آپ خوب ہوشیار
سفیر جنکی زبان سانپ کے مثل ہو۔ اور خوب دغا و فریب سے بھرا ہو دشمن
کے ملک کو روانہ کریں تاکہ وہ کلمات شیرین سے دشمن کے دل کو فریب
میں ڈالے تاکہ وہ آپ سے جنگ کرنے کے ارادہ کو ترک کردے۔

عہدنامہ کے شرائط حسب ذیل ہیں۔ سرکار روس دائم سرکار امیر کی دوست
بنے رہیگی۔ وارث امیر کو ولی عہد تسلیم کریگی۔ وہ افغانستان کو مدد دیگی
اور ایسے دشمن کو جسکو خود امیر نہ ہٹا سکیگا ہٹا دیگی۔ امیر کی طرف سے

یہ شرائط تھے کہ وہ بلا اجازت سرکار کسی غیر قوت سے جنگ نہ ٹھانیگا اور ہمیشہ اپنے ملک کی حالات سے سرکار روس کو مطلع کرتا رہیگا۔ سرکار روس امیر کی ہر ایک خواہش کو پورا کریگی اور افغان سوداگران کی حفاظت میں رہینگی اور یہاں اشخاص کی مناسب خاطرداری کریگی جنکو امیر روس مین فنون و دیگر پیشہ سیکھنے کے لیئے روانہ کریگا۔

ان کاغذات کے مشتہر ہونے سے عوام پر ان معاملات کی حقیقت روشن ہوگی جنکی وجہ سے اخیر جنگ افغان برپا ہوئی۔ اب یقین کیا جاتا ہے کہ آئندہ نائبان سلطنت ہند مثل لارڈ لٹن کے مستحکم طور پر کارروائی کرتے رہینگے اور کلمات شیرین سے فریب میں نہ آوینگے۔

یہاں یہ کہنا واجب ہے کہ روسی لوگ رفتہ رفتہ سرحد افغانستان کی طرف وقتاً فوقتاً اپنی عملداری کو اضافہ کرتے جاتے ہین اور انگریزی حکومت روسیون کے اس قول پر اعتبار کیئے ہوئے قانع ہے۔ کہ افغانستان انکی کارروائی کے دایرہ سے باہر ہے۔

جب ۱۳ جنوری ۱۸۷۹ء کو عہدنامہ برلن پر دستخط ہوئے تو روسیون کے ڈھنگ و کارروائی میں بہت کچھ اختلاف ہوگیا۔

سرکار انگریزی نے حسب مذکورہ بالا جنگی تدابیر کو عمل مین لانا قرین مصلحت سمجھا اور دراصل اسکا کامل یقین تھا اگر سرکار انگریزی اوس ذلت و بےحرمتی کو برداشت کرکے خاموش ہوجاتے جو خیبر میں انگریزی سفیر کے روکنے سے ہوئی تھی۔ تو ہندوستان کی آباد اور معمور شہروں میں اوسکی عزت و توقیر جاتی رہتی اور صاحب لوگوں کی وہ توقیر جو اب ہوتی ہے ضایع ہوجاتی۔ اور اکثر دیسی اخبارات میں فتنہ انگیز مضامین نکلتے اور جابجا فساد

وبغاوت ہونے لگتی کیونکہ مشرقی لوگ بلاہمت کے پالسی کو نہیں سمجھتے اسلئے کمزوری یا خوف مراد سمجھ لیتے ہیں۔

لہذا یہ ضرور سمجھا گیا کہ اس ذلت و بے وقاری کا انتقام لیا جاوے اسواسطے لارڈ لٹن نے جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے معقول عذرخواہی چاہی۔ اور کیفیت آنے کے لیئے ۲۰ نومبر کو میعاد مقرر کی۔ لیکن امیر نے اوس خط کا جواب لکھنے سے غفلت کی عذر و معذرت نہ کرنیکے خاص خاص وجوہات یہ ہیں کچھ ذاتی غرور اور کچھ غلطی سے اپنے قوت کو حاصل سے زیادہ سمجھ لیا۔ کل درباریوں نے بھی خاموش رہنے کی صلاح دی۔ علاوہ برین اسنے روسی افسروں کے۔ قول و عہد پر جنکا سردار سٹولیٹوف کابل مین مقیم تھا۔ اعتبار کیا اور سمجھے رہا کہ انگلنڈ سے بگاڑ ہونے پر ضرور روسیون سے امداد حاصل ہوگی ماسوا اسکے روسیون نے محض لغو و جھوٹے قصہ و روایتون سے امیر کو دغا دیکر سمجھا دیا کہ انگریزون کی قوت نہایت زوال پذیر ہو رہی ہے۔

چونکہ ایام مہلت جو لارڈ لٹن نے جواب آنے کے واسطے مقرر کیئے تھے گذر گئی۔ لہذا اشتہار جنگ دیا گیا۔ ۲۰ نومبر کو کل افواج جو سرحد پر جمع کیگئی آگے بڑہا ئے گئی جنرل بڈلف مقام پشین و جنرل رابرٹس وادی کرم اور سر سیمول بیرون درہ خیبر کی جانب بڑہے چاروں طرف سے روساء ہند نے مدد دینے کے لیئے التجا کی۔ سر سیمول براون کو اول دشمن سے مقابلہ پڑا۔ چند روز قبل وہ جمرود میں مقیم تھا۔

درہ خیبر کی طرف بہی انگریزی سرحدی قلعہ ہے وہ وہان سے صرف چار میل اور پشاور سے دس میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ قدیم قلعہ جمرود نہایت

مسما بتھا مثل دیگر عمارات ہندوستان کے صرف اینٹ وگارے سے
بنا ہوا تھا لیکن وہ جلد درست کر لیا گیا۔ اور اسکے دیواروں پر ہیلوگراف
ایک آلہ جو روشنی کے حرکات سے مثل تار کے دور کے مقام پر
جہان تک وہ نظر پڑی خبر پہنچا سکتا ہے۔ قایم کر دیا گیا تاکہ درۂ خیبر اور
پشاور کے درمیان پیام کی آمد و رفت رہی۔ پس جمرود از سر نو ایک
پُر رونق جنگی مقام قرار دیا گیا۔ وہاں خیبریوں سے اکثر جنگ ہو چکی
ہے۔ یا اکثر اسی مقام سے جنگ شروع ہوئی ہے جمرود سے بلاتوقف
مسٹر سیمول بیرون نے علی مسجد پر حملہ کرنے کی طیاری کر دی۔ علی مسجد
جہان ایک مقدس ولی علی کا مقبرہ ہے درہ خیبر میں نہایت مضبوط
مقام ہے یہ قلعہ ایک بلند پہاڑی پر جو مثل ایک جزیرہ کے درہ کوہ کے
درمیاں واقع ہے پتھر و مٹی سے بنا ہوا ہے اس پہاڑی کے دامن میں
ایک طرف ایک ندی رواں ہے مگر وہ زیادہ عمیق نہیں۔ نہایت تنگ
جگہہ میں بھی اسکا عمود چھ فٹ سے زیادہ نہیں ہی درہ خیبر کو جاتے ہوئے
سڑک میں یہ دریا کئی مرتبہ عبور کرنا پڑتا ہی۔

علی مسجد کے قریب پہاڑی مثل دیوار کے مستقیم ہے کہ بجز دریا کے اور
درہ کے طرف جانے کا کوئی راستہ نہیں یہ پہاڑیاں درہ خیبر کے
دائین بائیں واقع ہیں اور اوس پہاڑ کے گرد ہیں جسپر قلعہ علی مسجد کھڑا
ہوا ہے کئی مقام ایسے ہیں جہاں پر مورچہ لگانے سے فوج قلعہ سے
بڑی جنگ ہو سکتی ہے اگر قلعہ کے قریب میں یہ بلندیاں نہ ہوتیں تو وہ
قریب قریب ناقابل فتح ہوتا کیونکہ وہ پہاڑی ایسی ڈھال ہے کہ اسپر جلد
کوئی چڑھنے کا قصد نہیں کر سکتا علاوہ برین اسپر ایک بھی درخت نہیں ہے

کہ جتنے سپاہیوں کو پناہ حاصل ہو۔ تاہم علی مسجد شمال و جنوب کی طرف
سے نہایت مضبوط ہے ایسا ہے اگر فوج قلعہ پر با ہمت و بہادر شاہ ہو تو
حملہ آور فوج کے آگے بڑھنے میں خلل ڈال سکتے اس واسطے سر سمول
برون نے ملک کے پہاڑی ہونے اور سامنے سے درہ کوہ مین
راستہ کرنے کی مشکل کو سمجھ کر اور اس امر سے بھی واقف ہو کر کہ افغانون
کو بھاگنے کی راہ بند ہو جانے کا نہایت خوف رہتا ہے بریگیڈیر
جنرل اور ٹیکفرسن اور ٹینڈل کو حکم دیا کہ دو دو جماعتوں کو ہمراہ لیکر ایک پہاڑی
کے راہ سے ہو کر درہ کے شمال و مشرق کی طرف چلے آئین پہاڑ و نکی
گرد ہو کر یہ راہ ایک راہ چھوٹی پہاڑ (روستیس) نامی پر لیے آتی ہے جہان
مشرق کی طرف سے علی مسجد پر گولہ اندازی ہو سکتی ہے سر سمویل
برون جو کل فوج کو لیکر بارہ گھنٹے بعد اسپر سامنے سے حملہ کرنے آیا بدبختی
سے سرکار انگریزی کے کاہلانہ پالسی کے باعث یہان کے عمدہ نقشے
نہ جسکے یا یہ کہنا چاہیے کہ اپنے سرحد سے بارہ میل آگے کے ملک سے کچھ
واقف نہ تھا اسکا انجام یہ ہوا کہ جس راہ کا یہ اندازہ کیا گیا تھا کہ صرف بارہ
گھنٹے صرف ہونگے اسمیں ۲۵ گھنٹے گذر گئے پس جو فوج زیر کمان
بریگیڈیر جنرل ٹیکفرسن و ٹینڈل کے تھی بجای اسکے کہ دو بجے نومبر کے صبح
علی مسجد پر حملہ میں شریک ہوتے تمام دن درہ کوہ میں سے گذرنے
کے بعد علی مسجد کے جانب شمال میں پہنچے لہذا بائیس ۲۲ نومبر کے
صبح کو علی مسجد پر حملہ نہ ہو سکا یہاں امیر کی فوج کو شکست و پراگندہ کرنیکے
بعد تمام شب نہایت سردی میں بلا کھانے و پانی و بلا بھاری کوٹ
کے سپاہیوں کو جاگنا پڑا وہ چند جانوران باربرداری جو ہمراہ

ہاتھ لگے تھے پہاڑی تنگ راہ میں جسطرف ہوکر فوج آئی تھی بدیر جاسکے ہنوز نہیں پہنچے تھے۔ کہ اس عرصہ میں سر سیمول بروں باقی کل فوج کو لیکر علی الصباح جمرود سے روانہ ہوا سڑک کے دونو جانب کچھ سپاہ کو چڑھا کر کل فوج کو درہ کے درمیان ہوکر اس سڑک کی راہ سے کوچ کراکر بھلا جسکو ۱۸۴۰ء میں کرنل مکفرسن انجنیر نے تعمیر کرایا تھا اور جسنے اخیر جنگ افغان میں اسقدر ناموری حاصل کی تھی۔ دوپہر بعد فوج علی مسجد کے سامنے پہنچی۔ اس جنرل نے فوج کے ایک حصہ کو قلعہ کے دائین طرف پہاری پرلے جاکر توپوں کے مورچہ لگانے کو حکم دیا۔ اور دوسری جماعت دریا عبور کرکے دائین طرف سے حملہ کرنے کے لیئے روانہ کردی گئی اور گھوڑوں کا توپخانہ دریا کے ریتی میں ایک موڑ پر مقیم کردیا گیا تھا کہ جہاں اوٹ میں ہوکر وہ علی مسجد پر گولہ اندازی کرسکیں افغانی فوج مقیم قلعہ نے سنگ دیواروں پر سے جو پہاڑ کے برابر بنی ہوی تھیں انگریزی فوج پر اپنی بندوقوں اور توپوں سے جو بعدہ انگریزوں کے قبضہ میں آگئین داغنا شروع کیا اگر انکی توپ درست ہوتی تو اسمین شک نہیں کہ سرکاری فوج کے بہت سپاہ کھیت رہتے لیکن کل توپین خراب تھین انکی توپوں کے گولے یا تو توپ سے نکلتے ہی پھٹ جاتے یا بالکل پھوٹتے ہی نہ تھے جسسے سرکاری فوج میں بہت خفیف نقصان ہوا۔ لیکن انگریزی توپخانہ نے دشمن کے ہوش بگاڑ دئے میجر بیچ کے زیر کمان سپاہ نے دشمن کو ایک دشوار گذار زمین کے دو ٹیلوں پر سے ہٹا دیا۔ لیکن جبکہ جنرل سر سیمول بروں نے دیکھا کہ بغیر زیادہ فوج کی امداد پائے ہم

میجر تیسرے ٹیلہ کو سر نکر سکیگا جسپر توپین بھی چڑھی ہوئین تھیں اور چونکہ آفتاب غروب ہونے پر تھا لہذا اسنے حملہ ملتوی رکھنے کے لیے حکم دے دیا لیکن اوسوقت تک اس دہادے میں سولہ سپاہی اور دو افسر اور میجر برچ اور لفٹننٹ فلٹر جیرالڈ کام آچکے تھے وہ جماعت تمام شب ان ٹیلون کے نیچے جنکو فتح کیا تھا نگرانی کرتے رہی۔

دوسرے روز صبح کو معلوم ہوا کہ افغانون نے یہہ خوف کھا کر کہ ہمارے بھاگنے کی راہ بند ہوئے جاتی ہے قلعہ کو خالی کر دیا اور جان بچا کر بھاگ گئے۔ لہذا بلا کسی مخالفت و مزاحمت کے اوس جگہہ پر انگریزون نے قبضہ کر لیا۔

علی مسجد پر قبضہ ہو جانے پر فوج بسہولت ڈاکے کی طرف بڑہی۔ یہہ مقام درہ کوہ کی حد شمال کی طرف دریاء کابل پر واقع ہے یہاں چند روز تک فوج نے قیام کیا پھر اخیر دسمبر ۱۸۷۸ع میں یہہ راے قرار پائی کہ جلال آباد کے جانب کوچ کرنا چاہیئے یہہ وہی مقام ہے کہ اول ذکر ہو چکا ہے۔ جہان جنرل شیل جنرل پولک کے مدد کے لیئے پہنچے تھے افغانون کے خلاف اپنے تئیں محفوظ رکھا تھا۔

علی مسجد فتح ہونے اور جلال آباد کے کوچ کرنے کے درمیان کوئی بڑا معاملہ دشمن سے نہیں ہوا۔ گاہے گاہے قلیل جمعیت پر حملہ ہوا یا کوئی تنہا سپاہی یا لشکری مارا گیا رات کے وقت کسی نے بندوق لشکر پر چلائی۔

ان حملون کا انتظام کیا گیا۔ پہاڑون کے اندر یورشین کگئیں اور مفسدون کے مواقعات اور فرقے منتشر کئے گئے۔

اس قسم کے حملون سے دشمنونکا دق کرنا بند ہوا۔ تاہم ملک کی راہ وغیرہ سے واقفیت حاصل کرنے میں بہت کچھ فایدہ ہوا۔ ان موقعون پر صحیح صحیح نقشے تیار کی گئی۔

اس قسم کے یورش میں سے ایک کا بیان جو زیر کمان جنرل ٹٹلر گیگئی خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ اس بہادر اور پرہمت قوی افسر نے ۱۸۸۰ء میں انتقال کیا۔ یہہ چڑہائی قریب ماہ دسمبر کے درمیان کیگئی شب کے بارہ بجے کامل خاموشی سے فوج یورش کرکے روانہ ہوئے صبح کے سات بجے تک کوچ کرکے نہایت ناہموار راہ میں طلوع آفتاب کے وقت ایک پہاڑ کے قریب پہنچے۔ جسکے دوسرے طرف وہ مواضعات واقع تھے جن پر حملہ کرنے کی غرض سے یہ یورش ہوئی تھی۔

کل سپاہ جو چار چار ٹکڑیان ہوکر کوچ کرتے تھیں اب ایک صف مین کر دیگئے اور سب نہایت ہوشیاری سے مقابلہ کے پہاڑی پر چڑہا دیگی۔ سب کو سخت تاکید ہوگئی کہ کوئی دوسرے جانب دکھائی نہ پڑے۔

شب بھر چاند بخوبی روشن رہا اب صبح ہونے کے وقت چاندنی دور کے پہاڑون پر نیلی وزردی مائل نظر آنی لگی۔ رفتہ رفتہ آفتاب کی روشنی بخوبی نمایان ہوئی۔ گو کہیں کہیں جنگل میں ناہموار کوہ اتھا سپاہ مقابل کے کوہیرہ کے دور ہونے تک خاموشی سے منتظر رہے۔ مگر جب سب کوہرہ دور ہوگیا تو دریافت ہوا کہ وہان نہ کوئی موضع ہے اور نہ کوئی انسان ہے۔ صرف چند پہاڑی غار ہیں۔ فوج کہانا کہانے کے لئے مقیم ہوگئی۔ شب بھر کوچ کی محنت ہونے کی وجہ سے

صبح کو خوب لطف سے کہانا تناول کیا گیا۔

قلیل عرصہ تک آرام کرنے کے بعد پہر کوچ شروع ہوا۔ تہوڑے فاصلہ میں انکو ایک قلعہ بندی کیا ہوا موضع ملا۔ حملہ کرنے کے لئے طیار ہوئے لیکن جلد دریافت ہوا کہ کل باشندگان دیہات جان بچاکر بہاگ گئے قلعہ میں داخل ہونے پر معلوم ہوا کہ موضع مربع کی صورت پر پتہر و مٹی کے دیوارون سے گہرا ہے۔ و چہار گوشہ میں گول برج بنے ہوئے ہیں وہ جگہہ جلا دی گئی اور برج اڑا دئے گئی۔ پس فوج یورشی ۱۸ گہنٹہ کوچ کرکے شام کے چہہ بجے لشکر میں واپس آئے جنگ افغان کے درمیان اس قسم کی یورش اکثر ہوتی رہی۔ بعض اوقات دشمن بہی مقابلہ کے لئے طیار ہوئے مگر عموماً موقع سے بہاگ کر اپنی جگہہ چہپے جہان سے وے کل کارروائی بسلامتی بخوبی دیکہہ سکتے اور پیچہے کے آدمیون کو جب فوج آگے بڑہ گئی ہو۔ دق کر سکتے۔

سر سمیول برون کی فوج جلال آباد مین پہنچے اور وہان کچہہ عرصہ تک مقیم رہی جبکہ گندمک پر قبضہ کر لینے کے لئے حکم آیا یہ جگہہ یعقوب خان سے عہدنامہ لکہے جانے تک انگریزون نے دخل مین رکہی

جلال آباد مین مقیم رہنے کے ایام مین دشمنون پر کئی یورشین کی گئین۔ اسمین سے ایک مین بریگیڈیر جنرل ٹیٹلر نے فرقہ شنواری کو دیہہ سرک مین اور دوسرے مین بریگیڈیر جنرل گف نے فتح آباد مین خوگیانی فرقہ کو جنگ کرکے شکست دی۔ مقام جلال آباد کے درمیان ایسا حادثہ واقع ہوا جسمین اسقدر نقصان جان ہوا کہ فوج خیبر کی کل جنگون مین بہی نہین ہوا تہا۔

آئیگی نہایت سختی سے ساتھ سزا دیجا دیگی۔
جنرل را برٹس فوج کے ایک حصّہ کو ہمراہ لیکر وادیئے خوشت تک آگے بڑھا اگرچہ بیلون کے سردارون نے جنرل کو آکر رسد دی۔ مگر تاہم دشمنون نے آکر اسکو چہار طرف سے محاصرہ کر لیا۔ انکو اسنے ایک خفیف جنگ مین شکست دیکر ہٹا دیا وہ ایک جماعت کو ایک مضبوط قلعہ بندی سے گھرے ہوئے مقام مین چھوڑ کر واپس آیا۔ مگر اسکے روانہ ہونے کے بعد دشمن نے اسکو گھیر لیا لہذا وہ اسکے مدد کے لیئے فوراً واپس آیا اور یہ دیکھکر کہ تھوڑے سے فوج وادئی خوشت کو اپنے علاقہ مین نہ رکھہ سکیگی اسنے اس مقام کو ترک کر دیا۔
اب ہم تیسرے فوج کی کارروائی کا ذکر کرینگے جو قندہار کے برخلاف روانہ کیگئی تھی جب سرحد پر امیر کے دشمنی کے لحاظ سے فوج جمع ہوئی تو جنرل بڈلف کو حکم ہوا کہ اوس فوج کی جو کوئٹہ میں جمع ہے کمان کرین کوئٹہ جسکو انگریزون نے بلوچیون سے عہد و پیمان کرکے حاصل کر لیا تھا شہر قندہار پر سب سے آگے کا مقام تھا۔ یہہ خیال میں رکھنا چاہیئے کہ گذشتہ جنگ افغان میں جب سرکار انگریز کو دریافت ہوا کہ خان قلات نے اسکے ساتھہ دوستی ظاہر نہین کی اور اکثر حملے جو سرکاری آدمیون پر ہوئے خان کی دغابازی کے باعث سے ہوئی لہذا ۱۸۳۹ع کے آخر مین اسپر فوج کشی کی گئی اور اس فوج نے جو جنرل ولٹ شائر کے زیر کمان تھی سخت جنگ کرنے کے بعد قلات کو فتح کر لیا تھا اس جنگ میں خود خان قلات مارا گیا تھا۔ سرکار نے بلوچستان کے مسند پر دوسرا خان بٹھایا اس وقت سے سرکاری افسرون کی کارگذاری سے خصوصاً سنڈیمن صاحب

ومیجر جیکب صاحب کی جانفشانی کے بدولت ایک عہدنامہ لکہا گیا جسکی
وجہ سے نہ صرف اندرونی فساد جو خان سابق کے وفات کے بعد جا بجا
برپا تھا دور ہوا بلکہ خان اور سرداروں نے وعدہ واثق کیا کہ شاہ راہ
تجارت کے واجب حفاظت اور صلح قایم رہیگی۔ علاوہ برین یہہ بھی
تجویز ہوئی کہ چونکہ قلات سب سے اول سرحدی مقام ہے۔ لہذا وہان
ایک انگریزی فوج کی چھاونی اور ایک سرکاری ایجنٹ بہی مقیم رہے۔
یہہ مقام جو بہت کم صرفہ خون ریزی سے حاصل ہوا جنگ حال مین
نہایت کارآمد ثابت ہوا۔ اسکی وجہہ سے سرکار انگریزی اپنی فوج کو بلا اندیشہ
حملۂ دشمن ایک دشوار گذار ریگستانی ملک کے درمیان ہو کرلے گئے اور
ایسے مقام پر جمع کیا۔ جہان سے افغانستان کے ایک نہایت مضبوط
شہر پر بلا کسی دقت کے حملہ ہو سکے ۱۲ ستمبر کو کوئٹہ مین فوج جمع ہونیکے
لئے کوچ شروع کیا گیا اس کوچ میں ریگستان عبور کرنےمین نہایت دقت و تکلف
و تکلیف ہوئی سخت گرمی پڑنے کی باعث آدمیون اور جانورون کو چلنے
مین زیادہ محنت پڑی نہ صرف گرمی سے بلکہ ایک فاصلہ کثیر تک بہاری
توپون کے پہیے ریتی میں دہس جاتے ہین۔ اسوجہ سے اکثر زیادہ مقام
کرنا پڑا۔ بڑی خیریت یہہ ہوئی کہ گردنواح کے کل لوگ اور سردار صلح
پسند اور دوست تھے ان وقتون کو طے کر کے فوج ۶ نومبر ۱۸۷۸ء کو
کوئٹہ پہنچے۔
کوئٹہ سے جنرل بڈلف آہستہ آہستہ ملک کی کیفیت دریافت کرتا
اور نقشہ اوتارتا اور دشمن کی فوج وغیرہ کا بہید لیتا ہوا وادی خوجک
تک پہونچا۔ یہان یہ وقت پیش آئی کہ راہ صرف تنگ ونڈی سے

شکل تھی پہیئے دار گاڑی ئے چلنے کے لایق نہ تھی۔ تاہم نہایت محنت سے توپیں بلند ڈہالو پہاڑی راہ پر چڑہائی گئین ایک مقام پر اونکو اتار نے کے لیئے راستہ بنانا پڑا اس سطور سے بدقت یہہ راہ طے ہوئی جبکہ جنرل بڈلف کے زیر کمان فوج خوجک کی راہ طے کر چکے تھے جنرل استورٹ نے وہان پہنچکر کل فوج کو اپنی زیر کمان کیا اس درہ کوہ کے درمیان ایک درست سڑک تیار کیگئی۔ تاہم گاڑی اور جانورون کے لیئے اس راہ میں اور درہ توبلان کے درمیان چلنے مین نہایت وقت پیش آئی۔ آمد و رفت بحفاظت قایم رکہنے کے لیئے سیبی کے چہوٹی مگر نہایت کارآمد ضلع پر سرکاری فوج نے اول سے دخل کر رکہا تھا۔ چونکہ ضلع پشین کو دشمن خالی کر کے بہاگ گئے تھے لہذا اسپر بہی قبضہ کر لیا گیا۔ ایک فوج جلد قلات غلزی روانہ کی گئی اور قلعہ میں ایک جماعت متعین کر دی گئی۔

۵ جنوری کو اس فوج کا اول مقابلہ دشمن سے ہوا۔ کرنل کنڈی نے افغانون کے ایک رسالہ پر حملہ کر کے بہگا دیا۔ بہاگتے ہوئے انکا میجر اور پندرہوین رسالہ کے ایک جماعت سے مقابلہ ہو گیا۔ غنیم کے سپاہ مین سے اکثر قتل ہوئے کچہہ قید کر لیئے گئے اور باقی پراگندہ کر دیئے گئے۔ ۸ جنوری کو کل فوج زیر کمان جنرل استورٹ بغیر روک ٹوک کے قندہار مین داخل ہوئے

سڑک کے کنارے کے چند فرقون نے انگریزون کے چوکیون پر جو آمد و رفت کے محفوظ رکہنے کے لیئے قایم کی گئی تہی حملے کیئے لیکن اونکا بندوبست جلد کر دیا گیا۔ ہم اول ذکر کر آئے ہین کہ سر سمبل صاحب

رہرکسان فوج سے جلال آباد پر قبضہ کر لیا تھا۔ پس قندھار اور جلال آباد افغانستان کے دو بڑے شہرون پر اب انگریزون کا قبضہ ہوگیا ان دونون شہروں کے باشندون کو انگریزون کے عمل دخل سے چند دن کے بعد کچھہ خیال ہوا اور عام صلح پسند تجار و باشندگان بھی انگریزی عملداری سے ناخوش نہ تھے۔

قلیل عرصہ تک قندھار میں آرام کرنے کے بعد جنرل اسٹورٹ نے فوج کو دریای ہلمند کی طرف بڑھایا۔ دریا ارگنداب کو عبور کرنے کے لیے راہ بنائی گئی۔ ۱۳ جنوری کو فوج عطا کریز پہنچی۔ اس کوچ میں دریائے ارگنداب و ہیرمند کے گرد نواح اور دوآب کے ملک کا نقشہ بنایا گیا۔

عطا کریز سے فوج گرشک کی جانب بڑھی۔ یہ دریاء ہلمند کے دوسرے طرف ایک عمدہ مقام ہے یہان قلعہ کی مرمت کرکے اور ایک جماعت کو متعین کرکے باقی فوج میدان کے جانب بڑھی گرشک مین دریا تین یا چار فٹ عمیق تھا لیکن دھارہ تیز تھا اس سبب سے ایک کنارے سے دوسرے تک دریا پر رسو لکا پل بنایا گیا۔ جو نہایت کار آمد ثابت ہوا۔ غنیم کا حال دریافت کرنے اور ملک کے حالت دیکھنے کے لیئے چارون طرف فوج انگریزی کے دستے ۲۳ فبروری تک روانہ کیگئی بہر او سوقت اوس تجویز کے بموجب جو کچھہ کہ اول افغانستان کے چھوڑنے کی نسبت ٹھہری تھی فوج انگریزی قندھار کو واپس گئی۔

قندھار روانہ ہونے کے وقت یہ تجویز ہوئی کہ کرنل ملکمسن مقام زمنداور سے پایاب راستہ کی نگرانی کرے۔ کیونکہ اندیشہ تھا کہ دشمن یہان حملہ کرے اور پھر سب سے پیچھے وہ بھی اپنی جماعت کو لیکر پار اوترا و بے

۲۶ فبروری کو شنگندین بلک مین غنیم نے یکایک حملہ کیا لیکن
ڈیڑھ سو آدمی کے ۔ رسے جانے پر وے جان بچا کر بھاگ گئے ۔
شروع مارچ مین فوج نے قندہار کو ترک کردیا ۔ اور بلوزی کے راہ سے
وادی پورسے ورثال چوتیالی کی طرف یعنے شمال و مشرق و کوئٹہ کے
مشرق کے کوچ کیا ۔
اثناء راہ مین وادی ستمالن مین میجر کین کے جمعیت پر حملہ ہوا لیکن
غنیم معبت آدمی کھیت میں چھوڑکر شکست کھاکر بھاگا دریاء سندہ تک
کی کوچ مین بہی ایک حملہ دشمن کے جانب سرکاری فوج پر ہوا ۔
اب جنگ دراصل اختتام کو پہنچی ۔ امیر افغانستان حد شمال یعنے بلخ کو
بھاگ گیا ۔ اسنے اپنا قصد ظاہر کیا کہ وہان سے اپنے معاملات کو
سینٹ پٹرسبرگ پہنچکر شاہان یورپ کے روبرو پیش کرے ۔
لیکن زار روس نے معاملات افغان مین دست اندازی کرنے سے
گریز کیا ۔ لہذا امیر اپنے انتقال کرنے تک مزار شریف مین مقیم رہا وہ ۲۱
جنوری ۱۸۷۹ء کو راہی عدم ہوا امیر کے بھاگنے سے کے قبل روسی قاصد
کابل سے بلخ چلا آیا تھا ۔
یعقوب خان پسر امیر نے کابل مین کاردیا ۔ بادشاہت اپنے ہاتھ
مین کرلیا اسکو ترغیب دی گئی کہ مقام گنڈمک مین انگریزی لشکر کے
درمیان آوے ۔ وہان ۲۶ مئی ۱۸۷۹ء کو لوئیس کیوگنری نے اس سے
عہدنامہ پر دستخط کروائے جن کے مطابق اسنے سرکار انگریز کے حوالہ
وہ کل قطعہ زمین کردیا جو درست و محفوظ سرحد قایم کرنے کے لیئے مناسب
سمجھا گیا تھا ۔ شرایط عہدنامہ حسب ذیل ہیں ۔ حاکم افغانستان اور سرکار انگریز کے

درمیان صلح قائم رہیگی۔

امیر کلیتہً اپنی اوس رعایا کو معاف کردی جسنے فوج سرکاری سے
معاملت رکھی تھی۔

امیر کسی غیر سرکار سے بلاخواہش وصلاح سرکار انگریز کے کچھ تعلق نرکھے
اور نہ کسی غیر سرکار سے بلا رضامندی سرکار مذکور کے کسی قسم کی
جنگ کرے۔ اس شرط کی بنا پر سرکار انگریزیا امیر کو بیرونی حملہ سے
محفوظ رکھنے کے لیئے حسب ضرورت جب وہ مناسب سمجھے گی زرنقد
وہتیار اور فوج سے مدد کریگی۔

اگر فوج سرکار انگریز بیرونی غنیم کے خلاف امیر کی مدد کے لئے افغانستان
مین داخل ہوگی تو اپنا کام کرنے کے بعد فوراً واپس چلی جاویگی۔

ایک انگریزی ریذیڈنٹ کابل مین مقیم رہا کریگا اور سرکار انگریز کو اختیار
حاصل ہوگا کہ سرحد افغان پر اپنے کارندون کو تصفیہ کے لیئے تعین
کرے۔

انگریزی افسرون کی حفاظت جبتک وے امیر کی عملداری مین رہین
اسکے ذمہ رہیگی۔

امیر کسی قسم کی مزاحمت انگریزی رعایا کے تجارت مین نہ کریگا جو بغرض
سوداگری اسکے ملک مین آمدورفت رکھتے ہین۔

امیر سوداگرون کے حفاظت کے لیئے خاطرخواہ انتظام کریگا اور معمولی
افغانستان کی شاہ راہون مین مال کی بحفاظت آمدورفت کے لیئے بخوبی
بندوبست کریگا۔

ان سڑکون کے درستی اور مال کے محصول جمع کرنیکا بندوبست دونون

سرکارون کے مشورہ سے ہوگا۔
سرکار انگریزی زیر محافظت امیر تار برقی کابل اور کورم کے درمیان قائم کریگی۔
سرکار انگریزی بجز اضلاع کورم و پشین و سیبی کے کل مفتوحہ ملک معہ قندہار اور جلال آباد کے امیر کو واپس دیگی - یہ اضلاع سلطنت افغانستان سے جدا نہ سمجھے جائینگی بلکہ عارضی طور پر سرکار انگریزی کے قبضہ مین رہینگی اور ان کے کل محاصل مین سے اخراجات انتظام دیوانی مہنا کرکے جو کچھہ باقی رہیگی وہ امیر کابل کے خزانہ عامرہ میں داخل کردیجائیگی۔
سرکار انگریز درہ خیبر اور مچنی اپنے قبضہ مین رکھی گی اور انکے گردو نواح کے کل خود مختار کے معاملات و تعلقات بھی اسکے ہاتھہ مین رہینگے۔
سرکار انگریزی امیر کو اپنے اختیارات قائم رکھنے کے لئے چھہ لاکھ روپیہ سال بطور امداد دوستانہ ادا کرتے رہیگی۔
اس عہدنامہ پر دستخط کرکے امیر کابل واپس آیا - اور یہ تجویز ہوئی کہ سرلوئس کوگنری ایک جماعت کے ہمراہ دارالخلافت میں داخل ہوگا۔
اس عہدنامہ کے شرط کے مطابق درہ خیبر جو کابل جانیکی راہ ہے انگریزون کے تحت میں ہوگیا - اس راہ سے جانے کے لئے اب کسی قسم کی مزاحمت نہ رہی۔
کورم کابل سے صرف پانچ منزل پر ہے - یہ کابل جانے کی سب سے قریب راہ ہے - لیکن راہ موسم سرما میں ناقابل گذر ہوجاتی ہے عہدنامہ کے شرط کے مطابق وہ بطور چند معزہ انگریزون کی سپردگی مین کردیگئی لیکن چونکہ یہان کے باشندے افغان لوگون سے مذہب و قومیت

دونون میں اختلاف رکھتے ہین لهذا اغلب ہے کہ وے انگریزون کے دوست بنے رہینگے۔

وادی پشین کی راہ بہی مثل شترکورم کے پہر انگریزون کے تحت مین ہوگئی۔ انہون نے قندہار خالی کردیا۔ کوئٹہ اور درہ بولان خان قلات کے قبضہ مین رہا۔

باشندگان وادی پشین عموماً کاشت کار ہین وے انگریزی عملداری کو پسند کرینگے۔ لیکن تاہم ملک مین اکثر وحشی اقوام آباد ہین۔ جو غالباً شروع میں سرکار کو دق کرینگی۔ اولاً یہ تجویز ہوئی تہی کہ سرکار ہرات پر قبضہ کرنے کے لیئے ایران کو مدد دی لیکن یہ ہر زے قابل پسند نہ سمجھے گئی اور اغلب ہے کہ اب اس پر عمل درآمد نہ ہو۔

اس جنگ کے درمیان جواب اختتام کو پہونچے غنیم نے بہت کم مخالفت کی۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ اسکو انگریزون سے کہلے میدان مین یا مضبوط موقعون پر مقابلہ منظور نہ تھا۔ عموماً باربرداری میں فوج سرکاری کو بہت دقت پیش آتی ہے۔ لیکن افسران کمسریٹ کی جانفشانی نہایت قابل شکر ہے کہ ہمیشہ فوج کے لیئے کافی رسد مہیا رہے۔ گو شک نہین کہ جانورون سے سخت محنت لینی و زیادہ بوجہ لادنے و کم خوراک دینے کے وجہ سے انکا بہت زیادہ نقصان ہوا اور صرف یہی کثیر پڑا۔ تاہم اس قسم کی شکایتین یہان نہ ہونے پائین جیسے جنگ کریمیا مین ہوی تہین اور جن کے بارےمین پنچ اخبار نے بیان کیا تہا۔ کہ ایک آدمی کی باحتیاط محفوظ رکہی ہوئی خوراک دوسرے آدمی کے لیئے زہر ہو جاتی ہے۔

عہدنامہ تحریر ہو جانے کے بعد اب افغانستان میں فوج کے رہنے کی

کوئی ضرورت نہ رہی ۔ بجز اون مقامات کے جہان سے سرحد محفوظ رکھنے کیلئے ضرورت سمجھی گئی فوج کل جگہ سے طلب کر لی گئی ۔ اب فوج کے ہٹنے مین بہت نقصان ہوا کیونکہ کل پہاڑی درے خصوصاً خیبر موسم گرما مین مہلک آب و ہوا سے پر ہوجاتا ہے ۔

۲۴ ۔ جولائی کو میجر کیوگنری مع سپاہ اردلی جس مین جنکن صاحب متعلق سیول سروس پنجاب و ڈاکٹر کیلی اور لفٹننٹ ہملٹن متعلق فوج گائیڈ ۲۶ سوار اور پچاس پیادہ سپاہ شامل تھے کابل مین داخل ہوا ۔

کابل تک کے سفر مین اس عمدہ انتظام سے جو امیر نے سفیر سرکار کے خاطر داری کے لیئے کیا سر پولس کیوگنری اور جنرل رابرٹس نے اپنی دلی خوشنودی ظاہر کی اول الذکر نے رپورٹ کی کہ ۲۴ جولائی کو کابل مین نہایت تزک و احتشام سے اسکا استقبال ہوا ۔

۱۴ ۔ اگسٹ کو کابل سے کیوگنری نے اطلاع کی کہ ہرات سے چند افغان رجمنٹ پیادگان آئے ہین ۔

۵ ۔ مئے مین جو ہرات سے خطوط موصول ہوئے ان مین تحریر تھا کہ کل شہر پریشانی کی حالت مین ہے ۔ سوداگرون نے اپنے مال و زر کو بدعملی کے باعث پوشیدہ کر کے دکانین بند کر دی ہین اور سڑک پر رہزنی ہوتی ہے ۔

۶ ۔ اگسٹ کو ہرات کی لوگون نے گستاخی و نافرمانی کی ۲۴ ۔ کو امیر اور سردارون کے ناچاقی کے بارے مین کیوگنری نے رپورٹ کی کہ ستمبر مین امن قایم رہا اس تاریخ کو تین پلٹنون نے بغاوت کر کے رزیڈنسی پر حملہ کیا خونریز جنگ ہونے کے بعد جس مین غنیم کے بہت لوگ مارے گئے ۔

ریزیڈنسی میں دشمنوں نے آگ لگا کر کیونگنری اور اوسکے کل ہمراہیون کو ایک ایک کر کے قتل کر ڈالا۔

یہہ معلوم ہوتا ہے کہ ۳ ستمبر کو تین رجمنٹ بلا ہتیار تنخواہ طلب کرنے کے لئے جمع ہوئی تھی۔ بقایاء تنخواہ کے بارے میں کچھہ تکرار ہوئی۔ وہ اسکا دعوی کرتے تھے مگر امیر نے اسکو دینا منظور نہ کیا اوس سے برافروختہ ہو کر انھوں نے امیر سفیر انگریز پر اپنا غضب ظاہر کیا اون چند اصلاحون نے اوس ناراضی کو اور بھی زیادہ بڑھایا جنکے جاری کرنے کی تجویز پہونچی تھی گو ہنوز ان پر عملدرآمد نہیں ہوا تھا وہ اصلاحات سفیر انگریز کی صلاح سے تجویز ہوئے تھے۔

باغیون نے ریزیڈنسی و مکان داؤد خان سپہ سالار افغان اور اوپر اولا پتھر پھینکنے شروع کیئے۔ انگریزی سپاہ نے یہہ حال دیکھکر دروازہ بند کر لیا اور حملہ سے محفوظ رہنے کی بندشش کرنے لگے باغی دوڑ کر اپنے ہتیار لے آئے اور باقاعدہ ریزیڈنسی پر حملہ کرنے لگے لوئیس کیونگنری گولی سے زخمی ہوا اور بعد کو مکان کے گرنے سے دب کر مر گیا۔ آخر سب مکان میں آگ لگا دی گئی لفٹننٹ ہملٹن جنکنس و ڈاکٹر کیلی نے کئی مرتبہ خوب دلیری کی ساتھ دہاوے مارے دونون گورے و دیسی سپاہیون نے نہایت شجاعت کے ساتھہ جنگ کی۔ یہان تک کہ یا تو قتل ہوئے۔ یا زخمی ہو کر گر پڑے مگر پھر بھی اوس باہمت گروہ نے دشمن کے چار سو آدمیون کو مارا۔ یہہ حملہ صبح کے آٹھ بجے سے شام تک ہو رہا تھا۔ باغیون کو توقع تھی کہ ریزیڈنسی میں بہت کچھہ غنیمت ہاتھہ لگیگی۔ لیکن وہ مایوس ہوئے کیونکہ مکان میں آتش زدگی ہونے کے باعث کل مال و اسباب غارت ہو گیا تھا کسی قدر نقد روپیہ ملا۔ جب امیر کو خبر لگی تو اسنے کل زر نقد چھین لیا۔

اس مین شک نہیں کہ گو اولاً اس حملہ کے بارے مین کوئی بندش نہین ہوئی تاہم استعانت دئے دی گئی جماعت سفیر کے لئے ہر دم خطرہ بنا ہوا تھا - مفسد ذرا تحریک پر حملہ کرنے پر آمادہ ہوجاتے تھے - امیر انکی حفاظت نہین کرسکتا تھا - اور خود امیر کے بارے مین اوسکو شبہہ تھا - کہ آیا وہ انگریزون کا صادق دوست ہے یا نہین - رزیڈنسی بالاحصار مین واقع تھی - وہان نہ تو عرصہ دراز تک سپاہ اپنی حفاظت کرسکتی تھی اور نہ وہان پانی کے لئے خاطر خواہ بندوبست تھا -

یہہ قرین قیاس نہین کہ امیر نے اس حملہ کے لئے تحریک کی ہو مگر یہہ ضرور ہے کہ اگر وہ حتی الوسع پوری کوشش کرتا تو اتنی جانین ناحق تلف ہونے سے محفوظ رہتین - اسنے اگر کچھہ کیا تو صرف یہہ کیا کہ داؤد شاہ خان کو باغیون کو سمجھانے کے لئے روانہ کیا - اور یحیی خان اور چند سید اور ملاؤن کو قرآن دیکر بھیجا - مگر اس تدبیر کا کچھ انجام نہ ہوا - باغیون نے داؤد شاہ خان کو پیٹا اور زخمی کیا -

سر لوئیس کیوگنری کو وقتاً فوقتاً خطرہ کی اطلاع دیگئی مگر اسنے اسپر کچھہ توجہ نہین کی - اسنے ہمیشہ جوانمردی سے یہی جواب دیا کہ کتے جو بھونکا کرتے ہین کاٹتے نہیں - اور اگر ہم چار آدمیون کو کوئی مار بھی ڈالیگا تو سرکار انگلشیہ کا کیا بگڑیگا - اسکی ملازمت مین ہمارے مثل بے شمار افسر موجود ہین جنکو ہماری جگہ بھیجیگی -

میجر کیوگنری کی چھوٹے سے سر اور تیز آنکھون مین جنکو وہ ہمیشہ عینک سے ڈھکی رکھتا تھا ایک نہایت تیز عقل اور پختہ مزاجی و ہمت بھری ہوئی تھی اسکو اقوام سرحدی سے عمدہ واقفیت حاصل تھی جسکی وجہ سے وہ ایک قبیلہ

جماعت کے ہمراہ بلا اندیشہ و خوف جہاں ضرورت ہوتی چلا جاتا تھا - میجر کیوگنری کی اکثر تعریف ہوتی رہی کہ اسنے نہایت لیاقت و خوبی کے ساتھ اپنا کام پورا کیا - افغانستان کے معاملات اسنے اکثر اوقات ایسی خوبی سے طے کئے کہ سرکار نے نہایت خوش ہوکر اسکی بڑی قدردانی کی اور امیر نے اسکی ذاتی دوستی رکھنے کا دم بھرا گذشتہ واقعات سے تجربہ حاصل کرنے پر براہ دور اندیشی یہہ مناسب تھا کہ قبل اسکے کہ اسقدر قیمتی جانون کو خطرہ میں ڈالا جاتا امیر کو اپنے نئے اختیارات بخوبی جمانے دیتے کیونکہ از روی عہدنامہ کے سرکار کو اختیار حاصل ہوگیا تھا کہ جب چاہتی اپنے سفیر کو روانہ کردیتی - یہہ یقینی تھا کہ میجر کیوگنری کے کابل مین قیام کرنے سے امیر کی قوت یا ہردلعزیزی کو ترقی ہوتی - اگرچہ خاص امیر کی مرضی سے افغانستان کے کسی دوسرے شہر مین رہنے کے بہ نسبت کابل مین قیام کرنے کے لئے تحریر کیا گیا لیکن لاکلام امیر کو یہہ پسند ہوتا کہ سفیر ذرا دیر کرکے ساتھ روانہ کیا جاتا تاکہ وہ عام افغانستان پر یہ اس اظہار کے کہ وہ انگریزون کا آوردہ ہے انکی طاقت کو ظاہر کرکے اپنا رعب و داب قایم کرلیتا -

جس وقت کہ میجر کیوگنری اور اوسکے ساتیون کے قتل کی خبر ہندوستان پہنچی فی الفور اسکا انتقام لینے کے لئے بستعدی تیاریان کی گئین -

جنرل رابرٹس جو ابتک کمیشن فوج کے باعث ہندوستان میں موجود تھا فوراً کورم کی طرف روانہ ہوا -

جنرل میسی کو درہ شترگردن اور جنرل اسٹارٹ کو قندہار پر قبضہ کرنے کے لئے حکم ہوا بریگیڈیر جنرل میسی کے زیر کمان چھہ ہزار پانچ سو سپاہ کو خیبر کی راہ پر مقیم رہنے کے لئے حکم ہوا اسکو صرف یہہ حکم ہوا کہ پشاور سے

گنڈمک تک راہ محفوظ رکھے اور جماعت روانہ کرکے جگدلک پر قبضہ کرلے کہ کابل کی آمد و رفت قائم رہے۔

فوراً آگے بڑھنے کو اس لئے حکم نہین ہوا کہ جانور بار برداری کے لئے کافی موجود نہ تھے۔ بدقسمتی سے وہ اس قدر تیار نہین رکھے گئے جس قدر کی ضرورت تھی۔

یہ ضروری معاملہ معلوم ہوا کہ انتظام بار برداری درستی کے ساتھ ہو۔ اس مقصد کے لئے ایک عہدہ مقرر کیا گیا۔ لفٹننٹ جنرل سر مائیکل کینڈی آر۔ ای۔ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ محکمہ کمسریٹ کا کلکٹر و لرجنرل مقرر ہوا

۹ ستمبر کو جنرل رابرٹس سے جو علی خیل مین پہنچا اور کورم کی فوج کو زیر کمان کیا امیر نے ملاقات کی۔ وہ صرف چند سپاہ اردلی لئے ہوئے مقام کشی لشکر انگریزی مین وارد ہوا (بالفور افغانستان کی اقوام کو فوج انگریزی کی آمد کی اطلاع پہنچ گئی اور امیر نے سرداران کے نام خطوط روانہ کیے کہ فوج کے کوچ کرنے کے لئے سب سامان طیار کرین۔

اس یورش دویم کا شروع کبھی قدر اول یورش کے مثل تھا گو دونون کے مقاصد علیحدہ علیحدہ تھے اول چڑھائی سے غرض تھی کہ سرکار ہندوستان مین اپنی مضبوطی کرے اور اپنی سرحد کے باہر ایک خطرناک سازش ہونے سے روکے اور اپنے ہمسایہ سے ایک ذلت کا انتقام لے اور اس پر رعب و داب قائم کرے۔ اب دوسری چڑھائی سے مقصد یہ تھا کہ بغاوت شرمناک و نامردانہ طور پر جو افسران سرکار کے قتل کئے گئے انکا انتقام لیا جاوے اس غرض کے لئے مناسب سمجھا گیا کہ عین موقع پر فوج روانہ ہو اول چڑھائی صرف حاکم ملک کے خلاف کیگئی تھی نہ باشندگان

خلاف اول مین صرف یہی مقصود تھا کہ ضرورت سے زیادہ فوج ملک مین نہ بڑھائی جاوے - اگرچہ حملہ کرنے کی کل ترکیب مثل اول چڑھائی کے رکھی گئی تھی فوج انگریزی کو حکم بالکل مختلف دئے گئے تھے - چونکہ جنرل رابرٹس کابل کے سب سے زیادہ نزدیک تھا لہذا اسکو حکم ہوا کہ فی الفور وہان پہنچے اور زیادہ مضبوطی کرنے کے خیال سے جنرل گہس کو حکم ہوا کہ قندہار سے قلات غلزئی مین لشکر قائم کرے - قندہار میں بھی مناسب فوج موجود رہی فوج خیبر جنرل برایٹ کے زیر کمان کردیگئی تاکہ جنرل رابرٹس کے ساتھ ملکر کارروائی کرے اور جب شتر گردن کی طرف جاڑے کے باعث راہ قابل گذر نہ رہی تو اس طرف اوس کی فوج کی آمد و رفت کے لئے راہ محفوظ رکھی گئی ملک اب نہایت بدعملی کی حالت مین تھا - خود امیر کو نہایت پریشانی تھی لوگ سمجھے ہوے تھے کہ وے اب بھی انگریزی فوج کو اسی طور غارت کرینگے جیسا الفنسٹن کی فوج کو نیست و نابود کر دیا تھا -

ہرات سے خبر پہنچی کہ وہان فساد برپا ہوا - لفٹننٹ کنلوچ مقام تیل کے قریب راہ میں قتل کر ڈالا گیا مغل اور غلزئی لوگون نے جنرل رابرٹس کی فوج پر حملہ کیا - لیکن وہ نہایت سخت نقصان جان کے ساتھ پراگندہ کر دئے گئے - فوج کورم نہایت تیزی کے ساتھ بڑھی - اور ۲۶ اکٹوبر کو اس جماعت نے چوچار سیاب سے دشمن کا بھید لینے کے لئے روانہ ہوئی رپورٹ کی کہ غنیم کابل اور اوس جگہہ کے درمیان لڑنے کیلئے تیار کھڑا ہے یہان سڑک اور دریا لوگر سے ایک تنگ پہاڑی راہ کے درمیان واقع ہے - اور دونون طرف پہاڑی سے گھری ہوئی ہے -

یہان فوج غنیم زیر کمان بیک محمد خان برادر شیر علی خان انگریزی فوج کے

مقابلہ کے لئے طیار کھڑی تھی۔ دشمن کی تدبیر یہ تھی کہ جب افغانی سپاہ
اور باشندگان کابل جنرل رابرٹس کے مقابل پہاڑی پر مورچے
جمائیں اور اسکے دار الخلافت پر بڑہنے کو روکیں تب غلزئی لوگ اسکی فوج
کے بغل و پیچھے سے حملہ کریں اور جنرل میکفرسن کے ہمراہ سپاہ کو جو محافظت
کے لئے آتے ہیں غارت کر ڈالیں۔ جس مقام پر دشمن مورچے جمائے
ہوئے تھے وہ نہایت مضبوط تھا۔ لہذا جنرل رابرٹس نے انکو اور زیادہ
مجتمع کرنے سے روکنے کے لئے فی الفور حملہ کرنے کے لئے حکم دیا۔ ایک قلیل
جماعت زیر کمان میجر وایٹ دشمن کے خلاف روانہ کیگئی۔
اسنے بڑی پہاڑی سے انکو مار کر ہٹا دیا۔ اسی وقت جنرل رابرٹس نے
گھوم کر بغل کی طرف سے حملہ کیا اور فوراً سخت جنگ ہونے لگی۔ انگریزی
فوج کے حرکات ایسی نہایت جوانمردی و تیزی سے ہوئے کہ دشمن کے
قدم اوٹھ گئے اور سخت جنگ کرنے کے بعد دو نشان اور ۲۰ توپوں کو چھوڑکر
نہایت پریشانی کے ساتھ میدان سے بھاگ گئے افغانوں کو اس شکست پر
کامل تعجب ہوا خصوصاً انگریزی فوج کی ایسی تیز رفتاری پر۔ انکو توقع نہ تھی
کہ قبل گذرنے موسم سرما کے وہ کابل تک بڑہنے کی جرأت کرینگے انہیں
وجوہ کے باعث یہہ فتح اس قدر جلد حاصل ہوگئی۔ کیونکہ ہنوز افغان
طرفدار بطور پر جمع نہیں ہونے پائی تھی۔ اور خاص کر اسی سبب سے امیر
رابرٹس کو تاخیر کرنے کی صلاح دیتا رہا دشمن سے اسکی خط و کتابت برابر
جاری تھی ۷ ماہ اکتوبر کو جنرل رابرٹس کابل سے ۳ میل کی فاصلہ پر خیمہ زن
ہوا۔ یہاں یہ خبر لگی کہ دشمن بالاحصار کے پیچھے مقیم ہے فوراً تجویز ہوئی کہ
ان پر حملہ ہو اور انکے پناہ لینے کی راہ بند کیجاتی۔ لیکن ۸ ماہ اکتوبر کی شب کو

فوج غنیم ۱۲ توپین اور چہاؤنی شیرپور مین ۸۰ توپین چہوڑکر پراگندہ ہوگئی رسالہ زیر کمان جنرل میسی اور جنرل ہگ کف تعاقب کرنے کو روانہ ہوا لیکن وہ اسطور پر پراگندہ ہوگئے تھے کہ نہایت قلیل جماعتین راہ مین ملین۔

۱۲ اکتوبر کو جنرل رابرٹس بالاحصار پہونچا اور ۱۳ کو بلامخالفت کابل مین داخل ہوا۔ امیر طبیعت کے ناساز ہونے کے حیلہ سے فوج کے ہمراہ شہر مین داخل نہ ہوا۔

بالاحصار مین ایک مقدار کثیر بارود اور بہت توپ وگولہ وبندوق اور خزانہ ملا۔ لیکن رزیڈنسی کی جگہہ صرف چند جلی ہوئی دیوارین کہڑی ہوئی تھین۔ میجر کیوگنری اور اسکے ساتہیون کی لاشین تلاش کیگئین لیکن شناخت نہ ہوسکی۔

۱۴ اور ۲۰ اکتوبر کے درمیان علی خیل اور شترگردن مین سرکاری فوج پر نہایت سخت حملے ہوئے۔ ایک مرتبہ فوج شترگردن کے قریب شکست کہانے کے ہوگئی لیکن جنرل گاف اسکی مدد کو فوراً پہنچ گیا۔ اور دشمن پراگندہ کردئے گئے علی خیل پر بہی غنیم نے نہایت خونخواری سے یورش کی۔ لیکن وہ ہٹا دئے گئے اور برگیڈیر جنرل گارڈن نے تعاقب کرکے اسکو بالکل پراگندہ کردیا اسطور سب کام یہان تک بخیریت انجام کو پہونچا۔

فوج خیبر ۱۰ اکتوبر کو جلال آباد پہنچی اور ۴ نومبر کو فوج کابل سے اسکا تعلق ملگئی۔ جنرل رابرٹس کو صرف رسد کم ہوجانے کا اندیشہ تھا انگریزی فوج کی تیزرفتاری کی وجہ سے دشمن خاطرخواہ مقابلہ نہ کرسکے اور نہ جمع ہونے پائے۔

امیر نے اپنی تکلیفات سے نہایت تنگ ہوکر اپنی مرضی سے تخت کابل کو ترک کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ جنرل رابرٹس کو اس امر مین کامل شبہہ تھا کہ آیا حملہ رزیڈنسی پر اسکی تحریک سے ہوا یا نہین اور یہہ دیکہکر کہ وہ اپنی

موجودہ افسردگی و رنج و ملالی حالت مین حکمرانی کا کام نہ کرسکیگا - ہذا ہمنے اسکا استعفای سند نشینی منظور کرلیا اور ایک عام اشتہار جاری کردیا کہ کل حکام و سرداران ملک اپنے کاروبار منصبی مین مشغول ہون - تاوقتیکہ سرکار انگریز کابل کی حکمرانی کا کوئی دوسرا انتظام نہ کرے وہ کاروبار سلطنت کا انصرام خود کریگا - اور خزانہ کل اپنی سپردگی مین کرلیا ہے -

قتل اس اشتہار کے جنرل رابرٹس نے جنگی قانون کابل کے گرد دس میل مین اجرا کرکے اشتہار جاری کردیا - کہ جو اشیا ئزریڈنسی سے لوٹ لی گئی ہین واپس کیجاوین اور جو شخص مجرمان قتل کا سراغ لگا دیگا اور نیز انکا پتا بتلا دیگا جو ۳ ستمبر سے امیر کے ہمراہ سرکاری فوج سے لڑا اوسکو سرکار سے انعام عطا ہوگا کیونکہ اسلوڑا اپنے امیر کے خلاف لڑنے سے وے باغیون مین شمار ہوئے -

یہہ بہی حکم ہوا کہ کوئی شخص ہتیار لیکر نہ چلے اور ایک حصّہ کابل کا مسمار کردیا جاے - اور ایک رقم کل شہر سے بطور جرمانہ جمع کیجاوے - یہہ اوس بدذاتانہ و بزدلانہ حملہ رزیڈنسی کی سزا ہے -

ایک قلیل فوج بالاحصار مین اور باقی سب شہر سے باہر مقیم کیگئی -

بالاحصار کی فوج مین قریب بیس سپاہی کے موکٹن شفٹو کے ۷ ا ے کیوبر کرم بارود مین آگ لگجانے سے جل کر مرگئے - اس مین ہنوز شک ہے کہ آیا بارود مین دیدہ و دانستہ آگ لگا دی یا اتفاقیہ لگ گئی -

لیکن اغلب یہی ہے کہ یہہ حادثہ اتفاقیہ ہی ہوا کیونکہ بارود چہار طرف بکہری ہوئی پڑی تھی -

دو کمیشن بیٹھین ایک مجرمان قتل کے لئے اور دوسری تفصیل و اسباب قتل کے

دریافت کے لئے۔ انکے تحقیقات سے سپہ سالار سیف الدین اور کوتوال
اور چند دیگر کے ذمہ جرم ثابت ہوا اور پھانسی ہوگئی۔ مختلف مقامات مین
جنگ خفیف ہوئین ان مین سے ایک مین جو قلات غلزی کے قریب ہوئی
صاحب جان ایک مشہور رہزن کو شکست دیگئی اور وہ قتل ہوا اکثر گرد و نواح
اکثر حملے ہوئے مگر علی العموم ان سب مین دشمن مار کر ہٹا دئے گئے۔
۲۱ اکٹوبر کو جب سردی کے باعث راہ بند ہوئی تو وہان سے فوج ہٹالیگئی
اور عرصہ قلیل کے بعد آمدورفت جاری کیگئی۔ اور براہ لنا بند جلال آباد اور
پشاور کے درمیان راہ جاری ہوئی اب جنرل رابرٹس نے اشتہار کے
اوس حصہ کو جسمین ان باغیون کے گرفتاری کے لئے انعام عطا ہونے کا وعدہ
تھا جو ۳ ستمبر سے فوج سرکاری سے لڑے تھے منسوخ کر کے اشتہار دیا کہ وے
کل باغی معاف کردیجاوینگے۔ جو اپنے ہتیار رکھکر اپنے اپنے گھر چلے جاوینگے
اسکا انجام یہ ہوا کہ قریب سات ہزار کے بندوقین اور توپین سرکار مین داخل
ہوئین اور ۱۵ نومبر تک ۸۷ مجرمان کو پہانسی دیگئی غزنین اور ہرات مین نہایت
بدعملی جاری تھی۔ ایوب خان غزنین مین اور مشک عالم ہرات مین انگریزونکے
برخلاف لوگون کو جنگ کرنے کے لئے تحریک کر رہا تھا۔ ملا کے وعظ و شہرت
دینے کا انجام یہ ہوا کہ عرصہ قلیل مین ایک بہت بڑا شمار دشمنون کا ہوگیا
جس پر خود جنرل رابرٹس اور لشکر کے کل رئیسی سرداران کو کمال حیرت
ہوئی کسی کو توقع نہ تھی کہ اس قدر شمار کثیر ہوجاویگا۔
مخالفت کے آثار نمایان ہونے پر جنرل بیکر کو حکم ہوا کہ میدان کی جانب
کوچ کرے۔ اس ضلع کے ایک سردار کو جب حکم ہوا کہ حاضر ہوا اور جب وہ
موجود نہ ہوا اور ۲۶ نومبر کو اس قلیل گروہ پر جو اسکو ہمراہ لانے کے لئے

گیا تھا گو لیان سرہوین تو دوسرے روز کافی فوج وہان روانہ کیگئی کہ قلعہ پر قبضہ کرے لیکن اسکے پہنچنے کے قبل سب بھاگ گئے تھے لہذا سرکاری فوج نے اس جگہہ کو آتش زدگی سے غارت کر ڈالا۔ یہی جنگ کا آغاز ہوا اب سب چہار طرف سے خبرین آنی شروع ہوئیں۔ کہ جنرل رابرٹس کے گرد کل ملک مین آتش فساد برپا ہے اور انگریزون کے دوست اور جماعتون پر جابجا حملے ہوتے ہین جبکہ یہ روشن ہوا کہ دشمن بڑے شمار مین ہو کر انگریزون سے جنگ کرینگے۔ اور سکئے ملک کے مختلف حصّون سے مختلف جماعتین نشان دین کے نیچے جا کر جمع ہوتی جاتی ہین یہ تجویز ہوئی کہ انکو باہم ملنے سے روکا جاوے اس غرض سے جنرل بیکر چار دہ کے راہ سے غزنین کے دشمنون کے پیچھے اور جنرل مکفرسن نیا ے ارگندہ کی راہ سے سامنے کی طرف سے مقابلہ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ تاکہ جب شکست کھا کر دے بھاگین تو جنرل بیکر کی فوج انکو غارت کرے اور وہ کوہستانی لوگون سے ملنے نہ پاوین۔

۱۰ تاریخ کو جنرل مکفرسن نے فوج غزنین پر حملہ نہین کیا جیسا کہ اول ارادہ کیا گیا تھا بلکہ فوج کوہستان پر کیا۔ اسکو شکست دیکر وہ غزنین کے طرف چلا جہان جنرل مسی کو اسکے ساتھ ملجانے کے لئے حکم ہوا۔ جنرل مسی رسالہ و توپ خانہ کو ساتھ لئے ہوئے وادی کے درمیان ہو کر چلا لیکن بلا احتیاط و جانچ کئے ہوئے چلنے سے وہ ایک نہایت مشکل گذر قطعہ زمین پر پڑگیا جہان بہت گہرے وندیان روان تھین اور دس ہزار دشمن مقابل مین جمع تھے اسکے رسالہ نے ایک دھاوہ کیا مگر دشمن سے پیش نہ گئی آخر کو وہ بہت نقصان برداشت کرنے کے بعد میدان مین چار توپین ترک کر کے پیچھے ہٹ آیا۔ لیکن

لیکن وہ توپین قلیل عرصہ کے بعد جنرل رابرٹس اور کرنل گمریگر نے پھر چھین لیں ۔

غنیم نے چاہا کہ شیرپور مین لشکر کے درمیان گھس جائے لیکن ۹۲ ہائلنڈری کے دو کمپنی نے انکو آگے بڑہنے سے روک دیا۔

۱۲ دسمبر کو دشمن کو پہاڑی پر سے ہٹانے کے لئے حملہ کیا اگرچہ ایک طرف کامیابی ہوئے لیکن دوسرے طرف شکست ہوئے کیونکہ افغانون کا شمار بہت زیادہ تھا اور وے لایق سردارون کے زیر کمان ہوکر جوان مردی سے لڑتے تھے یہ حال دیکھکر جنرل رابرٹس شیرپور مین واپس آگیا۔ دشمن نے کابل پر قبضہ کرلیا۔ جہان کل خزانہ اور سامان حرب انکے ہاتھ لگ گیا۔ ولا اسکو لینے یا غارت کرڈالنے کی کچھ فکر نہ کی گئی تھی لشکر شیرپور مین ایک مضبوط قلعہ بندی کئے ہوئے مقام پر جمایا ہوا تھا۔ اسکو شیرعلیخان نے تعمیر کرایا تھا وہ ۲۵۰۰ گز طول اور ۱۰۰۰ عرض قایم الزاویہ متوازی الاضلاع کے صورت مین بنا ہوا تھا اسکی جانب جنوب جو کابل کے طرف تھی ایک سلسلہ بارک کا بنا ہوا تھا اور اونکے اوپر منڈیر پر مورچے لگے ہوئے تھے اور باہر کے طرف ایک ۱۶ فٹ بلند مٹی کی دیوار اور خالی خشک خندق تھی۔ دیوار پر جا بجا برج بنے ہوئے تھے۔

اس متوازی الاضلاع کے جانب شمال بیمرے پہاڑی واقع ہی یہ میدان کابل کے درمیان ایک تنہا پہاڑی ہی شیر علی کا قصد تھا کہ اس پہاڑی کے گرد کل دیوار تعمیر ہوجاوے مگر وہ اسکو پورا نکرسکا بیمری پہاڑی کے وسط مین ایک تنگ راہ ہے جو لشکر شیرپور کی ایک راہ ہی اسکی حفاظت کے لئے ایک قطار عمارت بنی ہوی تھی اور دوسرے جانب مین بھی اسی طور

حفاظت کی ہوئی تھی - لیکن قلعہ بندی کمزور تھی - جنرل رابرٹس نے
لشکر کھینچکر مرمت مکان کرانا شروع کیا لیکن ۲۳ ڈسمبر کو دشمن نے
زیر کمان محمد خان حملہ شروع کیا - اسنے عام پر روشن کیا کہ وہ معزول شدہ
امیر کے وارث موسی جان کی طرف سے جنگ کرتا ہے -

اوس تاریخ کو علی الصباح چھہ بجے اشارے کے لئے آگ روشن
کر دیگئی - اور عرصہ قلیل کے بعد لشکر جنوبی و مغربی گوشہ کی طرف مغالطہ
دیکر دشمن نے حملہ کیا - لیکن اسکا کچھہ انجام نہوا - پھر شمالی و مشرقی گوشہ
کی طرف بھیمرو موضع کے قریب سے حملہ کیا -

کچھہ عرصہ تک بنہایت شجاعت و پختگی کے ساتھہ غنیم نے جنگ کی نہایت
زور و شور سے گولے چلے - انگریزون کی طرف سے ذرا احتیاط کے
ساتھہ چلا دیجاتی تھین - کیونکہ اندیشہ تھا کہ مبادا اسامان حرب کم ہوجاوے
لیکن جب دشمن نے دیکھا کہ انکے حملے سے فوج انگریزی پر ذرا بھی اثر
نہین پہنچا وہ جنگ سے پھر گئے -

یہہ مناسب موقع سمجھکر جنرل رابرٹس رسالہ کی پلٹنون کو لیکر باہر نکلا اور
غنیم پر حملہ کیا اور بھگا دیا بے شمار افغان بھاگتے ہوئے انگریزون کے
تلوار کے شکار ہوئے - یہہ ایک جنگ عظیم تھی - جو اس مرتبہ دشمن نے
دی جنرل رابرٹس نے پھر کابل پر قبضہ کر لیا -

افغانون نے اپنے قبضہ کے عرصہ قلیل مین کابل مین نہایت ظلم و ستم
کیا - اور بالاحصار کو لوٹا یہہ انگریزی فوج کے لیئے نہایت نازک موقع تھا -
ایک مرتبہ انداز کیا گیا کہ تیس ہزار آدمی انگریزی فوج سے لڑنے کے لئے ایک جا
جمع ہین اور مارنے اور مرنے کے لیئے قصد مصمم رکھتے ہین - یہہ دیکھکر جنرل رابرٹس

مجبوراً کل چوکیون کے سپاہ کو جو آمد و رفت محفوظ رکھنے کے لئے جا بجا مقیم و متعین تھے اپنے پاس طلب کر لیا اور جنرل **گاف** کو بھی اپنی مدد کے لئے بلایا۔ سرکار ہند نے کیپ سے ایک پلٹن طلب کی اور ان رجمنٹون کی روانگی ملتوی رکھی جو انگلنڈ جانے کے لئے جہاز پر چڑھنے کو تیار تھین۔

جس زمانہ مین جنرل رابرٹس کابل پر دخل قائم کرنے کے لئے سخت جنگ کر رہا تھا ملک **قندہار** اور جلال آباد کے گرد و نواح مین امن تھا وہان لوگون کو کابل مین دشمن کے اجتماع کی خبرین سنکر کچھ فکر و اندیشہ نہین ہوتا تھا۔ جتنا انگریزون کے ملک کو چھوڑکر چلے جانے کی خبر سے ہوتا تھا۔ **جنرل رابرٹس** کے اوپر بھی صرف دشمن نے حملہ کرکے قناعت نہ کی ۲۲ دسمبر کو جگدلک کوتل پر اور ۲۴ کو جنرل نورمن پر اور ۲۶ کو گنڈمک پر غنیم نے یورش کی۔ اخیر موقع پر عصمت اللہ خان وادی لگمن کے دو ہزار غلزی لوگون کو لیکر انگریزی فوج پر چڑھ آیا لیکن مار کر ہٹا دیا گیا دشمن کے بہت آدمی کھیت رہے اس عرصہ مین میر یعقوب خان و یحیی خان و ذکریا خان وزیر ہندوستان قید کرکے روانہ کر دیے گئے۔ اور ان پر روشن کر دیا گیا کہ تحقیقات قتل سے جیسا کچھ نتیجہ ہوگا انکے بارے مین کارروائی کی جاوے گی یہ خیال کیا گیا کہ ان کے ملک سے باہر کر دیے جانے پر سرکار انگریزی کو افغانستان مین تقویت و مضبوطی پہنچ گئی کیونکہ وے ہنوز اپنی عالی مرتبہ قدی الشبہہ ہونے کی وجہ سے نہایت خطرناک دشمن ہو سکتے تھے۔

مارچ ۱۸۸۰ء مین جب جنرل رابرٹس کو با امن کابل پر قبضہ رکھے ہوئے عرصہ ہو گیا تو یہ مناسب خیال کیا گیا کہ آیندہ ملک مین شر و فساد روکنے کے لئے غزنین مین جو ایک گروہ سرکش لوگون کا جمع ہے پراگندہ کر دیا جاوے

اس کام کے لئے جنرل اسٹورٹ کو حکم ہوا کہ قندہار سے غزنین کو کوچ کرے ۲۶ مارچ کو اول برگیڈ قندہار سے روانہ ہوا - اور باقی پلٹن بھی پیچھے روانہ ہوئی - ۶ اپریل کو لشکر سرکاری قلات غلزی پہنچا اور ایک جماعت جو ایام ماسبق یہان متعین تھی ہمراہ کر لیگئی - ۸ سو چالیس میل کے فاصلہ تک فوج بلا مخالفت کوچ کرتی چلی گئی - لیکن جب ۱۶ اپریل کو صبح پانچ بجے کوچ شروع ہوا تو معلوم ہوا کہ - تھوڑے فاصلہ پر دشمن مقابلہ کرنے کے لئے جمع ہین اخیر شام کو خبر پہنچگئی تھی کہ دشمن کے جماعتین جابجا نظر پڑتی تھین - جنرل اسٹورٹ نے فوراً حملہ کرنے کا ارادہ کر دیا ۹ بجے دشمن دو میل طول جگہہ پر صف باندہے اور دائین طرف سوارون کو لئے ہوئے نمایان ہوا -

جنرل اسٹورٹ اپنی مراسلہ مین ارقام کرتا ہے " ہم تو پون سے گولے چھوٹنے پائی ہی نہ تھے کہ آناً فاناً بے شمار سوار دکے غول نشان ہاتھ مین لئے ہوئے ہمارے مال و اسباب پر حملہ کرنے کے لئے جاتے نظر پڑے ہمین سے اکثر اوقات افغانی پیادہ تلوار ہاتھ مین لئے ہوئے دائین و بائین پہیل رہے تھے - فوج انگریزی کے سوار دائین طرف ہو گئے اور انکی مدد پر ۱۹ بنگال لانسر کی ایک جماعت تعینات کر دیگئی - پلٹن لانسر دہاوہ نہین کرنے پائی تھی کہ دونالون مین ہو کر دشمن نے حملہ کر دیا جس سے ہماری پلٹن دائین اور پیچھے کی طرف ہو گئی - ور گورکہہ رجمنٹ پیادگان بائین طرف ہو گئی دشمن کے اس دفعہ دلیری کی کامیابی ہونیسے ہماری حالت نازک ہو گئی کیونکہ ہمارے سوارون کا غول جمع نہ ہو سکا جبتک وہ پیادگان کی قطار دائین طرف نہ پہنچے گی جو اس وقت دشمن سے تنگ آکر بھاگنے پر تھی -

پر عقب سے شمشیر بند افغانون کا ہلا ایسے زور و شور سے ہوا کہ ضرور ہوا کہ کل فوج ردیف توپ خانہ پر مقرر کردیگئی ہین - دو کمپنی سا ئپرز نصف پلٹن ۱۹ پنجاب نیٹو انفنٹری اور دو کمپنی جو لفٹننٹ جنرل کے اردلی مین تہین توپون کے حفاظت کے لئے بائین طرف کردیگئین دشمن تاہم توپون سے چند گز فاصلہ پر ہٹ کر کے پہنچ گئے چونکہ گولی کم ہوگئی تہی لہذا دونو توپخانے دو سو گز کے فاصلہ پر پیچھے ہٹائے گئے اخیر تک جس شجاعت سے سپاہ توپخانہ اپنے مقام پر کام کرتے رہے اور جس ترتیب و طریق سے وہ پیچھے ہٹے وہ افسر اور سپاہ دونون کے لیئے نہایت قابل تعریف ہے -

اس وقت پلٹن پیادگان جو دائین طرف مقیم تہی پیچھے کی طرف ہٹادی گئی اور دوسرے مناسب جگہہ پر کہڑی کردیگئی اجی - ہمارے رائل ارٹلری کی دو توپین بیچ مین کرلیگئین پہر کل توپخانہ وہان سے ہٹا لیا گیا -

۴۰ پونڈر اور ۶ - ۱۱ - رائل ارٹلری کے خوب درستہ نشانی کے ساتھ گولہ سر ہونے سے دشمن کے سوار ہمارے دایین طرف حملہ کرنے سے باز رہی -

ایک گہنٹہ تک جنگ نہایت سرگرمی سے ہوتی رہی -

اس اثنا مین بریگیڈیر جنرل بارٹر کی فوج نے وسط کی مدد کی -

دس بجے دشمن کو شکست فاحش ہوگئی اور وہ چہار طرف جان بچا کر بہاگے ادنکے آدمی دو تین ہزار کے درمیان مارے گئے - انگریزی فوج مین سترہ کہیت رہی اور ۱۲۴ زخمی ہوئے فوج غنیم کا اندازہ سرسری طور پر بیس ہزار کیا جاتا ہے - اور انگریزی مین دو ہزار چہ سو پچاس سپاہ اور بارہ توپین تہین - دشمن کے آدمی اور بہت مارے جاتے اگر رسالہ کو زیادہ دور تک تعاقب کرنے کی اجازت دیجاتی - لیکن جنرل نے اسکو مال و اسباب کے

حفاظت کے لئے رکھنا مناسب سمجھا۔
دوسرے روز سرکاری فوج بلا مخالفت غزنین داخل ہوئی اس جنگ مین افغانونکی قوت کی بخوبی جانچ ہو گئی کیونکہ انگریزی فوج کی ثابت قدم اور توپ خانہ کی درست ہونے پر بھی دشمن قطار فوج مین گھس آیا۔ دائین طرف افغان سوار یکایک ۱۹ انبگال لانسر پر چڑھ آئی اور انکو پیچھے ہٹا دیا۔ اور پیادہ پلٹن کے درمیان گھس آئی جو انگریز مربع صورت بنائی ہوئے صف باندھے کھڑے تھے۔
غازی لوگ کچھہ سوار اور کچھہ پیادہ دائین طرف سے انگریزی فوج مین گھس آئے لیکن مار کر ہٹا دئیگئے۔
جبکہ فوج انگریزی غزنین پہنچی تو انکو یہان آکر معلوم ہوا کہ شہر پناہ اسقدر مستحکم نہ تھی جیسا کہ وہ سمجھے ہوئے تھے شہر کے گرد و نواح چند ایسے مقامات تھے جہان سے توپین بخوبی لگائی جا سکتے ہین۔
غزنین پہنچنے کے بعد چند روز جنرل اسٹورٹ کو خبر پہنچی کہ قریب مین افغان جمع ہین۔ ۱۹ مراپریل کی شکست نے انکو بالکل پراگندہ نکیا پس ۲۳ اپریل کو علی الصباح ایک جماعت اس قصد سے روانہ ہوی کہ یکایک پہنچکر دشمن کو شکست دیتی۔
انکا وہان پہنچنا تو دشمن کے لئے غیر مترقبہ ہوا لیکن وے ایک موضع مین نہایت پختگی کے ساتھہ مقیم رہے۔ وہان ممکن نہ تھا کہ یہہ قلیل جماعت کامیابی کے ساتھہ دشمن پر حملہ کر سکتے تا وقتیکہ انکی مدد کے لئے اور سپاہ نہ آئی تاہم دہاوا کیا گیا۔ دشمن چہار طرف جان بچا کر بھاگنے لگے جن مین سے اکثر کو سوارون نے بھاگتے ہوئے قتل کیا۔ دو روز بعد جنرل اسٹورٹ

رولیکر غزنین سے کابل روانہ ہوا۔
یسرکار انگریز اس تشویش مین تھی کہ کابل کی مسند پر کسکو بٹھاے
د الرحمن خان نمایان ہوا۔ اول ذکر ہو چکا ہے کہ وہ افضل خان کا بیٹا
ر امیر شیر علی خان کا بھتیجا تھا۔ وہ امیر کے خلاف بغاوت مین اپنے
دا ور چچا کے شریک تھا۔ لیکن جبکہ ۱۸۶۹ء مین خانہ جنگی رفع دفع ہوئی
بد الرحمن خان سرحد ملک سے نکلکر باہر چلا گیا اور یقین کیا جاتا ہے
ہ سرکار روس نے اسکی گذر اوقات کے لیے کچھہ وظیفہ مقرر کر دیا تھا۔
شہزادہ اور چند ہمراہیون کو لیکر اب پھر ملک مین داخل ہوا۔
لہ شیر علی خان کے عہد حکومت مین اسنے حکمرانی کی کچھہ لیاقت اور
دری ظاہر کی تھی۔ لہذا سرکار انگریز کی طرف سے عبد الرحمن خان
ے ساتھہ معاملات شروع ہو گئے۔ اگرچہ خان مذکور سے مسند نشینی کیلیے
ا گیا۔ تاہم اسکو منظور کرنے مین پس و پیش رہا۔ ایک عرصہ تک اسمین
ت کچھہ شبہہ رہا کہ انگریزون کے خلاف وہ جنگ کرنے کے لیے
ی تدبیر و حکمت عملی تو نہین کرتا۔ اسنے اکثر سرداران ملک کے نام
طوط جاری کیے جسمین انگریزون کے خلاف جوانمردی کا اظہار تھا
لکن یہہ صرف اسکی حکمت عملی تھی کیونکہ عرصہ قلیل کے بعد اسنے مسند
بل پر بیٹھنا قبول کیا۔ لہذا رسوم مسند نشینی ادا کیے گئے اور فوج
سرکار نے تھوڑے عرصہ مین ملک خالی کر دینے کا وعدہ کیا۔
ب کابل اور اوسکے گرد و نواح مین یہہ واقعات گذر رہے تھے
وسوقت ایوب خان برادر یعقوب خان کا ہرات مین موجود تھا شیر علی
کے عہد مین یعقوب خان اور ایوب خان اپنے والد کی حکومت سے

آزاد ہوکر ہرات پر حکومت کرتے تھے لیکن جب یعقوب خان کو دم
مین لاکر کابل مین طلب کرکے شیر علی نے قید کرلیا تو یعقوب خان ایران
بھاگ گیا جہان وہ فوج سرکار انگریزی کے کابل مین پہونچنے پر شیر علی
کے بھاگنے تک مقیم رہا۔

ایوب خان ہرات واپس آیا اور ملازم شیر علی سے وہان کا قبضہ
حاصل کرکے خود مالک بن بیٹھا۔ اس نے اوس عہد نامہ کو پسند کیا
جو مقام گندمک مین سرکار اور یعقوب خان کے درمیان تحریر ہوا
وہ بالذات علحدہ بنا رہا اور اپنے اختیارات کو مضبوط کرتا رہا اسوقت

ہرات پر نہایت بد عملی تھی۔

جب ایوب خان نے سنا کہ اسکا برادر مسند کابل سے برطرف کر دیا گیا
اسنے ظاہرا والی قندہار پر جو انگریزون سے رفاقت رکھتا تھا یورش
کرنے کے لیے فوج جمع کرنی شروع کی۔ وہ ۱۵ جون کو ہرات سے
روانہ ہوا۔ اسمین شک ہے کہ آیا اسکا انگریزون پر حملہ کرنیکا قصد
تھا یا نہین لیکن اسکی کل کاروائی صرف اپنی مضبوطی کرنیکی غرض سے
تھی۔ اسکی خواہش یہہ تھی کہ کل زمین کی مالگذاری وصول کرلے جہان جہان
ہوکر وہ گذرا۔

جسقدر وہ آگے بڑہتا گیا اوسکی فوج بھی زیادہ ہوتی گئی دریاے ہلمند
پہنچنے تک اسکے پاس بہت زبردست فوج اور توپین ہوگئین اسوقت
جنرل پرمروز چار ہزار فوج لیے ہوے قندہار مین مقیم تھا۔ اسقدر
سپاہ اس شہر اور گرد و نواح کی حفاظت کے لیے کافی سمجھی گئی تھی۔
شیر علیخان والی تسلیم ہوچکا تھا اور اسکے ماتحت ایک فوج افغان تھی

لارڈ رپن نے جو لارڈ لٹن کے بعد ہندوستان کا نائب السلطنت مقرر
ہوا۔ وزیر ہند کو بذریعہ تار اطلاع دی کہ ایوب خان کے حملہ اور بڑھنے کی
خبر آئی ہے ہماری تجویز ہے کہ جنرل پرمروز کو ہدایت کردیجاوے
کہ دریاے ہلمند عبور کرسکے والی خود اپنی حفاظت کرنے کے لیے
اس سے جنگ کرے۔ لیکن اگر ایوب خان فرہ تک آجایگا تو مناسب
فوج گرشک کو روانہ کی جائیگی تاکہ دشمن کو دریا عبور کرنے سے باز رکھے
لہذا فیر صاحب کی فوج بجیت میں سے مدد کے لیے چند سپاہ کو روانہ
کرنا ضرور معلوم ہوتا ہے۔ لیکن تاوقتیکہ بالکل ہی ضروری نہ سمجھا جائیگا
فوج کو روانہ ہونے کے لیے حکم نہ دیا جاویگا۔ یہہ پیغام تاربرقی
نائب السلطنت نے ۲ جون ۱۸۸۰ء کو وزیر ہند کو روانہ کیا۔
جب ہندوستان میں یہہ خبر پہونچی کہ ایوب خان کے آگے کی
فوج فرہ پہنچگئی تو نائب السلطنت نے وزیر ہند کی خدمت میں تار دیا
کہ پرمروز صاحب اور فیر صاحب کو فوج بڑھانے کے لیے ہدایت کردیگئی
ہے اس سے عیاں ہے کہ سرکار ہند اور سرکار انگلنڈ دشمن کی قوت
کا بخوبی اندازہ نہ کرسکی اور یہہ یقین کیے رہی کہ جدید والی قندہار اس سے
مقابلہ کرنے کے لایق ہے۔ یہہ غلطی قابل افسوس ہے۔ سرکار ہند
یہہ بھی بخوبی جانتی تھی کہ جب فوج قندہار سے ہلمند کو روانہ ہوگی تو
ضرور ہوگا کہ قندہار کو دوسری فوج مدد کے لیے روانہ کیجاوے
تاہم اس امر کا لحاظ ذرا نہ کیا گیا کہ جنرل فیر صاحب کا سامان باربرداری
ایسا درست نہیں ہے کہ حکم کے پہونچتے ہی اسکا لشکر فی الفور کوچ کرنیکو
طیار ہو جاوے۔ اسپر بھی لارڈ رپن نے یہہ اطلاع دی کہ کوئی فوج روانہ

نہ کیجاوے گی تا وقتیکہ کامل ضرورت نہ ہو۔ یہہ صاف آشکارا ہے کہ یہہ ایک سخت غلطی تھی کیونکہ جنرل فیر فی الفور فوج کو نہ بڑہا سکتا تھا پس جب ضرورت پیش آئی وہ جنرل رابرٹس کیگ ماہ ستمبر مین پہونچنے کے دو ماہ بعد پہونچا۔ اسطرحکی تہوڑی سی کفایت کے خیال سے بہت زیادہ صرف کرنا اور نقصان اوٹھانا پڑا

۱۱ جولائی کو بروز تین ہزار سپاہ ہمراہ لیکر قندہار سے ہلمند روانہ ہوا یہان بدبختی سے حکم ایسا صادر ہوا کہ جسکی وجہ سے سرکاری فوج دریا عبور کرنے سے باز رہی۔ جدید والی قندہار اپنی فوج لیے ہوے دریاے ہلمند کے پار مقیم تھا جب ایوب خان قریب پہونچا تو والی قندہار نے جنرل بروز کو اطلاع دی کہ میری سپاہ مین چند آثار بیوفائی اور برگشتگی کے نمایان ہین اور خود بھی جنرل کے پاس چلا آیا اور درخواست کی کہ آپ دریا پار جاکر باغیون سے ہتہیار رکھوا لیجیے۔

چونکہ جنرل بروز کو دریا پار جانے کا حکم نہ تھا لہذا اس نے وہان جانے سے انکار کیا آخر کو یہہ تصفیہ ہوا کہ والی قندہار اپنی فوج کو جنرل کی فوج کے قریب لے آوے تاکہ اگر ضرورت ہو تو باغی افغانون کے ہتہیار لے لیے جائین۔

دوسرے روز ۱۴ جولائی کو جب والی نے اپنی فوجکو ہٹ چلنے کا حکم دیا تو کابلیون کی پلٹنین علانیہ باغی ہوگئین توپ اور مال و اسباب کو چہین لیا اور والی اور اوسکے رسالہ کو دریا پار بہگا دیا۔

کابلی باغی پلٹنین اس طور پر کامیابی حاصل کرکے لشکر سے چلی گئین کسیقدر عرصہ کرکے جنرل بروز چند سپاہ لیکر دریا عبور کرکے انکے

تعاقب کو روانہ ہوا اور انپر حملہ کرکے توپین اور اسباب چھین لیا اور چند
لوگون کو قتل کیا اور آخر کو سب کو پراگندہ کر دیا۔ اسمین کلام نہین کہ
انمین سے بہت ایوب خان کی فوج مین آکر مل گئے۔ یہہ دیکھکر کہ کل رسد
جو والی نے فوج سرکاری کے لیے جمع کی تھی لوٹ لی گئی اور اوسوقت
دریا کے اوتر جانے سے سب جگہہ پایاب پانی ہوگیا ہے۔ جنرل دریا
ہلمند کے کنارے سے اپنے لشکر کو ہٹا لایا۔ جنرل واقف تھا کہ خشک
نخد دریا سے ۳۰ میل ہنگرتند بار کی سڑک پر ایک نہایت مضبوط
مقام ہے لہذا اسنے وہان قیام کرنے مین مصلحت سمجھی۔ وہان رسد
بکثرت میسر اسکتی تھی راہ نہایت تنگ نہ۔ سڑک کی ایک طرف پہاڑ
ہین اور دوسری طرف ریگستان۔ وہان بلا معلوم کا گذر جانا غیر
ممکن تھا۔

کئی مرتبہ تجویز ہوئی کہ خشک نخد مین ایک قلعہ تعمیر ہونے سے نہایت
پختگی ہو جاویگی۔ اس مین ذرا کلام نہین کہ اگر جنرل بروز اس مضبوط
مقام پر خیمہ زن رہتا اور مناسب قلعہ بندی کر لیتا تو ایوب خان کو
ہرگز آگے نہ بڑھنے دیتا لیکن اس نے دو مرتبہ اپنے لشکر کو ہٹا لیا۔
دوسری مرتبہ اس غرض سے کہ ایک احاطہ تعمیر کرکے ہمارے پیادہ اور
سامان رسد کی دشمن کی ذات سے حملہ کرنے کی حفاظت کرے
اس طور کچھہ عرصہ تک وہ تکلیف مین رہا کیونکہ وہ احاطہ کل فوج کے رہنے کے
لیے کافی وسیع نہ تھا آخر ۲۷ جولائی کو جب خبر پہونچی کہ ایوب خان
قریب ہو چکیا تو وہ اوسکے مقابلہ کو روانہ ہوا۔
جنرل بروز کے ساتھہ حسب ذیل کل دو ہزار سات سو سپاہ تھی ہر ایک

رسالہ ۳ سندھ کا رسالہ و ۶۶ رجمنٹ کی چھ کمپنی اول بمبئی گرنڈیر و ۳۰
بمبئی نیٹو انفنٹری و توپ خانہ (رائی) اور برگیڈ آر۔ ایچ۔ ای اور چند دیسی
سورنگ لگانیوالی فوج۔ دشمن کا شمار اتھارہ اور پچیس ہزار کے درمیان
اندازہ کیا جاتا ہے اور تیس توپین اسکے ہمراہ تھین جنرل بروز کی فوج
مین کل بارہ توپین تھین جس مین چھ سرکاری اور چھ کابلی تھین جنکو
والی قندہار نے باغیون سے چھینا تھا۔ ان مین ۶۶ رجمنٹ کی سپاہ
والنٹیر ہوکر کام کرتی تھی جنرل بروز مراسلہ مرقومہ ۳۰ اگست سنہ ۱۸۸۰ء
مین رقمطراز ہے کہ فوج ۲۷ جولائی کو صبح کے چھ بجے مع کل سامان حرب
وخورش لیکر روانہ ہوئی۔ کل سامان کا ساتھ لیے چلنا اسلیے ضرور تھا کہ
گردونواح کا کل ملک ہم سے بدظن ہو رہا ہے اس سبب سے خوف تھا کہ
پیچھے چھوڑ دینے سے سامان لٹ نجاوے علاوہ برین اب سپاہ بھی اسقدر
زیادہ نہ تھی کہ سامان حرب اور خورش کی حفاظت کے لیے چھوڑ دیجاتی
جنرل کا قصد تھا کہ موضع میوند تک جو لنگر سے ۱۰ میل فاصلہ پر تھا
پہنچے لیکن تھوڑے فاصلہ تک پہونچنے پر معلوم ہوا کہ دشمن فوج تیار
بیٹھے ہوے مقابلہ کو کھڑا ہے جنرل نے فوراً ایک میدان پر اپنی فوج کو قطار
مین کھڑا کیا رسالہ کو بائین اور توپون کو وسط مین اور پلٹن پیادگان کو داہنی
جانب کھڑا کیا بمبئی گرنڈیر اور جیکب رفل پیادگان کو توپون کے پاس متعین
کیا مال واسباب جو دو ہزار جانورون کے اوپر لدا ہوا تھا پیچھے ایک موقع
مین چند یوروپین اور دیسی سپاہ کی حفاظت مین رکھا گیا۔
دونون جانب سے گولہ اندازی ہونی شروع ہوئی دشمن رفتہ رفتہ
صف مین بڑہنے لگے غنیم نے اپنی پیادہ کو وسط مین اور داہنی طرف

رسالہ اور بائین طرف غازی لوگون کے شمار مین کیا بہت زیادہ فوج پیچھین رکھی گئی اور توپین کل قطار مین ہو رہے فاصلہ پر کھڑی کی گئین توپون کی لڑائی کے درمیان اور جبکہ پلٹن پیادگان خاموش کھڑی ہوی تماشہ دیکھ رہی تھی غازیون نے دو مرتبہ فوج محافظ کے مال و اسباب پر حملہ کیا اور دونون مرتبہ دشمن ہٹا دیا گیا اسکے بہت آدمی مارے گئے

قریب دو بجے دشمن اپنی دو توپون کو انگریزی فوج کی داہنی طرف ایک ایسے مقام پر لے گیا جہان سے وہ درست نشانہ لگا کر سپاہ پر گولہ برسانے لگے ہم سے یہ مقام صرف ۸۰ گز کا فاصلہ تھا۔

اب انگریزی فوج کی پیادہ پلٹن نے افغانون پر بندوقین چلانا شروع کیا لیکن باوجود اسکے غنیم نے نہایت تیزی کے ساتھ گولے برسائے سوارون کا بہت نقصان ہوا انکی حفاظت کے لیے وہان کوئی آڑ نہ تھی لیکن دشمن نالون کی راہ ہوکر سرکاری فوج پر یورش کرتے رہے قریب تین بجے غازیون کی ایک مضبوط سپاہ نے توپین چھیننے کیلیے دھاوہ مارا اور فوج کے داہنی بائین دونون طرف سے حملہ کیا لفٹننٹ میکلن جو نہایت بہادری سے تمام دن توپین سر کرتا رہا اب دشمن کے ہاتھ پڑ گیا۔ باقی دونون توپین میدان سے ہٹا لیکے بھی گرنیڈیر ۶۶ پلٹن کے پاس بھاگ کر آ گئے۔ وہ پلٹن اوسوقت غازیون کو ہٹانے مین مصروف تھی اب نہایت سخت پریشانی چارون طرف طاری ہوگئی غازی وگرنڈیر اور انگریزی پیادہ سپاہ سب درہم برہم ہوکر رل گئی اس سے ۶۶ پلٹن بھی اضطرابی مین پڑ گئی

جنرل بروز اور چند دیگر افسرون نے اس بے ترتیبی کو دفع کرنے کیلیے

بہت کوشش کی لیکن کچھ نہ ہو سکا اب کل سپاہ اس پریشانی کی
حالت مین مال و اسباب کو لیکر لشکر کی طرف روانہ ہوئی جواب قندہار
کی طرف روانہ ہونے لگا تھا اب فوج ردیف کے دباوہ مارنے کا
وقت تھا مگر وہان ردیف مین کچھ بھی فوج نہ تھی جنرل خود دباوہ مارنیکا
حکم دینے کے لیے گیا مگر یہہ ہنوز صاف نہین معلوم ہوا کہ فوج نے
حکم کی تعمیل کیون نہین کی یا تو اوسکو ٹھہرنے کا حکم دیا گیا تھا اسلیے وہ
رک گیا تھا جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا یا عرصہ دراز کی گولہ اندازی سے وہ تنگ
آ گئے تھے یا انکو خونخوار غازیون کی تلوارون کے سامنے جانے سے خوف ہوا
افغانستان کی کل جنگون مین صرف اسی جنگ مین افغانون نے
انگریزی پیادہ پلٹن کی قطار کو شکست دی یہہ دباوہ محض ناکام ہوا۔
گو اس مین نقصان زیادہ نہ ہوا رسالہ ہٹ آیا اور توپخانہ کے ساتھ ملگیا
افغانون کی توپین گھوڑون کے قتل ہونے کے باعث یکے بعد دیگری
غنیم کے ہاتھ پڑ گئین توپخانہ کی ترتیب مین ہنوز کوئی نقصان واقع نہین
ہوا تھا۔ اسنے کئی مرتبہ مقیم ہو کر دشمن کو تعاقب کرنے سے روکا۔
دیسی سپاہ سرنگ لگانیوالی فوج بھی شریک رہی کئی گھنٹے تک توپخانہ
اور رسالہ بلا پانی عطا کرنیکی جانب بھاگا چلا آیا دوسرے روز قندہار
پہنچے جہان جنرل بروک جو انکو ساتھ لانے کو روانہ کیا گیا تھا ملا۔ اس جنگ
مین پیادہ پلٹن کا بھاگنا بلا دستی واجب سبب کے نہایت قابل افسوس
تھا۔ وسے جانوران باربرداری کے ساتھ ساتھ برابر چلی آئی ۶۶ پلٹن صرف
بترتیب رہی اسنے ایک احاطہ دیوار مین مورچے جماکر افغانون پر خوب ہی
گولیان برسائین جس سے انکی طرف کے بہت سپاہی مارے گئے۔ لیکن

دشمن کی توپوں سے اب انکو نہایت زچ کر ڈالا۔ آخر ان کو وہان سے
ہٹ آنیکا حکم ہوگیا۔ اس بار کی شکست مین بہت سپاہ ضایع ہوئی اگرچہ
پیچھے کی طرف حفاظت کرنے کے لیے ایک جماعت قایم کر دیگئی اور
کئی مرتبہ غنیم کے حملے ہٹا دیئے گئے تاہم ماندگی اور تشنگی کے باعث
بہت زیادہ آدمی ضایع ہوے فوج اوس راہ سے آئی تھی جسمین ان ایام
مین کل پانی کے چشمے اور کوئین خشک ہو جاتے ہین پس میدان جنگ
سے چالیس میل فاصلہ پر آکر دوسرے روز صبح کو ۲ بجے پانی نصیب
ہوا۔ اگرچہ اس شکست کا الزام جنرل بروز پر لگایا جاتا ہے تاہم کل خبرون سے
ظاہر ہے کہ اسنے سخت و نازک موقعون پر نہایت جوانمردی وہمت کے
کام کیے۔ اسکے تین گھوڑے زخمی ہوگئے جنپر وہ سوار تھا۔ وہ ایک سے
زیادہ افسرون کو اپنے ساتھ گھوڑے پر سوار کراکر بچا لایا۔ انگریزی فوج
مین کل قریب ایک ہزار آدمی ضایع ہوے بہت کم زخمی قندھار تک زندہ
بچے ہوے پہونچے۔ اس یورش مین صرف یہی ایک شکست سرکاری
فوج کو برداشت کرنی پڑی۔

جنرل پرمروز اپنے مراسلہ مین ۶۶ پلٹن کی نہایت تعریف لکھتا ہے
اسنے اس جنگ مین نہایت بہادری و شجاعت ظاہر کی۔ وہ لکھتا ہے
کہ کل ۴۰۶ سپاہ اور افسرون مین جو یورش مین گئے تھے ۱۰ افسر
اور ۲۷۵ سپاہی مارے گئے اور ۳۲ زخمی ہوکر آئے یہہ کل افسر اور
سپاہی نہایت شجاعت کے ساتھ جنگ کرتے ہوے اپنے ملک اور
بادشاہ کے لیے کام مین آئے۔ قریب ایک سو سپاہی اور افسرون
نے ایک باغ مین مقیم ہوکر نہایت مستعدی و جوانمردی سے غنیم کا مقابلہ

گئے انکو کل فوج افغان نے گہیر لیا انہون نے دشمن کی بہت سپاہ کو قتل کیا اور لڑتے گئے۔ جب صرف گیارہ آدمی باقی رہگئے انہون نے آخر باغ سے باہر نکلکر دہاوہ مارا اور دشمن سے لڑتے ہوے کٹ مرے مگر پیٹہ نہ دکھائی انکا دہاوہ اس زور و شور کا تھا اور چہرے پر وہ شجاعت کا رعب تھا کہ گو کل اون کے چہار طرف غازی جمع تھے مگر کسیکی جرات نہ ہوتی تھی کہ انپر تلوار چلانے کے لیے آگے قدم بڑہاوے۔ جیسی شجاعت ۲۷ جولائی سنہ ۱۸۸۰ع کو ۶۶ رجمنٹ کی سپاہ نے ظاہر کی ہے اسکی دوسری مثال کل تواریخ مین ملنا دشوار ہے۔ ذاتی شجاعت کی بہت مثالین زیر قلم کی گئی ہین۔

کرنل گلریتہ کمانڈر رجمنٹ مارا گیا۔ جب کہ وہ اپنی سپاہ کے ساتھہ ساتھہ جنگ کر رہا تھا کپتان **ایم ماتہ** بھی اسکے ساتھہ ہی کہیت مین رہا۔ دو سیر لفٹنٹ **بار** اپنے نشان کو ہاتھہ مین لیے ہوے گولی کہا کر گر گیا۔ اور کپتان **گریٹ** اور **کلس** اپنی اپنی کمپنی کی قواعد ایسی سہولت سے کرتے ہوے گویا وہ معمولی پریڈ پر ہین کام مین آگئے۔ لفٹنٹ **ہنی وود** جب نشان کو بلند کیے ہوے یہہ نعرہ مار رہا تھا۔ اسے بہادرو کیا اسکے محفوظ رکھنے کیلیے جنگ نہ کروگے۔ گولی کہا کر گر گیا

سرجنٹ میجر کیپچ جب باغ سے باہر نکلکر نشان لیکر گیا تو مارا گیا۔ ان کل افسرون کا تفصیلوار ذکر کرنے مین جو اس مصیبت انگیز و آفت خیز روز کام آئے نہایت طول ہو جائیگا۔ صرف اسیقدر کہنا کافی ہے کہ وے کل باوجود دشمن کے بے شمار ہونے کے نہایت جوانمردی سے جنگ کرتے ہوے کہیت رہے۔ ایک دوسری مثال فوج بمبئی کی ایک بہادر سپاہی کے مراسلہ مین درج ہے کہ جب وہ سخت زخمی ہو کر گر پڑا تو مرتے مرتے اسنے

اپنے ساتھی سے کہا کہ کارتوس کی تھیلی میرے پاس کر دو تاکہ مین دشمن پر نشانہ
اختیار ہون۔ آخر کو جب اسکا دم نکلگیا تو وہ سب گولیان سر کر چکا تھا۔
صرف ایک کارتوس اسکے پاس بچا ہوا ملا۔
اگرچہ یہہ روز انگریزی فوج کے لیے نہایت پر مصیبت تھا تاہم اسمین کوئی
ایسا واقعہ نہین گذرا جسپر کوئی انگریز شرماسے بلکہ وہ ایک جاے تھہ تھا
اس مصیبت انگیز جنگ مین یہہ بخوبی آشکارا ہوگیا کہ ایام جنگ واٹرلو اور
کریمیا سے بہادری مین انگریزی جوان کچھہ کم بھی نہین ہوسے ہین۔ انھون نے
جم غفیر غنیم کے مقابل بھی پیٹہ ندی اور لڑتے لڑتے کٹ مرے۔
اسمین کلام نہین کہ میدان جنگ مین عمدہ موقع تلاش نہ کیا گیا وہ زمین جہان
فوج لشکری کی گئی تھی پانی کے چشمون سے جا بجا کٹی ہوئی تھی جس سے رسالہ
سامنے کی جانب بازادی دباوہ نہین مار سکتا تھا اور زمین ایسی ناہموار تھی
کہ سوار دن کو دشمن کے لوگون سے بچنے کے لیے کہین بھی پناہ نہ تھی۔
جنرل بروز انگریزی عمدہ قواعد سے کچھہ زیادہ فایدہ نہ نکال سکا۔ اس نے
غلطی سے دشمن کی بڑی صف سے اپنی چھوٹی صف کو مقابل کر دیا جس سے
غنیم کو اسکی سپاہ کے گھیر لینے کا موقع ملگیا۔ اسنے اوّلا دشمن کے شمار کی
بخوبی جانچ نہ کی علاوہ برین اس نے دشمن کی گولیون کی بارش کے نیچے سپاہ
کو خاموش پڑے رہنے کے لیے حکم دیا جس سے دیسی رسالہ کے بہت آدمی
ضایع ہوگئے اور باقی بیدل ہوئے اگر جنرل بروز کو اپنی محافظت کے لیے
جنگ کرنا ضرور تھا تو اسکو لازم تھا کہ مناسب موقع تلاش کر کے مقیم رہتا تاوقتیکہ
ایوب حملہ آور ہوتا اگر اسکا دشمن پر حملہ کرنے کا قصد تھا تو مناسب تھا کہ اولا
دشمن کی مضبوطی کے بارے مین کامل واقفیت حاصل کر لیتا اور فی الفور

افغانون پر حملہ شروع کر دیتا۔
جب قندہار مین جنرل بروز کی اس مصیبت اور شکست کی خبر پہونچی جنرل پرمروز نے فوراً چھاؤنی خالی کر دی اور شہر مین فوج لے آیا اور جنرل بروک کو روانہ کیا کہ جنرل بروز کی باقی زندہ بچی ہوئی سپاہ کو لے آو اور نائب السلطنت ہند کو اس آفت کی خبر بذریعہ تار دی۔ اس کے وقت یکایک قندہار مین چھاؤنی خالی کر دینے پر عموماً اضطرابی پیدا ہوگئی اور بدظنی و برگشتگی کے آثار نمایان ہونے لگے۔ اگرچہ عام باشندون مین خبر پھیلی ہوئی تھی کہ ایوب خان کا بہت زیادہ نقصان ہوا اور اب وہ مقابلہ کرنے کے لایق نہین ہے تاہم انگریزی جنرل نے دشمن کے مقابلہ کرنے کی جرات نہ کی۔ یہہ خیال کیا جاتا ہے کہ اگر جنرل پرمروز جوانمردی سے اسکا فی الفور مقابلہ کرتا تو یقین کامل تھا کہ ایوب خان پھر قندہار پر جہان صرف تین ہزار سپاہ تھی حملہ کرنے کی جرات نہ کرتا۔ بعدہ وہ میدان جنگ کے معائنہ کرنے سے ظاہر ہوا کہ انگریزی فوج کے لوگون سے دشمن کے بیشمار گھوڑے اور سپاہ ضایع ہوئی۔
جبکہ چھاؤنی خالی کر دی گئی تو ہندوستان اور قندہار کی آمد و رفت بند ہوگئی۔ دشمن نے تار توڑ ڈالا اور چوکیون کی سپاہ کو حملہ کر کے ہٹا دیا۔ اس عام مصیبت کے وقت نائب السلطنت ہند کو خان قلات کے پاس سے یہہ پیغام تار برقی وصول ہونے سے نہایت اطمینان ہوا کہ مین جہانتک میرے امکان مین ہے کل سامان رسد و جانوران باربرداری سرکاری فوج کی مدد کے لیے دونگا مین سرکار انگریزی کے لیے شرکت دینے سے انکار نکرونگا۔ میوند کی جنگ کے بعد ایوب خان نے آہستہ آہستہ قندہار

پہونچا اور شہر سے تین میل کے فاصلہ پر مقیم ہوا۔ اسلیے گرد و نواح کے
مواضعات پر قبضہ کرکے محاصرہ کرنے کے لیے مورچے جمائے۔ فوج
قلعہ نے بھی جہان تک ممکن تھا اپنی مضبوطی کرنا شروع کی۔ شہر مین جو لوگ
بدظن و برگشتہ معلوم ہوتے تھے باہر کردیے گئے اور باولیان کنووان
گنیں کیونکہ شہر مین پانی کی قلت تھی لیکن خوش قسمتی سے سامان خورش کم
نہ تھا لہذا فوج کو کامل اطمینان تھا کہ اب ایوب خان کے کل حملون کو
ہٹا سکینگے۔

چونکہ جنرل فیر کافی جانوران باربرداری کے نہونے کے سبب قندہار
کی طرف کوچ کرنے کے قابل نہ تھا اور ہنوز فوج کثیر کابل مین زیر کمان
جنرل اسٹوارٹ اور رابرٹس موجود تھی لہذا یہ طے ہوا کہ اب
حسب وعدہ افغانستان سے فوج باہر لیجانا چاہیے جنرل اسٹوارٹ
خیبر کی راہ سے پشاور سے کوچ کرے اور جنرل رابرٹس کسی سے
خط و کتابت نکر سکتا تھا۔ اگر جنرل اسٹوارٹ کابل مین رہتا تب بھی جنرل
رابرٹس سے خط و کتابت نہین ہو سکتی تھی کیونکہ قریب ۳۰۰ میل کے
فاصلہ طے کرنا تھا۔ جنرل رابرٹس کے پاس اس قدر زیادہ فوج نہ تھی کہ وہ
جابجا خط و کتابت قایم رکھنے کے لیے کچھ آدمی معین کرسکتا۔

۹ر اگست کو اس پرخطر کوچ پر جنرل رابرٹس روانہ ہوا۔ صرف گورہ
پلٹن کے لیے تو سامان رسد ہمراہ لیا اور باقی سپاہ کے لیے تو سامان
راہ مین جمع کر لینے کا قصد کیا چونکہ یہ راہ نہایت ناہموار تھی لہذا جنرل
نے کوئی پہیے دار گاڑی ساتھ نہ لی کل سامان باربرداری جانورونکی
پیٹھ پر لادا گیا توپون تک کو ہاتھیون پر لادا۔ اسکی فوج مین کل نوہزار

سپاہی تھے قریب تین ہفتہ تک جنرل رابرٹس اور اوسکی فوج کی کچھہ خبر نہ ملی لہذا ہندوستان اور انگلنڈ مین اسکی طرف سے بہت فکرین ہونے لگین تاہم فوج بامن کوچ کرتی چلی باشندگان گرد و نواح صلاح پسند اور انگریزون کے دوست تھے سامان رسد ہر مقام پہ بخوبی ملتا گیا۔ اسی راہ ہوکر اولا بھی فوجین آئی تھین امیر حنی الوسع رسد جمع کرانے مین ساعی تھا قلات غزنین مین سامان رسد بخوبی جمع کیا گیا اورا ـ ـ ـا مقام کی فوج قلعہ بھی قندہار کیلیے طلب کر لی گئی۔

جنرل رابرٹس کو یہہ اندیشہ تھا کہ آیا میری فوج پہونچنے تک فوج قندہار دشمن کا مقابلہ کرتی رہیگی یا نہین لیکن یہہ خوف غلط ثابت ہوا کیونکہ ایوب خان شہر کے محاصرہ کرنے مین بجز چند مرتبہ گولی سر کرنیکے وہ کوئی اور مضبوط کاروائی نہ کرسکا ہان صرف گرد و نواح کے دیہات پر قبضہ کیے رہا۔ جنرل پرمروز نے قلعہ سے باہر آکر اس غرض سے دشمن پر حملہ کیا کہ وہ مقام اس سے خالی کرائے کہ جسطرف سے جنرل رابرٹس کی فوج وارد ہونے کو تھی اور دوسرا مقصد اسکا یہہ تھا کہ دشمن پہ فتح ہونے سے اسکی سپاہ کی تسلی اور دلجوئی اور دشمن کی مایوسی ہوگی۔ چنانچہ اسنے موضع دیہہ خواجہ پر جو شہر سے ملا ہوا تھا حملہ کیا گو یکایک حملہ ہونے کی وجہ سے دشمن کی سپاہ بھاگ گئی مگر انگریزی فوج موضع کو بالکل غنیم سے صاف نہ کرسکی لہذا وہ دوبارہ بہت زیادہ ہوکر پھر موضع مین چلی آئی اور انگریزی سپاہ کو ہٹا دیا کل جوانون مین سے جو حملہ کرنے گئے تھے دو سو کمیت رہے۔

اس اثنا مین انگریزی فوج نے مقام کو خالی کر دیا۔ ۱۱ اگست کو جنرل سوونلڈ

اسٹوارٹ نے امیر سے دوستانہ ملاقات کرکے جولشکر مین رخصت کرنے کے لیے خود آیا تھا شیرپور کو خالی کردیا یہ نہایت قابل اطمینان ہے کہ امیر خود اپنی مرضی سے لشکر مین انگریزی جنرل سے ملاقات کرنے آیا اس سے صاف عیان ہے کہ جنرل مذکور نے نہایت خوبی کے ساتھ کل معاملات افغانستان طے کیے تھے۔ جنرل اسٹوارٹ کے ساتھ جو لشکر چلا اس مین قریب تیس ہزار آدمی اور بیس ہزار جانور بار برداری کے تھے وہ سڑک لتابند کی راہ سے جلال آباد ہوتا ہوا پشاور روانہ ہوا یہ کوچ بلاکسی قسم کی مخالفت کے ہوا۔

جنرل بروز کی شکست ہونے کے وقت سے جنرل فیرحتی الوسع اپنی فوج کو کوچ کی تیار کرنے مین نہایت ساعی تھا اگرچہ مقام سیبی تک ریلوی جاری ہو جانے سے اسکو بہت مدد حاصل ہوئی لیکن تاہم باربرداری کے جانورون کی ایسی قلت تھی کہ جنرل رابرٹس کے پہونچنے کے قبل قندہار کو نہ پہونچ سکا۔

۳۱ر اگست کو دو منزلین طے کرکے اور فوج کو کچھ آرام دیکر جنرل رابرٹس قندہار پہونچا اسی روز جنرل ہوگف و کرنل چیپ مین کی زیر کمان ایک رسالہ دشمن کی مضبوطی وغیرہ کا بھید لینے کے لیے روانہ کیا گیا انھون نے بلا کچھ نقصان برداشت کیے دشمن سے ہر چہار طرف کی توپین دغوادین جس سے اسکی کل مورچہ بندی ظاہر ہوگئی۔

دوسرے روز اول ستمبر کو حملہ کرنے کا حکم دیا گیا غنیم قندہار سے جانب شمال تین میل فاصلہ پر ایک سلسلہ پہاڑی پر مقیم تھا وہ جنوب و مغرب سے شمال و مشرق کی طرف دوڑے ہوے تھے اسکے درمیان

ہین دو راستے ہین ایک با باولی اور دوسرا مونچا نام سے مشہور ہے یہان ایوب خان نے اپنی فوج کو مقیم کر رکھا تھا اور اوسکی کل تیس توپون مین سے زیادہ تر یہان لگی ہوی تھین اس سلسلہ پہاڑی کے پیچھے اور قریب اسکے متوازی دریا ارگنداب بہتا تھا۔

اس دریا اور پہاڑی سلسلہ کے جنوب و مغرب کے آخیر وسط مین ایک تنہا پہاڑی واقع تھی اسپر ایوب خان نے اپنی توپون کے مورچے جمائے تھے اور اس پہاڑی کے پیچھے اور دریا اور پہاڑی کے درمیان غنیم کا کل لشکر خیمہ زن تھا۔

جنرل رابرٹس نے ترکیب ذیل سے جنگ شروع کی۔ اس نے پہاڑی سلسلہ کی برابر دشمن کے سامنے کی طرف حملہ کرنے کا حیلہ کیا اور اس غرض کے لیے فوج قلعہ قندہار اور پہاڑی توپ خانے کو وہان کھڑا کیا۔ اسیوقت اس نے جنرل ہوگفن کے زیر کمان رسالہ کے بڑے حصہ کو دشمن کی داہنی طرف دریاے ارگنداب کے نزدیک اس غرض سے روانہ کیا کہ دشمن گرشو کی طرف بھاگ کر پناہ لینے سے روکا جاوے۔ جبکہ تین برگیڈ کو زیر کمان مکفرسن و بیکر اور ملگریگر کرکے اور سب کو جنرل راس کی سپردگی مین رہنے کا حکم دیکر پہاڑی کے جنوب و مغرب اور دشمن کی داہنی طرف حملہ کرنے کا حکم دیدیا گیا۔ قریب ۹ بجے جنگ شروع ہوئی۔ انگریزی فوج نے گولون کی بارش کرنا شروع کردی۔ افغانون نے بھی دریا مالی پر سے خوب جواب دیا۔ اس عرصہ مین ۹۲ ہای لنڈر اور ۲ گورکھہ رجمنٹ نے موقع صاحب دان پر جہان دشمن کا شمار کثیر جمع تھا اور جو انکے اور پہاڑی

کے درمیان واقع تھا حملہ کیا گیا اوّل شہر پر گولون کی بارش کی گئی گرچہ دشمن کی سپاہ نہایت جوانمردی سے لڑی تاہم وہ انگریزی فوج کے سامنے نہ ٹھہر سکی جان بچاکر بھاگی اور آخرکار یہ موضع سرکاری فوج کے قبضہ مین ہوگیا۔ اب ایک دوسرے موضع بنام پیر پایمال پر حملہ کیا گیا یہ پہاڑی سلسلہ کے اخیر مین واقع ہے۔ اسیوقت ایک تیسرے موضع بنام گندیگن پر حملہ کیا گیا دشمن نے مجبور ہوکر اسکو ترک کر دیا موضع پیر پایمال کو سر کرکے سرکاری سپاہ آگے بڑہی چلی گئی۔ افغان ہر دیوار پر چڑھے ہوئے تھے اور ہر پناہ کی جگہہ پر دخل کیے ہوئے تھے جس سے انکو لوانے مین بہت سہولت حاصل تھی لیکن ہماری سپاہ کے حملون سے تنگ ہوکر وہان سے انکو ہٹنا پڑا۔ بہت یہان فوج سرکاری کی بہت سپاہ ضایع ہوئی تھوڑی سی جنگ کے بعد فتح کامیاب ہوئی۔ اب غنیم کا ایک لشکر موضع پیر پایمال کے پیچھے واقع تھا اور تمام پہاڑی انگریزون کے ہاتھہ مین آگئی اب دشمن کا مقابلہ ختم ہوا۔

جنرل گف اپنے رسالہ کو لیکر دشمن کے تعاقب کو چلا۔

ایوب خان کا کل لشکر انگریزون کے ہاتھہ مین آگیا۔

اور بمبئی کا رسالہ جو جنرل بروز کے زیر کمان بابا ولی کے مقابل متعین تھا وادی ارگنداب کی طرف دشمن کے تعاقب کو چلا۔ دوپہر تک کل خیمہ انگریزون کے ہاتھہ مین آگئے اور دشمن کی کل سپاہ پراگندہ ہوگئی انگریزون کو کامل فتح حاصل ہوئی جنرل رابرٹس نے خود فوج کی جوانمردی کا شکریہ ادا کیا۔ بیچارہ میکلین جو جنگ میوند مین دشمن کی قید مین ہوگیا تھا اس خیمہ کے نزدیک جسمین وہ قید تھا نہایت وحشت و بیدردی سے قتل کیا ہوا پایا گیا۔ دشمن کے قریب ایک ہزار آدمی مارے گئے اور ۳۸

توپین سرکار کے ہاتھ مین آئین سرکاری فوج مین قریب دوسو سپاہی کے کام آئے اس جنگ کی کامل فتح مین صرف اس قدر کمی رہگئی کہ دشمن کی سپاہ صاف نکل گئی پلٹن پیادگان بہت تھک گئی تھی سوار ایسے موقع پر پہنچے کہ وہان سے کچھ نکر سکے ورنہ دشمن اسطور پامال ہوجاتا کہ پھر کبھی مقابلہ کرنے کے قابل نرہتا۔ اس کامیابی کا انجام خاطر خواہ ظہور مین آیا چارطرف سے رسد مہیا ہوئی اور کل ملک مین امن ہوگیا میدان جنگ میوند معاینہ کیا گیا اور مقتولونکی لاشون پر پتھر چن دیتے گئے۔ جنرل رابرٹس اور اسکی فوج کے نام چارون طرف سے تہنیت نامے آئے قندہار مین مناسب فوج چھوڑکر باقی کل ہندوستان روانہ کی گئی۔

انگریزون کی فوج نے اب درہ خیبر خالی کردیا اور جو قلعے لنڈی کوتل اور علی مسجد مین تعمیر کرائے گئے تھے آفریدی دوستون کے سپرد کردیئے گئے۔ اور اونکے لیے تنخواہ مقرر کردی گئی کہ وہ رعایاے سرکار کے واسطے اس راہ کو محفوظ رکھین اس طور پر کوہستانی لوگون کی سپردگی مین قلعہ کا دینا نہایت خطرناک سمجھا گیا کیونکہ یہہ لوگ کسیطور قابل اعتبار نہین سمجھے جاتے۔

کورم دوسری ایک رفیق قوم کے حوالہ کردیا گیا پس ۱۸۸۰ء کے آخر مین صرف قندہار اور اوسکے گرد و نواح کا راستہ انگریزون کے ہاتھ مین رہگیا۔

ہنوز اس مین شک ہے کہ قندہار خالی ہونے پر پشین پر قبضہ رکھا جائیگا یا نہین۔ اسمین بھی کلام ہے کہ قندہار ترک کرنے مین اوس قلعہ پر قبضہ رکھنے سے کچھہ مطلب براری ہوگی یا نہین۔

اب یہہ سوال باقی رہگیا کہ ملک افغانستان کی نسبت کیا کیا جاے اس

سوال کے حل کرنے مین بہت تدابیر بیان کیے گئے ہین ان مین سے خاص درج ذیل ہین۔

اول یہہ کہ انگریز کل ملک کو معہ ہرات کے اپنی عملداری مین ملحق کرلین

دوم یہہ کہ انگریز ملک مین ایک یا زیادہ سردارون کو محفوظ طور پر قایم کرا دین اور آپ بترتیب سرحد کے پار چلے آوین اور قندہار پر خواہ قبضہ رکھین یا نہ رکھین

سوم سرکار انگریز کل ملک کو خالی کردے اور صرف اپنی سرحد پر قابض رہے جو آجتک اسکے دخل مین چلی آئی ہے

پہلی تدبیر مین یہہ مشکل ہے کہ اگر سرکار انگریزی کل افغانستان کو اپنی عملداری مین شامل کرلے تو وہان کی آمدنی اسقدر نہین کہ وہان کے کل انتظام کا خرچہ ادا ہوسکے۔ علاوہ برین چند سال تک خاص خاص مقامات پر فتنہ انگیز اور مفسد لوگون کو زیر رکھنے کے لیے بڑی فوج رکھنی پڑیگی اور آخر مین **ہندوکش** تک سرحد قایم کرنی پڑیگی جسکو روس سے جنگ ہونے کی حالت مین بخوبی حفاظت کرنیکی ضرورت پیش آویگی۔

اسطور پر سرکار انگریز کو ہندوستان سے ۶۰۰ میل دور تک اپنی سرحد بڑہانی پڑیگی اور اوس حالت مین سرکار کو افغانستان کے پار ایسے راستون مین ہوکر رسد وغیرہ لیجانے کی حاجت ہوگی جس مین نہایت ناقابل اعتبار لوگ آباد ہین جو تمام دنیا مین نہایت دغاباز و فریبی مشہور ہین یہہ کب ہوسکتا ہے کہ وے لوٹ کا موقع پاکر اپنی طامع طبیعت کو ضبط کرسکین۔ چونکہ **ہرات۔ قندہار** سے ۴۰۰ میل فاصلہ پر جانب شمال واقع ہے لہذا اسکا ایام جنگ مین محفوظ رکھنا نہایت دشوار ہوجائیگا کیونکہ

سرکار انگریز کو نہ صرف ہندوستان سے قندہار تک کل آدمی اور سامان
کو لیجانے کی ضرورت پڑیگی بلکہ ہرات تک اس کل ۶۰۰ میل فاصلہ کی
زمین کو جو ہرات اور قندہار کے درمیان واقع ہے سرکاری فوج سے حفاظت
کرنے کی حاجت ہوگی کیونکہ روس اور سرکار انگلشیہ کے درمیان جنگ
ہونے کی حالت مین دشمن انگریزون کے خلاف کل ملک کو برگشتہ کرنیکی
کوئی حکمت و ترکیب باقی نہ چھوڑے گا اگر اس کل دوری کے درمیان
ریلوی بھی تعمیر کرائی جاے تاہم باشندون سے اسکی حفاظت کرنیکی
ضرورت پڑیگی ہان اگر ریلوے تعمیر کرائی جاے تو البتہ امید کیجا سکتی ہے کہ
اوس سے کچھ آمدنی ہو الغرض وہ کل دقتین جو روس کو ہندوستان تک
پہونچنے مین پیش آوینگی سرکار انگریز کے حصہ مین آجاوینگی۔

یہان بڑی بھاری دقت جو ایام جنگ مین پیش آسکتی ہے باربرداری کی ہے
پس مذکورہ بالا وجوہات سے افغانستان کا الحاق ایک سخت غلطی ہے اس لئے
خطرہ و خرچ تو بہت زیادہ ہوجاویگا مگر اسکا معاوضہ کچھ نہ حاصل ہوگا۔
دوسری جانب یہہ دلیل پیش کیجاتی ہو کہ اگر انگریز ہرات پر دخل نہ کرینگے
تو روس ضرور کرلیگا جنگی کاروائی کے لحاظ سے ہرات نہایت عمدہ مقام
ہے وہ ایک ایسے موقع پر واقع ہے جہان سے ایک فوج بہت بڑا سامان
رسد و توپون کو لئے ہوئے بآسانی ہندوکش کو عبور کرسکتی ہے۔
علاوہ برین ہرات کے گرد و نواح کا ملک نہایت زرخیز ہے وہ دشمن کے
ہاتھ مین آکر ایک ایسا مقام بن سکتا ہے جہان سے وہ بسہولت ہندوستان
پر حملہ کرسکتا ہے۔ چونکہ ہرات ایک بڑا بازار ہے یہان تجاران کے
ذریعہ سے کافی سامان رسد میسر آسکتا ہے پس اول تدبیر یہہ ہونا واجب ہے

کہ وہ غنیم کے کبھی ہاتھ مین نہ آنے پاوے چونکہ ہرات پر قبضہ کرنا اُن صاحبون کی غرض سے جو کل ملک کو ملحق کرنا واجب سمجھتے ہین اس طور پر اُنکے لیے یہہ ایک بڑی مشکل ہے کہ ہرات سے کیا بندوبست کرین جو باقی اور دو نہ اُنکے موئید ہین اگر ہرات موجودہ حالت مین ترک کردیا جاوے تو یہہ روشن ہے کہ روس کی عملداری قریب ہے وہ جلد موقع پاکر اسپر اپنا قبضہ جمانے کی کوشش کریگا روس و انگلنڈ کے درمیان جنگ شروع ہونے پر روس اول ہرات پر قبضہ کریگا اور جب ایک دفعہ اسکا قبضہ وہان جم گیا تو پھر انگلنڈ کو اوسکا وہان سے ہٹانا دشوار ہوجاوے گا اور جب ہرات روس کے قبضہ مین ہوجاوے گا تو وہ اپنا وقت دیکھتا رہیگا جب وہ اپنے تئین انگلنڈ سے جنگ کرنے کے قابل سمجھیگا اور جسوقت وہ چاہے گا ہند پر چڑھ آویگا اس صورت مین سرکار انگریزی کو روس سے اوسوقت بالضرور جنگ کرنا پڑے گا جسوقت وہ اپنا پورا موقع دیکھے گا دونون کے درمیان اول مقابلہ یا تو قندھار کے سامنے غالباً خشکاب تنگہ مین یہہ بھی مقام ہے جہان جنرل بروز ایوب خان کی یورش سے مضطر ہوکر مقیم تھا یا دریای ہلمند کے کنارے ہوگا یہہ دریا اکثر اوقات پایاب ہوجاتا ہے لہذا محافظت کے لیے درست سرحد نہین ہوسکتا گو جب طغیانی پر ہوتا ہے تو ایک نہایت زبردست روک ہوجاتا ہے اگر قندھار کے پیچھے جنگ ہو تو دشمن کو رسد جمع کرنے کے لیے عمدہ موقع حاصل ہوجائیگا اور اوس صورت مین وہ اس شہر کو اپنے لشکر کا صدر مقام بنائیگا اسمین کلام نہین کہ جب روس قندھار تک پہنچ جائیگا تو کل ہندوستان پر بد اثر پیدا ہوگا یہہ بھی کہا جاتا ہے کہ اگر انگریز روس کی آگے بڑہی ہوئی فوج کو

قندہار کے شمال مین شکست دینگے تو اوسکی چڑہائی وہان سے ختم ہوجائیگی لیکن اگر جانب جنوب شکست دیجائیگی تو انگریزون کو نہ صرف قندہار واپس لینا پڑے گا بلکہ اون کل مقامات پر جنگ کرنا پڑے گا جہان تک کابل کی طرف غنیم اپنی فوج کو بڑہا لایا ہوگا۔

ان وجوہات کے لحاظ سے ملک کو فی الحال سرکاری عملداری مین کرنا عبث ہے گو یہہ نہایت ضرور ہے کہ ہرات کا حاکم سرکار کا سچا دوست ہو اور سب طرح سے قوی و مضبوط ہو اور دل مین یہہ بخوبی یقین رکہے کہ سرکار اسکی کاروبار حکمرانی مین مطلق دخل نہ دیگی تاوقتیکہ وہ اسکا رفیق رہیگا اور وہ ہمیشہ سرحدی معاملات سے سرکار کو برابر اطلاع دیتا رہے۔

اور جسکو سرکار روس کے حملہ ہونے پر زر و ہتہیار و سپاہ سے مدد دے ایوب خان فی الحال ہرات کا حاکم ہے وہ صرف سرکار کا قاتل دشمن ہی نہین بلکہ سخت ظالم بہی ہے ہرات پر فی الحال بدعملی طاری ہے۔

کابل کے گرد و نواح کے ملک کو عملداری سرکار مین شامل کرنے سے بعوض فایدہ کے بہت زیادہ نقصان ہوگا کیونکہ وہان بہت بڑی فوج کے رکہنے کی ضرورت ہوگی لہذا بہت زیادہ صرف کرنے کی بہی حاجت ہوگی اور اسمین کلام نہین کہ ایک مدت مدید تک مختلف اقوام کے خلاف یورش کرنیکے بعد اختیارات سرکاری خاطر خواہ قایم ہونگے اس مین شک نہین کہ وہ درہ خیبر اور شترگردن پر قبضہ رکہنے سے سرکار کا رعب و داب حاکم کابل پر بخوبی قایم رہ سکتا ہے۔ یہہ کل نقص افغانستان کو سرکاری عملداری مین ملحق کرنے کے مختصرًا بیان کیے گئے۔

دوسری تدبیر یہہ ہے کہ افغانستان مین ایک یا زیادہ سردار کو جنگی کے

ساتھ قایم کرکے سرکار انگریز اپنی فوج کو باترتیب سرحد کے پار لے آوے اور قندھار کو خواہ قبضہ مین رکھے خواہ نہ رکھے۔ باترتیب سرحد کا خط کھینچنے مین وہ کل ملک آجائیگا جو خیبر سے کوئٹہ تک ہے اور جسمین رہگذر خیبر۔ اور اضلاع کورم و سیبی و پشین شامل ہین

سر رالیس کی راے ہے کہ سرکار انگریز کا اصل مدعا یہ ہے کہ ہندستان کی شمالی و مغربی سرحد پر ایک مضبوط و آزاد و دوست حاکم رہے مگر اوسکی طرف کوئی زیادہ بھاری ذمہ داری سرکار پر نہ رہے عہدنامہ گنڈمک کی روسے سرکار انگریز کے قبضہ مین باترتیب سرحد آگئی یہ ایک ایسی درست بھاری سرحد ہوگئی ہے کہ جسکے باعث کل افغانستان پر ان کا رعب قایم رہیگا اور امیر ہمیشہ انگریزون کا دوست بنا رہےگا۔ وہ انکی صلاح اور رعب کے باعث اپنی بادشاہت مین سابق حکام ملک کی نسبت زیادہ مضبوطی کے ساتھ حکمرانی کرسکیگا۔ اوسوقت یہ مشکل اس طور طے ہوئی اور قندھار پر قبضہ رکھنے کی بابت جنگی و کفایت شعاری و انتظام کے لحاظ سے راے مین اختلاف ہے تاہم عہدنامہ گنڈمک تحریر ہونے کے وقت سرکار نے اس خیال سے کہ امیر ناراض ہوگا۔ اور ہرات پر مضبوطی کے ساتھ قبضہ نہ کرسکیگا۔ قندھار پر دخل رکھنے کے قصد کو ترک کردیا باترتیب سرحد پر دخل رکھنے سے یہ مشکل معاملہ طے ہوا۔ جس دلائل کی بنا پر ۱۸۷۹ع مین قندھار ترک کردیا گیا وہ اب موزون نہین رہین۔ کیونکہ اب کوئی ایسا نہین جسکے تحت مین قندھار چھوڑا جاے۔ بدنصیبی سے امیر کے اختیارات ہنوز ملک مین خاطر خواہ قایم نہین ہوے مالگزاری ملک سے وصول نہین ہوتی اسکا دار الخلافت بھی محفوظ نہین۔ لہذا وہ فی الحال ایسے حالت مین نہین کہ اگر سرکار قندھار

خالی کردے تو دوسرا ... اختیار قائم رکھ سکے۔ ایوب خان غالباً چند مہینون مین **قندھار** پر یورش کرکے دخل جما لیگا اور امیر تو اسکو نہ شکست دے تو ملک جسپر حاکم کے تحت مین ہو جائیگا جو انگریزون کا جانی دشمن ہے۔ پس اس قندھار خالی کردینے کے بعد یہ کیا بد انجام ہوگا۔ اگر انکو افغانستان مین دوست مضبوط حاکم بنانے کی حاجت ہوگی تو ضرور ہے کہ کبھی نہ کسی صورت مین وے اوسکی مدد کرینگے اگر وے اسکی امداد نہ کرین تو یہ ممکن نہین کہ کوئی آئندہ حاکم افغانستان انکا دوست ہو کیونکہ موجودہ امیر اونکی اعانت کا زیادہ مستحق ہے اگر سرکار قابل خواہ اسکی امداد کرے تو غالباً ضرور ہوگا کہ وہ دوسرے جنگ مین تنہا رہے۔ اگر صرف زر نقد ہتیار سے ہی امیر کی امداد کی جاویگی تو بھی حالات ملک سے اطلاع دینے کے لیے سرکار کے ایجنٹ رہنے کی حاجت ہوگی۔ ہنوز جو کچھ خبر کابل سے ملتی ہے نہایت ناقابل اعتبار اور اطمینان ہوتی ہے

ذیل مین چند رائین **قندھار** کے بارے مین درج ہین

سر رچرڈ ٹیمپل کی رائے ہے کہ قندھار کا موقع ایسا ہے کہ بہ صورت اسپر دخل قائم رکھا جاوے اسکے گرد و نواح کی زمین کل ایشیا مین سب سے زیادہ زرخیز اور قابل کاشت ہے وہان کی پیداوار نہایت خوب و کثرت ہوتی ہے **جنرل بڈلف** نے ایک لکچر مین جو رائل یونائیٹڈ سروس انسٹیٹیوشن کے جلسے کے روبرو دیا گیا اپنی یہ رائے ظاہر فرمائی کہ سرکار کی عملداری کی سرحد مین قندھار شامل رہنا چاہیے اور دریائے ہلمند تک وجوہات ذیل کے لحاظ سے حد بنا لینا مناسب ہے

اول یہ کہ جو دشمن ہندوستان پر حملہ آور ہوکر آویگا وہ کل ہلمند

سے گرد و نواح پر قبضہ کریگا یہان خاص مقام گرشک ہے لیکن یہ باسانی
محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔ دشمن اسکو ترک کرے اور دریاے ہلمند کے
شمال مین جاکر اسکو عبور کریگا مگر اسکی فوج کا دایان حصہ محافظون کی توپون
کا نشانہ بنے گا لہذا اسکو اس جگہ پر دخل کرنا واجب ہوگا

ہلمند اول حملہ کے لیے پہلی روک ہوگی اور خشک نخود سپید
اور عطا کریز دوسری روک انکی وجہ سے محافظون کے دخل مین قندہار
اور اوسکے گرد و نواح کا زرخیز ملک تیار رہیگا اور حملہ آور فوج ایک بنجر
اور اوسر پہاڑی ملک مین رہے گی اور اوسکو سامان خورش
ہرات کے علاقہ سے طلب کرنا پڑیگا۔ مذکورہ صدر وجوہات پر جنرل
ہڈلف کی راے ہے کہ قندہار پر دخل رکھنا نہایت ضرور ہے اگر ہمکو
قندہار کو ترک کر دیں تو اوسکے بعد دوسرا ضروری مقام خواجہ عمران
کا پہاڑ ہے یہ سلسلہ جو کوئٹہ سے پشین کی طرف واقع اور جس کے
درمیان ہوکر خاص خاص سڑکین درہ بولان اور قندہار کو
گئی ہین اصل روک ہو سکتا ہے۔

جنرل ہڈلف کہتا ہے کہ میدان پشین کے شمال و شرق کے گوشہ
مین بلوزی سب سے زیادہ ضروری و عمدہ مقام ہے یہان سے خوبصورت
وسیع وادی کوئٹہ اور پشین کی جانب شروع ہوتی ہین اس مقام
کے قریب دو رہگذر کوہستان مین جہان سے ژوب و بورے
اور تال کو جاتی ہے کوئٹہ کی سڑک پر تیرا میل جانب جنوب مقام گوال
سے سیبی اور تال کی سڑک شروع ہوتی ہے کوئٹہ سے ان درون
پر خاطرخواہ اختیار نہین رہتا مگر بلوزی پر دخل رہنے سے بخوبی رہتا ہے

یہان پیدا وار بکثرت ہوتی ہے اور آب و ہوا بھی صحت بخش ہے۔
علاوہ ان اصحاب کی راے کے جنہون نے بچشم خود ملک مین ہر موضع کو دیکھا
ہے اور جو اس بارے مین راے دینے کے بخوبی لائق ہین لارڈ نیپیر مگدالا
اور کرنل ہملی کی بھی یہہ صلاح ہے کہ جنگی کارروائی کے لحاظ سے قندہار
نہایت ضروری مقام ہے۔ اسپر دخل رکھنا نہایت ضروری ہے۔ اگرچہ
اسپر دخل رکھنے سے خط سرحد شکست ہوتا ہے تاہم وہ موقع نہایت عمدہ
زرخیز زمین پر واقع ہے۔ باشندگان صلاح پسند اور دوست ہین یہان
سے ہرات کی کارروائی پر بھی بخوبی نگاہ رہ سکتی ہے۔
لارڈ لٹن سابق نائب السلطنت اور چند دیگر صاحب کی بھی یہی راے تھی
کہ اس مقام پر دخل رکھا جاوے۔ قدیم سرحد کی نسبت باترتیب سرحد حال
کے حاصل کرنے سے سرکار کو بہت عمدہ موقع نصیب ہوگا۔ ایام صلح مین
عمدہ موقع حاصل کرنے و قلعہ بندی و آمد و رفت کی سڑک درست رکھنے
اور ریلوے طیار ہو جانے سے بوقت ضرورت سرکار بہت کم تکلیف اور
صرف سے اپنی فوجون کو جہان چاہے گی فی الفور پہونچا سکے گی اور علاوہ برین
ملک کے ہر گوشہ سے و نقطہ سے واقف رہے گی حملہ آور غنیم کو اپنے
صدر مقام سے کئی سو میل فاصلہ پر ان تنگ کوہستان درہ و گھاٹی اور
خندقون کے درمیان جنگی باسانی حفاظت کر سکتی ہے حملہ کرنا پڑیگا یہہ مقامات
اکثر لورشس مین قابل ثابت ہوے ہین گو دیگر حملہ آور ان ہند ان کو
بامشکل عبور کر کے چلے آتے تھے۔ شاہان سلف نے ان پہاڑی مقامات پر دخل
رکھنے کی مشکل و صرف کے خوف سے یہان حملہ آور غنیم کو روکنے کے کبھی
کوئی فکر نہین کی بلکہ اپنی افواج کثیر کے بھروسے پر رہے۔ یہہ بھی وسم

اکثر غلط ثابت ہو چکا ہے یہاں یہہ اظہار کرنا واجب ہے کہ انگریز اپنے شایستہ حکام و قوت و سامان حرب کی بدولت شمالی و مغربی سرحد کو بہ نسبت دیگر سابق شاہان ہند کے بہت کم وقت و صرف سے حفاظت کر سکتے ہین

تدبیر سوم جسکو گورنمنٹ حال کیا چاہتی ہے یہہ ہے کہ جسقدر ملک اب فتح کر کے علمداری سرکار مین ملحق کر لیا گیا ہے ترک کر دیا جاوے اور قدیم سرحد قایم رکھی جاوے اس پالیسی کی بنا اس خیال پر ہے کہ وہ ترتیب سرحد اور قندہار ایسی ہین کہ جب سرکار چاہیگی ان پر آناً فاناً مین دخل کر لیگی لہذا ان پر برابر دخل رکھنے کا اور سال بسال صرف کثیر کرنے کی بہ نسبت بہتر ہے کہ جب ضرورت ہو ایک مرتبہ خرچ کر کے دخل کر لیا جاوے۔ یہہ بھی کہا جاتا ہے کہ جنگ گذشتہ سے سرکار کی قوت کا اظہار افغانستان پر بخوبی ہو گیا ہے اور سب کو یقین کامل ہو گیا ہے کہ حکام افغانستان کی بہر صورت اس مین بہتری ہے کہ وے سرکار کے خیر اندیش اور دوست بنے رہین۔ اس دلیل کے آخیر حصہ کے بارہ مین یہ جواب دیا جا سکتا ہے کہ گو حکام افغانستان سرکار سے رفاقت رکھنے کے فواید سے بخوبی آگاہ ہو گئے ہین مگر مختلف اقوام افغان ان فواید کو تسلیم نہین کرتے انہون نے باوجود جنگ گذشتہ مین متواتر شکست کھانیکے کچھ نصیحت حاصل نہین کی

یہہ بھی یاد رکھنا چاہئیے کہ اگر یہہ اقوام مناسب طور پر قواعد جنگی مین تعلیم دیجاوین اور درست ہتھیار پاوین اور لایق سردارون کے زیر فرمان رہین تو نہایت زبردست دشمن ہو جاوین یہہ صرف اس حالت مین سرکار

سے اختیارات سے خائف ہو سکتے ہین جب کہ سرکار وہان ہمیشہ رہ کر
مضبوطی کے ساتھ حکمرانی کرے اور ہر حکم عدولی کی واجب سزا دیتی
رہے ہمیشہ اسمین بڑا فرق رہتا ہے کہ ایک حاکم ہمیشہ زبردست حکومت
رکھے اور دوسرا کاہی ماسے یورش کرکے اپنی قوت کا اظہار کرے
یہہ غلب ہے کہ جلد یا دیر کرکے سرکار پھر ان مقامات پر قبضہ کرے
اور جب وہ سرکار کے دخل مین آجاوینگے تو سرکار پھر اسیحالت مین
ہوجاویگی جیسے جنگ گذشتہ کے وقت مین تھی ہان البتہ اب سرکار
اس ملک سے اور اوسکے کل معاملات سے ایسی ناواقف نہین ہی جیسے
اوسوقت تھی جب کہ اسکی پالیسی تھی کہ وہان کچھہ سروکار نہ رکھا جاوے
لیکن تاہم سرکار کو بوقت ضرورت تیار و رفیق میسر نہ آوینگے بلکہ برعکس
اوسکے دوبارہ ملک پر دخل کرنے سے باشندگان انگریزوں سے
برگشتہ ہوجاوینگے اور افغان ان سے نہ صرف نفرت ہی کرینگے بلکہ
جب ہندوستان پر حملہ کرنیکی امید ہوگی تو دشمن کے شریک ہوجاوینگے
اس سے سرکار انگریز کا خطرہ اور بھی بہت زیادہ ہوجائیگا۔

یہہ بھی ظاہر ہے کہ اگر سرکار اسوقت افغانستان کو ترک کردے تو
پھر خانہ جنگی شروع ہوجاوے اور باشندگان مثل زمانہ سابق کے
مفسد و قزاق ویسے شروع ہوجاوین لیکن اب یہہ یقین ہے کہ سرکار
کی حکومت سے وہان کے باشندگان جان و مال کی حفاظت حاصل
کرکے اور تجارت مین سہولت پاکر رفتہ رفتہ صلح پسند ہوجاوینگے
جبکہ وہ جنگی اقوام جو صلح کے فنون و کاروبار کے عادی نہین ہین
سرکار کے ماتحت جنگی قواعد سیکھکر عمدہ سپاہی بن جاوینگے اس تدبیر

مین یہہ ایک اور سبب ہے کہ جب ضرورت پیش آویگی ملک پر دوبارہ دخل کرنا پڑیگا کیونکہ روس سے سرکار کو یہہ خوف نہین ہے کہ وہ ہندوستان پر عظیم الشان فوج چڑھالاویگا بلکہ یہہ ہے کہ جب اوسکو انگلنڈ سے مخالفت کرنا منظور ہوگا وہ سپاہیون کی ایک قلیل فوج کو افغانستان کو روانہ کردیگا اور سرحد ہند کی طرف بڑھتا ہوا دیسی لوگون کی نوبت قایم کرلیگا اور وہان کے سردارون سے رفاقت کرکے جنپر سرکار کا کچھہ اختیار نہین ہے اون کو زچ اور تنگ کریگا اور چہار طرف اپنے ایجنٹ روانہ کرکے سرکار کے خلاف وطنی اور مخالفت و برگشتگی پیدا کردیگا اور ان تمام فسادون سے وزرا سعینٹ پیٹرزبرگ اپنے نتیجہ بری بیان کرینگے بس اس طور سے وہ سرکار کے لیے سخت بیچینی پیدا کردیگا اور جنگ کے لیے طیار ہونے کو مجبور کریگا اور افغانستان پر پھر قبضہ کرنے کے لیے صرف کثیر کرائیگا اور یہہ سب صرف اس خیال و انداز سے ہوگا کہ یورپ مین جنگ ہونے کا یہہ احتمال ہے اس مین روس کا ایک حبہ صرف نہ ہوگا مگر انگلنڈ کی قوت زیادہ زایل ہوجائیگی۔ ان امورات پر **سر جمیس سٹفن** اور **سر بارٹل فریر** اور چند دیگر لایق مدبرون نے نہایت لیاقت کے ساتھہ تحریرات کیے ہین۔

دوسری دلیل جو لبرل گورنمنٹ نے **قندہار** ترک کرنے کے لیے پیش کی ہے دخل رکھنے کا خرچہ کثیر ہے **کورم** اور **خیبر** فی الحال ترک کردیے گئے مگر ہنوز کوئی درست و قابل اطمینان تخمینہ نہین ہوا کہ وہان دخل رکھنے مین کیا صرف پڑیگا۔ بعض صاحبون کی راے ہے

انتظام کا صرف خود اسی ملک سے وصول ہو جائیگا اور بعض کہتے ہین کہ ہندوستان کی آمدنی ہین سے وہ سب ادا کرنا پڑیگا وہان خاک نہ وصول ہوگا اس مین کلام نہین کہ اولا قندہار تک ریلوے تعمیر ہونے سے صرف کرنا پڑیگا اور اسکی آمدنی بہت تہ ہوگی لیکن چند عرصہ مین جب قندہار بخوبی تجارتی مقام ہوجائیگا تو دونون ملکون کی تجارت کو ترقی ہونے سے آمدنی مین اضافہ ہوگا ضروری سڑکون کی تیاری کرنے مین بہت زیادہ مشکل پیش نہ آویگی کیونکہ کپتان ہولڈنے جسکی پیمائش کی ہین افغانستان کی پیمائش ہوئی ہے رایل جاگرفیکل سوسائٹی کے روبرو بیان کیا کہ سڑک تعمیر کرانے مین کوئی مشکل نہین ہے بلکہ ہندوستان کی سرحد باہر ہوئی ہے اور زیادہ آسانی ہے۔

یہہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ بہت صورتون مین سرکار کی اس عرصہ قلیل کی حکمرانی مین قندہار مین بیشمار ترقیان ہوگئین اور رقبہ اراضی مزروعہ کا دوچند ہوگیا ہے۔

ملک کو ترک کرنے کے لیے دوسری یہہ ایک دلیل پیش کی جاتی ہے کہ پہاڑی راہین نہایت دشوار گذار ہین لہذا یہہ مناسب ہے کہ یہہ مشکلات دشمن کو طے کرنے کے لیے چھوڑ دیتے جاوین اور سرکار خود اسنے محفوظ رہے اسکے جواب مین یہہ کہا جاسکتا ہے کہ سرکار کبھی خاموش ہوکر نہ بیٹھے گی جب کہ دشمن قندہار و کابل اور جلال آباد مین فوجین جمع کرتا رہےگا اور سرکار اگر سکوت اختیار کرے تاہم دشمن کیلئے ان مشکلات کو طے کرنا کچھ دشوار نہین کیونکہ ایک راہ خیبر کے درمیان ہوکر بہت نزدیک ہے جمرود اور داکا کے درمیان پہاڑی راہ کا کل

طول صرف ۹۶ میل ہے اسمین عمدہ ہموار سڑکین بنی ہوئی ہین دوسری
راہون کے گذرنے مین بھی کوئی بڑی تنگی نہین ہے بشرطیکہ کچھ مخالفت نہو
ابھی حال ہین لارڈ نیپیر آف مگڈالا نے قندہار پر دخل رہنے کے
بارے مین ایک یادداشت ارقام فرمائی ہے جس سے جناب ڈیوک
اف کیمبرج اور دیگر صاحب تجربہ لوگون نے اتفاق ظاہر کیا ہے۔
کورم اور خیبر کی راہون کے ترک کرنے مین اسقدر ہرج نہین ہے
جیسا قندہار کے ترک کرنے مین متصور ہے۔
خیبر خصوصًا اس باعث خالی کردیا گیا ہے کہ اسکی آب وہوا موسم گرما
مین نہایت مضر صحت اور مہلک ہوجاتی ہے اور وہ سرحد سرکار انگلیشیہ
اسقدر نزدیک ہے کہ آناً فاناً اسپر دخل ہوسکتا ہے اسی طرح کورم
پر دخل رکھنے مین چند نقصانات ہین اسکے اکثر مقامات جہان پر فوج
رکھی جاویگی وہان کی آب وہوا نہایت ہی مضر صحت ہے اور ریلوی
تعمیر ہونے کی وہان جلد امید نہین علاوہ برین موسم سرما مین
شترگردن کی راہ تین ماہ تک بند رہتی ہے ان ایام مین اس جانب
سے کوچ کرنا بالکل غیر ممکن ہے اس راہ سے راولپنڈی سے
کابل پہونچنے مین خیبر کے راہ کی نسبت زیادہ عرصہ لگتا ہے تاہم اگر
سرکار کو روس سے جنگ کرنی پڑیگی تو وہان کچھ فوج کے مقیم کرنیکی
ضرورت ہوگی۔
ان معاملات کا انجام پردہ غیب مین پوشیدہ ہے آئندہ تواریخ
ظاہر کرے گی کہ جو رائین اسبارہ مین ظاہر کی گئی ہین ان مین سے کون
زیادہ قابل قدر اور صائب ہین لیکن تاہم ان لوگون کو جو اس ملک

سکے لیے جان و دل سے لڑے ہین اور جنگ گذشتہ کا کل صرفہ
ادا کیا ہے اسمین صبر نہین آتا کہ اس طور پر فتح کیا ہوا ملک کلیتہً ترک
کر دیا جاوے کہ جب ضرورت پیش آوے تو از سر نو اسکو فتح کرنیکیلیے
محنت کی جاوے

اور یہہ اسلیے کیا جاتا ہے کہ پھر خاموشی اور سکوت کی پالیسی اختیار کیجاوے
لیکن جب روس یہان تک بڑہ آیا ہے کہ ہر وقت جب چاہے لیلے
تو خود اس پالیسی کے موئید تک اب سکوت اختیار کرنے کی صلاح نہ دینگے

تمت

میدان کورم

صاحب موصوف لکھتے ہین اول منزل کوہاٹ سے خواجہ خضر
کی سولہ میل ہے آدہی دور تک سڑک ہے اور میدان سبزہ زار ہین
ہوکر راہ گذری ہے اسمین زرد زمین بھی اچھا ہے اور شیشم اور توت
اور لیلی مجنون اور گوندہ وغیرہ کے درخت سڑک کی دونون جانب لگے
ہین گولر کے درختون پر اکاس بیل کثرت سے پہیلی ہے باقی آدہا راستہ
نشیب و فراز کا پہاڑون پر سے ہے تردد زمین بہی یہان کم ہے پہاڑون
کے نشیب مین زراعت ہوتی ہے دور دور متفرق کہیت نظر آتے ہین
جہانکڑ کے درخت پہاڑون پر خشک کھڑے ہین اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ یہان کی زمین بالکل خراب اور بنجر ہے اکثر جواسہ کروندا بیری کے درخت
دیکھنے مین آتے ہین ۔
خواجہ خضر مین ہمارا کمپ پڑا یہہ مقام ایک باموقع خوشنما جگہہ ہے
ہری ہری گھاس اور توت کے سرسبز درخت سایہ دار تھے اور کمپ
کے قریب ہی ایک چشمہ جاری تھا یہہ چشمہ دریاے توی سے بہا ہے
اور بہت پانی اسکا پتھرون مین ہوکر بہتا ہے ۔
دوسری منزل ہنگو کی تھی جو تیرہ میل ہے چھوٹے پہاڑون کے میدان
سے یہہ راستہ گیا ہے اوسکے گرد اور بلند پہاڑون کا سلسلہ ہے یہان
پر وہی کریل اور جوانسہ اور بیر کے درخت بکثرت ہین تیتر اور خرگوش
یہان بہت ہین ۔ ضلع ہنگو کے باشندے بنگش افغان یعنی بنگاخ پٹھان ہین

یہہ مویشی پالتے ہین اور باغات رکھتے اور زراعت کرتے ہین۔ موضع ہنگو نہایت خوشنما طور سے باغات اور کھیت اور پانی باغون مین ہے ہنگو سے کاہی سولہ میل کے فاصلہ پر ہے۔

اس مقام کا راستہ پتھرون اور نشیب و فراز مین ہو کر گیا ہے اور دامن کوہ اور کرزئی مین بھی یہان کا پانی بہت سی خندقون مین ہو کر ہر طرف سے جاتا ہے۔ ہمارا کیمپ بلند مقام پر جو دو میل کے فاصلہ پر موضع کاہی سے ہے پڑا تھا۔ یہان پر بہت سے جھوپڑے پڑے ہین اور اوسکے قریب ہی ایک مربع قلعہ ہے اس قلعہ کے گرد حفاظت کے لیے پانچ چھہ برج ہین جس سے یہان کے لوگون کے عادات اور رجحان و مال کی بے امنی ظاہر ہے۔

مقام کاہی سے درسمند کو راستہ ہے یہہ مقام چودہ میل کشادہ میدان نشیب و فراز مین ہے جہان تردد کم ہے یہان سے دوسری منزل تھل کوہی یعنی تھل بلندخیل کو جو آخیر موضع برٹش عملداری مین اس جانب ہے اور مشرقی کنارہ دریاے کرم کے واقع ہے جو یہان تین سو گز چوڑا ہے اور پتھرون مین ہو کر بہتا ہے ماہ مارچ مین جب ڈاکٹر بلو صاحب یہان اوترے تھے تو گھوڑے کے سینہ تک پانی تھا۔

اول پندرہ سولہ میل بعد اوترنے دریا کے ڈاکٹر بلو صاحب تحریر کرتے ہین کہ ہماری راہ دشوار گذار پہاڑون مین ہو کر تھی جسکو دشت سنگ کہنا چاہیے مگر ادھر ادھر کچھہ سیاہی مائل پتھر نظر آتے تھے یہان پر کوئی جاندار چیز دیکھنے مین نہین آئی جسنر تد نہ پرندہ نہ انسان صرف دو تین جھاڑیان دیکھی تھین اس ویران مقام کو طے کر کے ایک اور مقام مین

پہونچے جسکا نام سرخوا تھا اس موضع کے لوگ قوم پٹھان
خٹک سے ہین انکو خود اپنا ملک چھوڑکر بوجہ نفاق کے یہان آباد ہونا پڑا
پچاس برس سے یہان آکر بسے ہین۔ گانون اور یہان کے لوگ بہت
مفلس ہین۔ اس سفارت نے بوگزئی ہین جاکر کیمپ ڈالا یہہ مقام الیس
میل تل سے ہے یہان پر تین چار مزرع جداگانہ ہین ہر ایک مین چار دیوار
اور برج ہین مقام سدہ یہان سے تیرہ میل کھیتون اور باغات مین ہوکر
ہین جو دریاے قرم کے کنارے ہین یہان سے کوہ سفید معلوم
ہوتا ہے یہہ بہت عمدہ سلسلہ پہاڑون کا ہے جس سے قرم کا میدان
کھائی خیبر سے جدا ہے یہان سے بڑہکر قلعہ کرم ہے یہہ سولہ میل
خوب آباد اور زرخیز ملک مین ہوکر ہے یہان کے باشندے توری
کی قوم سے ہین۔
قلعہ قرم سے چند میل اس طرف جس قلعہ کا نام اعظم بھی ہے ہمارا
راستہ وسیع باغ توت سے تھا یہہ درخت آسمان سے باتین کرتے
تھے۔ پہلے تو ایک پائین باغ تھا۔ اس پائین باغ کی نبا شاہجہان بادشاہ
نے کی تھی اور فیض باغ نام رکھا تھا اب صرف اوس عمدہ باغ کی علامت
پائی جاتی ہے سڑکین وغیرہ بہت کم دکھائی دیتی ہین وہان کی کھیتی سے
جسقدر سڑکون کے نشان پاے جاتے ہین وہ بھی نہ معلوم ہوتے
قلعہ قرم بہت وسیع ہے۔ آٹھ برج ہین اور گرد اوسکے عمیق وعریض خندق
ہے اسپر پل بھی بندہا ہے۔
قلعہ قرم کے گرد کی کیفیت حقیقت مین نہایت خوشنما ہے شمالی
جانب نہایت عظیم الشان کوہ سفید ایک دیوار کے مانند ہے پشتو زبان

ہین اس پہاڑ کو اسپنگڈہ کہتے ہین۔ یہہ پہاڑ میدان کورم اور میدان
نان کو ہر یعنی جلال اباد کے حد فاصل ہے جنوبی جانب اس عمدہ
پہاڑ کے تین درجہ معلوم ہوتے ہین جو درجہ سب سے اونچا ہے پہلے
اوسپر برف گرتی ہے۔ اوسکے دوسرے اور تیسرے درجہ تک
برف گرتی چلی آتی ہے دوسرا درجہ اس پہاڑ کا خوب سرسبز ہے
یہان پر جنگل مین ہرن اور بھیڑ بکری چرتی اور رہا کرتی ہین نیچے کے
درجہ مین بہت بڑا جنگل ہے جسمین بڑے بڑے عالیشان درخت ہین
بلوط وغیرہ کے درخت بہت ہین جنکی لکڑی نہایت کارآمد ہے اس
جنگل مین ریچھ اور چیتے اور لگڑبگھا یعنی گفتار اور نیدر اور پرند جانور
بہت سے اقسام کے رہتے ہین۔
جنوبی کنارے سے کوہ سفید کے سرسبز میدان قرم کا ہی اور اسی
نام سے ایک دریا بھی یہان بہتا ہے اس دریا کا پانی نہایت شفاف
ہے اور بلور کے مانند چمکتا ہے چونکہ برف سے پانی آتا ہے اسلیے
یہہ چمک اور صفائی اسمین ہے چپ و راست اسکے جو تٹے ہے وہ
نہایت سرسبز ہے۔
قرم سے قلعہ جیب کو سولہ میل کا فاصلہ ہے یہہ ایک سنگلاخ میدان
ہے بجز پتھرون کے اور کچھہ نظر نہین آتا۔ اسطرف یعنی درمیان قلعہ قرم
اور موضع پیوار کے میدان قرم اٹھارہ بیس میل چوڑا ہے اس
میدان مین ہوکر دریا بہتا ہے اوسکا نام بھی پیوار ہے دریا کے کنارون
پر بہت سی کھیتیان اور میوہ دار درختون کے باغات ہین اس فاصلہ مین
جابجا مواضع ہین اور سب مین چار دیواریان ہین ان مقامات مین جو غلہ

پیدا ہوتا ہے وہ رکھا جاتا ہے۔ جنوبی جانب میدان فرم کے نیچے پہاڑ ہین۔ اسپر جنگل اور درخت کم ہین اور شمالی جانب کوہ سفید عالیشان کھڑا ہوا ہے جسکی چوٹی پر برف ہے اور مقام سرسبز اور جنگل سب اسکے دامن مین نہایت خوشنما شاداب مقامات ہین کہ دیکھکر دلکو فرحت ہوتی ہے اور مواضع بھی نہایت اچھے یہان توت کے درخت بکثرت ہین۔ مشرقی جانب کچھ فاصلہ سے جنوبی جانب یہہ میدان گھوما ہے یہان سے کیفیت نہین معلوم ہوتی کیونکہ سفید کوہ اور خیبر کے پہاڑون کی آڑ ہے اور عقب مین قلعہ فرم ہے جسکے گرد وپیش مواضع ہین مغربی جانب ہمارے کمپ کے روبرو پہاڑ پیدا ہین جنپر ہوکر ہمکو گذرنا پڑیگا۔ اس سے آگے بڑھکر منزل علی خیل کی ہے جو یہان سے اٹھارہ میل ہے اس پہاڑ کی صورت مثل کوہ البین کے ہے جو قوم جہیس یہان رہتی ہے اوس نے گھاٹی سے نہ گذرنے دیا وہ بہت مخالف تھی لہذا اُنکو ہٹکر جانا پڑا اور وہان سے مقام روکین پر منزل تمام کی اوسکی نسبت یون لکھا ہے کہ جس پہاڑ سے آج گھومنا پڑا وہان نہر ملے لیکن یہہ کمزور معلوم ہوتے ہین کیونکہ اکثر پہاڑ گر گیا ہے روکین کے پاس پہاڑ ایسے مل گئے ہین کہ صرف ایک تنگ گھاٹی ہوگئی ہے یہان ایک دریا بہا ہے لیکن بہت خفیف روانی اسکی ہے اور پانی اُسکا دریا سے ہر باپ مین جاتا ہے اس پہاڑ کے اوپر کے درجہ مین تو برف بھری تھی اور دوسرے درجہ مین جنگل تھا۔

روکین مین ایک مقام پر کمپ پڑا جہان زمین افتادہ تھی اور گرد اوسکے کھیت مزروعہ تھے یہان سے ایک بہت بڑا دریا نکلا ہے اور گھاٹی مین ایک بلند چوٹی سفید کوہ کی ہے جو برف سے ڈہکی ہوتی ہے اسکی بلندی

کو دیکھکر خوف آتا ہے۔ زراعت یہان کم ہوتی ہے مگر غلہ اور میوہ پیدا ہوتا
روکین سے مقام ہزارہ یا اونچا مرغا ہے یہ راستہ بالکل گھاٹی مین ہے
اور دوسو گز کی چڑہائی تک برابر چیڑ ہی کے درخت ہین آگے بڑہکر گھاٹی
سے ایک چھوٹا سا میدان ہے جو ملک گرد ہزارہ یا اونچا مرغا کے ہے
جو نام غلزئیون نے رکھا ہے یہ شمالی مشرقی جانب ایک برابر میدان
مین لیٹا ہے یہ ملک طول مین بہت ہے اور عرض مین بہت کم۔ چھہ مہینے
سے زیادہ عرصہ تک برف باری ہوا کرتی ہے۔ ایام گرما مین یہان قومین
آتی ہین اور قیام کرتی ہین یہ قومین غلزئی کی ہین یہان ان کے مویشیون
کے لیے چارہ خوب ہے اور خود ان لوگون کو بھی میدان کی گرمی سے
امن ہے۔

یہان سے توشی مقام کو اٹھارہ میل کی منزل پہاڑون پر ہے یہ گھاٹی بہت
دشوار ہے بعض مقام پر تو گھاٹی پر اسطرح پہاڑ جہائے ہوے ہین
کہ یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اب گرے اب گرے اون کو دیکھکر روح پرواز
کرتی تھی کہ اب یہان سے زندہ نکلنا دشوار ہے بعض بڑے ٹکڑے
پہاڑون کے ایسے ایک دوسرے سے ملے ہوے کھڑے تھے
کہ اونکے گرنے کا خوف ہوتا تھا ان سے ایک قدرتی دروازہ بنگیا تہا
اس دروازہ سے نکلکر ایک میدان ملا وہان بھی عجیب کیفیت دیکھی عرض
تو یہان اٹھارہ بیس فیٹ تھا اور طول اسّی فیٹ ہوگا جب دراستہ پچاس
ساٹھہ فیٹ بلند تھا یہہ اسس قدرتی دیوار کے پہاڑ پر نشیب تھا یہ قدرتی
دروازہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی عمدہ کاریگر کا بنایا ہوا ہے یہان پر ایک چشمہ
پانی کا صاف بہتا ہے۔ اس چشمہ مین رنگا رنگ کے پتھر ہین بعض پتھر نہایت

خوبصورت تھے یہہ بات قابل غور ہے کہ پانی نہایت صاف اوسمین ایسے
خوشنما سنگ ریزے پڑے ہوے تھے اوسوقت عجیب رنگ پیدا ہوتے
تھے آخر کار میدان مین پہونچکر سڑک نظر آئی اور مقام خوش ملا یہہ مقام
خوش نہایت آسودہ ہے رسد وغیرہ بخوبی میسر آتی ہے اس مقام سے آگے
بڑہکر کوئی دلچسپ مقام نہین ہے کابل یہان سے پچاس میل شمالی
جانب اور غزنی ستر میل جنوبی غربی جانب ہے ۔

جیکب آباد سے قندہار تک درۂ بولان کی راہ

۱ روجہان ۱۱ میل ۵ میل تک سڑک اچھی مضبوط ہے باقی ریتلی
اور دشوار گذار ہے سڑک دونون طرف ہموار اور سر میدان ہے
اور گرد ونواح کا ملک بالکل بیابان ہے سڑک کے کنارے کوئی گانون
نہین پڑتا روجہان کے قریب اونٹون کے لیے کچھ چارا ملتا ہے لیکن
گھوڑون کے لیے ایک تیا گھانس کا بھی نہین ہے تین کنوئین ہین
اور تینون مین پانی بکثرت اچھا ہے گانون نہین معلوم ہوتا لیکن دو
کچے مٹی کے مربع قلعہ ہین اور باشندون نے اونکو چھوڑ دیا
ہے یہہ حیدرا کے مغرب کی طرف واقع ہے ۔
۲ ۔ بارشور ۲۶ میل ۲۰ میل راستہ ہموار اور بیابان مین
سے واقع ہے سبزی کا چار یا پانچ میل بعد سے نشان تک معلوم
نہین ہوتا راستہ مین نہ کوئی گانون نہ جھونپڑا نظر آتا ہے یہہ موقع
مغرب اور شمال کی طرف واقع ہے جانب چپ کوہ حالہ صاف نظر آتا
ہے بارشور مین دو یا تین کچے قلعے ہین اونہین مین باشندے رہتے

ہین بیس بائیس چھوٹے کنوئین ہین جنکا قطر دو فیٹ ہوگا اور پانی بھی ایک فیٹ دو فیٹ ہوگا اور ایک نالے مین یہ واقع ہین جب دریا طغیانی پر ہوتا ہے تو ان مین بھی پانی آتا ہے اور وہی پانی گانون کے باشندونکے کام آتا ہے۔

۳۔ ¼ ۱۴ میل۔ ۳۰۰ گز ¼ ۵۲ میل سڑک اوسی بیابان مین سے جسمین سے کل کوچ ہوا تھا بہت دور تک واقع ہے آخر مین کسیقدر ملک بہتر ہوتا جاتا ہے اور چند مواضع ملتے ہین لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اون کے باشندے چھوڑکر چلے گئے ۵ چاہ نالے مین کھدے ہوے ہین اور یہہ نالہ میرپور کے نیچے ہے۔ اشجار ثمر عشق کا ہجوم شہر کی فصیلون کی باہر ہے اور بعد دو روز کے سفر بیابان کے دلکو تازگی ہوتی ہے۔

۴۔ استاد ¼ ۱۲ میل ¼ ۶۵ میل قاسم کوٹ کے نزدیک سڑک بہت خراب اور شکستہ ہے قاسم کوٹ سے گھاٹیان برابر دریاے ناری کے کنارہ راست پر کچھہ دور تک چلی گئی ہین اور بالکل بیابان ہے تا وقتیکہ استاد کے نزدیک پہونچین اسکے گرد گیہون کے کھیت نظر آتے ہین اور قبل کے بیابان کی نسبت نیا ملک معلوم ہوتا ہے ایک عمدہ صاف نہر دریاے ناری سے ہماری خیمہ گاہون کے نزدیک ہو کر گذرتی ہے اور پانی بہت عمدہ ہے مغرب کی طرف بہت گنجان پہاڑ نظر آتے ہین استاد دیگر موضع کے موافق نیا ہوا ہے اور گرد مین اونچی کچی فصیل ہے اور جابجا فصیلین اور برج ہین تاکہ کچھران اور بلوچ ڈاکہ زنون کے حملہ سے محفوظ رہین یہہ لوگ کہاڑاسی اوترتی ہین اور جو کچھہ شہر مین پاتے ہین لے بھاگتے ہین۔

۵۔ بھاگ ۹ میل ۵ فرسنگ ۔ ۵ء میل سڑک بہت تنگ ہے اور گڑھے پڑے ہوئے ہین اول چار پانچ میل تک ملک بیابان اور غیر مزروعہ ہے لیکن بعد ازان بہت عمدہ گیہون کے کھیت نظر آتے ہین چھ میل کے بعد دریاے ناری ملتا ہے ۔ بھاگ سے ایک میل ادہر خیمہ پڑے شہر بھاگ کے گرد ایک کچی فصیل ہے اور شکستہ بھی نہین ہے بازار عمدہ ہے گھاس کم ملتی ہے لیکن پانی بہت ہے ۔

۶۔ میحصار ۹۱ ۔ میل ۔ ۱۹ میل سڑک اچھی ہے لیکن راہ مین گڑھے نالے اور خشک نہرین ملتی ہین ان مین سے ایک کے پار ہونے مین گھوڑے گلے توپخانہ کو بہت مشکل ہوئی تھی ہماری خیمہ گاہ سے آدہ میل پر ایک ندی دریاے بولان کی شاخ ہے اور اوسی کے کنارے پر موضع میحصار واقع ہے یہ ندی تیس یا چالیس گز چوڑی ہے اور وسط مین بہت عمیق ہے رسالہ کے برگیڈ کے لیے یہان گھاس خوب ملگئی ۔ موضع کے گرد بہت عمدہ گیہون کے کھیت ہین لیکن اونٹون کے لیے چارا بہت کم ہے صرف جھاؤ ملتا ہے

۷۔ نوشہرہ ۔ ۱۶ میل ۱۰۷ ۔ میل تک سڑک بہت عمدہ ہے اسکے بعد ایک پستہ سلسلہ پہاڑ مین یہ سڑک داخل ہوئی ہے اور تین چار میل تک اسی گھاٹی مین چلی جاتی ہے یہان سڑک بہت خراب ہے اور دو تین گہری نہرون پر سے گذرتی ہے دریاے کھاری بھی ملتا ہے لیکن وہ اب خشک تھا اسکے بعد سڑک اچھی ہے نوشہرہ کے گانون کے سامنے سڑک کی جانب خیمہ برپا ہوے ۔ نوشہرہ ایک صاف موقع پر واقع ہے اور گرد اسکے ایک کچی فصیل ہے ۔ یہ فصیل شکستہ بھی نہین ہے ۔ چاہ نہین ہے لیکن ایک تالاب ہی جو ہماری خیمہ گاہ کی نشیب پر واقع ہے اور ہمارے

مطلب کے لیے کافی ہے حکم ہوا ہے کہ دریاے بولان کو کاٹ کر پانی
اس تالاب مین گرایا جاے اس صورت مین پانی بہت ہو جائیگا۔ گھانس ملتی
ہے لیکن اونٹون کے لیے چارا نہین ملتا صرف لانا گھانس ملتی ہے اسکو
سواے پنجاب کے اونٹون کے اور کوئی اونٹ نہین کھاتا کیونکہ وہ نمکین
بہت ہے نواح کے ملک مین سبزی کا نام نہین کچھ کھیت گاون کے
گرد دکھائی دیتے ہین خیمہ گاہ سے شہر کا رخ شمال و مغرب ہے۔
۸۔ داوار ۶ میل۔ ۱۱۴ میل سڑک اچھی ہے اور ملک کشادہ ہے میجصار
سے اتنک پہاڑون مین کوچ کرتے چلے آتے ہین نوشہرہ سے پانچ میل
بعد دریاے بولان کو اوترنا پڑتا ہے اور مقابل کا کنارہ اونچا ہے توپون
کے چڑہنے مین مشکل ہوتی ہے باقی سڑک اچھی ہے۔ داوار ایک میدان
مین واقع ہے اور کچھ درخت بھی ہین اور عمدہ کاشت بھی ہے سراے کے
پاس سے ہوکر دریاے بولان گذرتا ہے دہانہ بولان یہان سے چار
میل پر مغرب کی جانب ہے سڑک دریا کے کنارے کنارے گئی ہے
اور چار مرتبہ دریا کے پار ہوتے ہین مغرب و شمال کی جانب ایک چوٹی
پہاڑ کی برف سے ڈھکی نظر آتی ہے۔
۹۔ کوہان ویلان۔ ۱۱ میل۔ ۱۲۵ میل خیمہ گاہ سے آدہ میل پر سڑک دریا
بولان مین اوترتی ہے اور چار میل تک راہ اوسمین سے ہے سڑک مغرب
کی طرف جاتی ہے اور اتنی دور مین دو ندیان ملتی ہین جو دو فٹ گہری ہین
پانچوین میل مین سڑک بولان پہاڑون مین داخل ہوتی ہے اور دو ندیان راستہ
مین ملتی ہین بعد ازان ایک میدان سنہ ہزار دراہی نام ملتا ہے قافلے
یہان ٹھہرا کرتے ہین دونون طرف کے پہاڑ خشک بید رخت ہین چڑہائیان

بہت دشوار نہین آ چکے کوچ مین درہ دوسو نین گز سے چوڑا کہین نہ تھا سڑک اچھی ہے توپخانہ بخوبی جاسکتا ہے۔ کوہان ویلان ایک پتھریلے کشادہ میدان مین واقع ہے دریا کے کنارے پر بھی گھانس رو تیدہ ہے بعض گھوڑے اوسکو کھاتے ہین اونٹون کے لیے چارہ نہین ملتا۔

۱۰۔ قط۔ ۱۱ میل۔ ۱۴۶ میل آج کے کوچ مین سترہ مرتبہ دریا کے پار ہوے سب سے گہری ندی ڈہائی فیٹ تھی پانی ڈیڑہ فیٹ سڑک پر توپین جاسکتی ہین۔ کوہان ویلان سے درہ کسیقدر تنگ ہے۔ لیکن تمام کوچ مین دونون پہاڑون مین اسی یا سو گز سے فرق کم نہ تھا بعد چھہ میل کے درہ چوڑا ہوتا ہے۔ اور قط پہاڑ جانب شمال اور جانب مغرب مڑ جاتے ہین اور کشادہ میدان خیمون کے لیے موجود ہے۔ دریا کے نزدیک دوب گھانس ملتی ہے اور ایک چشمہ بھی ہے لوگ پانی پیتے ہین یہہ گرم چشمہ ہی لیکن فی الحال یہہ سرد ہے چارا اونٹون کے لیے ملتا ہے چڑہائیان پہاڑ کی آسان ہین۔

۱۱۔ بیبی نینی۔ ۹ میل۔ ۱۷۵ میل۔ سڑک پتھریلے میدان مین سے گذرتی ہے پانچوین میل پر پست سلسلہ پہاڑ ملتا ہے اور بیبی نینی سے کستا جنوب و شمال کی طرف ہے یہان گھوڑون کے لیے لمبی گھانس ملتی ہے۔ اور اونٹون کے لیے چارا بہت کم دستیاب ہوتا ہے بعض پہاڑون کے نیچے چند چھوٹے ببول کے درخت نظر آتے ہین مغرب و شمال کی جانب پہاڑ ہین ایک درہ ہے جہان سے قلات کو سڑک پائین کوہل مین ہوکر جاتی ہے۔

۱۲۔ ابیگم۔ ۹ میل۔ ۱۸۴ میل۔ بیبی نینی سے مغرب و شمال کی جانب واقع

سے چار پانچ میل تک سڑک پتھریلے میدان مین واقع ہے۔ سڑک کے دونون طرف پہاڑ اول کوچ مین چارسو گز کے فاصلے مین ہین بعض پانچوین میل پر چوڑی ہو جاتی ہین بعد ازان ابگیم تک وسیع میدان وہان جاکر ساٹھ گز کے فاصلے پر ہو جاتے ہین اور چند گز کے بعد پھر کھل جاتے ہین ابگیم کے قریب چڑھائیان آسان گذار ہین اور اونچی نہین ہین۔ گھوڑون کو گھانس نہین ملتی اونٹون کے لیے تھوڑا چارا ہے

۱۳۔ سر بولان۔ ۱۰ میل۔ ۱۶۴ میل سڑک پتھریلے میدان مین سے ہے اور اسی میدان مین دریا بہا کرتا ہے پتھرون کے سبب سے توپخانہ کو بہت تکلیف ہوئی اور آٹھ آٹھ گھوڑے ایک ایک توپ مین جتتے ہین ۵ میل کے بعد دست راست کی طرف ایک کھجور کا درخت ہے اور اوسکے نزدیک چشمہ ہے چشمہ کے کنارے پر کچھ کھیت ہین خیمہ گاہ کے نزدیک بھی یہی چشمہ واقع ہے اور برابر ابگیم تک چلا گیا ہے وہان جاکر یہہ چشمہ زمین مین داخل ہوتا ہے اور زیر زمین بہتا ہے یہان تک کہ دریاے بولان مین کسٹا کے نزدیک جاکر ملتا ہے۔ آج سڑک مغرب و شمال کی جانب تھی مگر سڑک مین بہت موڑ ہین آخر کے دو تین کوچ آسان و متدارج چڑہائی پر ہوے تھے۔

۱۴۔ دشت بیدولت۔ ۱۴ میل۔ ۱۷۸ میل سڑک دن بھر پتھریلی ملی چوتھے میل پر درہ بہت تنگ ہے اور پہاڑ آٹھ سات چکر کھاتے ہین انمین سڑک ساٹھ فیٹ سے سو فیٹ تک چوڑی ہے اور پہاڑ دونون طرف سیدہے اوٹھتے ہین درہ بولان کے اس مقام پر لشکر روکا جاتا تھا اور یہہ آٹھ موڑ ایک میل لمبے ہین ساتوین میل پر ایک چھوٹا چشمہ پانی کا ملتا ہے

جسکا دوسان کا موہنہ نام ہے اسکے بعد درہ دوسو گز چوڑہ آجاتا ہے اور تا وقتیکہ چوٹی پر درہ کی نہ پہونچو اتنا ہی چوڑا رہتا ہے یہان سے چوٹی گیارہ میل ہے لیکن ایک سڑک اونچی پستو چڑہائی چڑہتی اور پھر دشت بید ولت مین اترتی ہے۔ تین میل کے فاصلہ پر ہماری خیمہ گاہ تھی دشت بید ولت مین خوشبودار چھوٹی جھاڑیان ہین اور اونٹ اون کو بہت شوق سے کھاتے ہین بہت ببول بھی دکھائی دیتے لیکن گھاس بہت کم ہے اور سیوائے چند چھوٹے تالابون کے پانی نہین میسر آتا۔

۱۵- سیراب - ۱۵½ میل - ۱۹۲½ میل سڑک دشت بید ولت مین چڑہتی اور اترتی ہے ملک ویسا ہی ہے جیسا پہلے بیان ہوا سیراب کے نزدیک چند کھیت ہین دریا کی جسر پر دشمن تھا و ہان پانی بہت ہے گھاس اور چارا کم جلانیکو لکڑی بھی کم ملتی ہے لیکن کئی گانون متفرق ہین اور اونکے گرد میوہ دار درخت ہین۔

۱۶- قطع - ۹ میل ۲۰۲½ میل سڑک ہموار و نرم زمین سے ہو کر گذرتی ہے زمین مزروعہ بہت ہے اور بہت گانون اور میوہ دار درخت نظر آتے ہین۔ قطع چھوٹا سا شہر ہے کچی فصیل گرد کچی ہے اور دو دروازے قلعہ بیچ شہر مین ایک پہاڑی پر بنا ہوا ہے۔ جو گیہون وغیرہ پیدا ہوتے ہین گھانس اچھی ہے اور بہت سے جلانیکی لکڑی کا بھی یہی حال ہے لیکن چارا کم ہے۔ قطع ملک شال کا پایۂ تخت ہے اور جیل ککارہ کا خوان یہان رہتا ہے موقع اسکا بہت خوبصورت ہے اور چارون طرف چھوٹے چھوٹے گانون میوہ دار باغ اور کھیت واقع ہین شمال و مغرب کی طرف قطعہ سے دریا ہے چانا واقع ہے اسکا پانی بہت شیرین ہوتا ہے

۱۷۔ کچلاق۔ ۱۲ میل ½ ۲۱۴ میل قطوہ سے کچلاق تک ملک پست
و تر ہے بہت سی نہرین اوترنی پڑتی ہین اونٹون اور ٹٹوون کو بہت
مشکل ہوتی ہے چھٹے میل پر سڑک آدھے میل تک بلندی پر چڑھتی ہے اور
پھر یکایک ایک دریا مین اوترتی ہے یہہ دریا دو پہاڑون کے بیچمین
واقع ہے اور جگہہ بہت تنگ ہے قریب سوگز کے چوڑی ہوگی اسطرح
سوگز تک چلی جاتی ہے اور اسکے بعد سڑک چوڑی سبز ملک مین اوترتی ہے
کچلاق کو دریا بہتا ہے ایک میل پر پہاڑ مین سے ایک چشمہ جاری ہوتا ہے اور موضع کچلاق کی نیچے سے
گذرتا ہے خیمہ گاہ گانون کے سامنے عمدہ خوش زمین پر واقع ہے گہانس اور سپار اس موسم مین کم ملتا ہے لیکر ادھر
کا چارا بہت ہے اگرچہ پانی خشک ہوگیا ہے خوشبودار جھاڑیان
تمام ملک مین پہیلی ہوئی ہین لیکن ہندوستان کے اونٹ اونہین
نہین کہاتے اور خراسانی اونٹون کو بہت پسند ہے خیمہ گاہ کے نزدیک
چند بڑے درخت جلانے کے لیے موجود ہین سیدہی سڑک گانون
سے دو میل پر مغرب کی جانب جاتی ہے لیکن کہیتون کے سبب سے
راستہ مین دلدل ہوجانے سے ناگذار ہے۔

۱۸۔ حیدر زئی۔ ½ ۱۰ میل ۲۲۵ میل ہر میل پر سڑک گڑہون اور
نالون پر گذرتی ہے اور اونٹون کو اور ٹٹوون کو بہت مشکل ہوتی
ہے سڑک پست پہاڑون مین کئی چکر کہاتی ہے اور کئی مشکل چڑہاو
اوتار بہی ہین لیکن زمین سخت اور اچھی ہے زراعت اونتی نہین ہے
جتنی کل کے کوچ مین دکہائی دی تہی تاوقتیکہ گانون کے نزدیک پہونچے
جو پہاڑ کے نیچے واقع ہے یہان آبادی نہین ہے گہوڑون اور اونٹون
کے چارہ کے لیے مشکل ہے اس مطلب کے لیئے جو خریدے گئے گانون سے

ایک میل پر پانی دریا مین ملتا ہے۔

۱۹۔ مہکل زئی۔ ۱۱ میل۔ ۲۳۲ میل کل کی بہ نسبت سڑک بہتر ہے مگر نالے اور گڑھے بہت ہین سڑک ملک پشین مین اوترتی جاتی ہے اسی ملک مین یہہ گانون بھی واقع ہے۔ مقام بڑا ہے اور کھیت بھی اردگرد بہت ہین گھانس و چارا کم ہے پانی دریا مین بہت ہے غلہ سب قسم کا اچھی طرح ہے۔ بکری بھیڑ بھی ملتی ہے۔

۲۰۔ اربنی کاوزہ۔ ۱۵ میل۔ ۲۵۱ میل ساتھ میل تک سڑک اچھی ہے اور توپین گذرسکتی ہین اکثر راہ مین ملک مزروعہ ہے ساتوین میل پر دریا سے نورا ملتا ہے آج کل یہہ خشک تھا لیکن کنارے بہت گہرے ہین اور چڑہنے مین بہت مشکل ہوتی سڑک کا مگر توپین نے گئے پانی دو فیٹ گہرا تھا آدہ میل دست چپ کی طرف دریا مین سے تہوڑی محنت سے توپون کے گذرنے کے قابل پل بن سکتا تھا چونکہ تھک گئے تھے لشکر دوسرے کنارے پر ٹھہرا اوسکو یہان گھانس نہ ملی اسلئے وہ آگے اربنی کارزکو جو یہان سے آٹھ میل ہے گیا سڑک اچھی ہے گردکے ملک مین جنگل گہرا ہے زراعت بہت کم ہے گانون کے نزدیک کسقدر کھیت ہین دریا بھی جاری ہے گھانس چارے کا وہی حال ہے جو پہلے تھا۔

۲۱۔ چامان چوسلے۔ ۲۰۔ ۲۷۱۔ میل برگیڈ الفنسٹری درہ کوہ چاک پر خیمہ زن ہوئی پانی چارا قریب ملتا تھا سڑک آسان گذار ہے دو تین چشمے اوترنے پڑتے ہین کہ موضع عبداللہ کالاکو پہونچ جاتے ہین یہہ موضع جنوب مغرب مین واقع ہے عاشق زئی قبیلہ کا سردار عبداللہ خان یہان رہتا ہے

دو میل پر خیمہ گاہ سے سڑک تنگ ہوتی جاتی ہے اور چار میل آگے تنگ بنلی گھاٹی ہوتی جاتی ہے بعد ازان چھوٹا خیمہ ملتا ہے یہان اوترنے کی چھوٹی سی جگہہ ہے ایک رجمنٹ اوتر سکتی ہے اور پانی چارا اسیقدر ہے سڑک کی دونون طرف بلندیان ہین لیکن ان پر آسانی سے چڑہا جا سکتا ہے اسکے بعد چڑہائی دشوار ہوتی جاتی ہے اور سڑک پہاڑ پر سے گذرتی ہے توپون کے لیے نہایت دشواری ہے چڑہائی ڈیڑہ میل ہے اور اسیقدر اوتار ہے یہہ راستہ بد ترہے صرف ایک توپ کو صدمہ پہونچا۔ اس درہ کی بلند ترین چوٹی ساٹھ ہزار فیٹ ہے اور تین میل کی سخت چڑہائی اور اوتار ہے اسکے بعد ایک سڑک نہایت خوبصورت ملک مین اوترتی ہے درخت اور جھاڑیان بہت ہین اور جاڑے کی کثرت ہے خیمہ گاہ یہان سے آگے دو میل ہے پانی چشمون سے ملتا ہے لیکن کم ہے صرف دو تین رسالون کو ایکدن کے لیے کافی ہے لیکن تین میل آگے بارانی تالاب ہے وہان پانی بخوبی رسالون کو مل سکتا ہے۔ قندہار کے میدان کے یہان سے دکھائی دیتے ہین۔

۲۲۔ ڈانڈ گوک زئی۔ ۱۴ میل۔ ۲۸۵ میل سڑک اچھی ہے زراعت سڑک کے نزدیک ہے جاڑے کا وہی حال ہے پانی کم ہے قدرتی دریا سے آتا ہے اور ایک تالاب مین جمع ہوتا ہے بارانی تالاب جنا ہین لیکن وہ خراب ہین خیمہ گاہ کے نزدیک ایک گہرا کنوان ہے پانی کم ہے

۲۳۔ فتح اللہ کا لا۔ ۹½ میل۔ ۲۹۴ میل سڑک بہت اچھی ہے اور راہ مین جنگلی رالی ملتی ہے یہہ چارا بہت اچھا ہے ۵ میل پر ایک بڑا ایجاری

چاہ سے نہ پانی سو فیٹ گہرا آب اسمین پانی نہین کہتے ہین کہ جب نادرشاہ
یہان تو لشکر کے لیے پانی نہ ملا وہ یہ کہکر سو گئے کہ جب مین اوٹھون
تو پانی ملے لشکر نے کنوان کہودنا شروع کیا جب بیدار ہوئے
تو پانی بہت تھا۔ فتح کالا ایک چھوٹا سا کچا قلعہ ہے تباہ او شکستہ
حال اوسکے پاس کنوئین ہین لیکن پانی ہمیزہ ہے اور کافی نہین۔
۲۴- میلا مانڈا۔ ۱۲ میل ½ ۳۰۶ میل سڑک پتھریلی اور خراب
ہے اوتار چڑہاؤ بہت سے خیمہ گاہ پتھریلے میدان مین موئی
سامنے پانی چشمہ تھا گھانس اچھی ملتی ہے لیکن چارا کم رسالہ کمی آب
کے باعث آگے بڑہ گیا۔
۲۵- لیلی مجنون ½ ۱۵ میل ۳۲۲ میل سڑک پتھریلی خراب علی الخصوص
توپون کے لیے خیمے لیلی مجنون کے نزدیک دریا سے ڈوری
کے پاس برپا ہوئے پانی بہت تھا یہان سے لیلی مجنون کا پہاڑ
شمال کی طرف ہے زراعت وچارا کم ہے لیکن جھاؤ کا جنگل
بہت ہے۔
۲۶- دیہہ حاجی ½ ۸ میل ½ ۳۳۰ میل سڑک معقول ہے۔ گاؤن
کے نزدیک خیمے بڑے گاؤن بڑے لیکن آبادی کم ہے گھر
اچھے بنے ہوئے ہین زراعت بہت ہے پانی بھی بہت ہے اور
اچھا ہے اور گھانس بہت ہے۔
۲۷- کوشہر۔ ۱۲ میل ½ ۳۴۲ میل سڑک عمدہ ہموار ہے کوشہر
سے ڈیڑہ میل خیمہ پڑے اور پانی بہت ہے۔
۲۸- قندہار۔ ½ ۷ میل۔ ۳۵۰ میل شہر سے ڈیڑہ میل سطرف

تھراکو شہر سے سڑک پہاڑی پر سے آتی ہے۔ اور تھوڑا حصہ اوتار
ہے لیکن ہم دست چپ کی طرف آئے۔
مخفی نرہے کہ شہر کابل قدیم آبادی ہے اور آب وہوا یہان کی ہر ایک
شخص کے مزاج کے موافق ہے اس شہر کو شاہ پشنگ بن ملوبن فریدون
نے آباد کیا تھا جسکی آبادی کو ایک دو ہزار تین سو تیس برس ہوئے
۲۔ قلعہ کابل نہایت استوار ایک چھوٹی سی پہاڑی پر واقع ہے اس
قلعہ کا نام حصار عقابین ہے اور کوہ عقابین اسکو کہتے ہین اس قلعہ
کے دامن مین شہلالہ نامی باغ ہے جسکو بابر شاہ نے ۱۵۲۵ء مین نصب
کرایا تھا نہایت پر فضا مقام ہے اور اوسی کے متصل جہان آرا باغ جسکو
۱۶۱۵ء مین جہانگیر بن اکبر شاہ نے تیار کیا تھا موجود ہے
۳ لب دریا مقبرہ بابر بادشاہ اور مرزا ہندال بن بابر و مرزا محمد حکیم بن
ہمایون شاہ نہایت عمدہ عمارتین قابل دید ہین۔
۴۔ شہر کابل کے نواح مین دو دریا نہایت نامی گرامی روان ہین ایک
نام دریاے السند رہے اور دوسرے کا نام جوے پل بستان پانی
ان کا نہایت شفاف اور خوش ذائقہ اور دافع امراض ہے۔
۵۔ لونان دامنہ کوہ نامی مقام کو کابل خورد کہتے ہین۔ اس سرزمین
مین پھول اور پھل رنگ برنگ خوشبودار اور خوش ذائقہ کثرت سے
ہین۔ اور مقامات لغمان اور کاہدرہ اور فرزہ اور استرنج اور ...
وغیرہ قابل دید اور لایق سیر ہین۔ یہان سلاطین سلف اکثر اوقات
واسطے تفریح طبع اور سیر کے آیا کرتے ہین۔
غوربند نامی ایک دیہہ ہے وہان پر لالہ نامی پھول بہت خوشرنگ

ہوتا ہے اوسکو اہل کابل لالہ بویا کہتے ہین اور بڑی قدر کرتے ہین۔
علاوہ اسکے ۳۲ قسم کا لالہ یہان پیدا ہوتا ہے جسکی رنگت کے روبرو
لعل بھی شرمندہ ہین اور کان لاجورد بھی اوسی مقام پر ہے تھوڑے
ہی فاصلہ پر رہگذر عرف خواجہ نامی ایک مقام ہے کہ وہان گاہ گاہ
اواز نقارہ خود بخود آجاتی ہے اور مقامات تونان ضحاک اور تومان
بامیان نشانات قدما کے آثار ہین اس مقام کے دامن کوہ مین
بارہ ہزار سردابی پختہ گچ اور نقاشی سے آراستہ زمانہ قدیم
کے بنے ہین وہان کے لوگون کا قول ہے کہ زمانہ سلف کے لوگ
ایام سرما مین اپنا مال اوسمین رکھکر آرام سے گذر کرتے تھے ایک
سردابی مین ایک نعش رکھی ہے اوس سے ایسا ثابت ہوتا ہے کہ
کوئی سو رہا ہے۔ بزرگون کا قول ہے کہ چنگیز خان کے لشکر کے
ایک سپاہی کی نعش ہے اس مقام پر ایک قلعہ ویران پڑا ہے کہ
اوسکی تمام عمارت برباد ہوگئی فقط احاطہ کے اندر ایک تالاب خوب
ہے مگر جب کوئی آدمی قلعہ کے اندر جاتا ہے تو اوسکے بدن کی
پوشاک سبز نظر آتی ہے اور باہر آنے پر پھر اصلی رنگت ہوجاتی ہے
اور تومان غزنی عرف زابل ایک مقام ہے جو زمانہ سلف مین شاہان
خراسان کا دارالسلطنت تھا اور حکیم ثنائی وہان مدفون ہے۔
اسکے متصل ایک چشمہ ہے جسکی نسبت اہل کابل کا قول ہے کہ اگر
کوئی پیشاب کردے تو فوراً بارش وبرف کا آغاز ہوجاوے
اور اوسی مقام کو جو قندہار کے قریب ہے دروازہ ایران کہتے
ہین۔

۶۔ نوگنڈہ عرف لوہارگل ایک مقام ہے کہ وہان ایک چشمہ ہے۔ اہل ہند اوسکو گنگا اور افغانی اوسکو بادہ خواب سچنہ کہتے ہین۔ اس چشمہ کا پانی مثل گنگا کے ہے اور توماں مستد۔ اور تومان اونلی نامی مقامات کو باشندگان کابل تنگ اور کافرستان کہتے ہین اور اس مقام پر قبر حضرت نوح علیہ السلام کے بہ رسمی لام کی ہے اور تومان نجراد نامی مقام مین چلغوزہ اسقدر افراط سے ہوتا ہے کہ وہان باشندگان بجاے چراغ کے جلاتے ہین اور یہان ایک جانور او ماہ پر نام ہوتا ہے کہ وہ اپنے مسکن سے ایک دو جست پرواز کرتا ہے اور ایک قسم کا چوہا بنام مشکیو موش کے ہوتا ہے

۷۔ تومان ننگ نہار و لداو تیہ پور ایک قصبہ ہے جسکا نام اکبر بادشاہ نے جلال آباد رکھا تھا اوسکے کنارہ پر انواع و اقسام کا میوہ خصوصاً انار انانی ہوتا ہے اور اس مقام سے چار میل کے فاصلہ پر قصبہ باغ صفا عرف چار باغ نام مقام ہے جہان ایک باغ بنام باغ وفا نہایت پرفضا اور دلکشا مقام بابر شاہ کا یادگار موجود ہے اوسمین انار بیدانہ بینظیر ہوتا ہے کافر ورہ یہان سے نزدیک ہے۔

۸۔ تومان بجور ثانی مقام سرحد کاشغر ہے یہان موسم گرما مین اسقدر گرمی ہوتی ہے کہ زندگی وبال ہو جاتی ہے اور سرما جاڑہ اسقدر پڑتا ہے کہ حیات محال ہے یہان دو قسم کے لوگ ہین ایک افغان اور دوسرے مغل۔ چنانچہ مغلون کا قول ہے کہ ہم اہل عرب ہین۔ جب سکندر رومی نے اپنی چھاونی یہان مقرر کی اوسکی ساتھ ہم لوگ آکے آباد ہوے۔ اور افغانی اپنے کو قدیم باشندے

گرواتے ہین اور مقام نو مان سواد کا شغر سے متعلق ہے پہول ہندو
ایران کے یہان بہت افراط سے ہوتے ہین اور نرگس و بنفشہ یہانکے
کے جنگلون مین ہزار ہا خود رو اُگا کرتا ہے۔ میوہ یہان کا شفتالو و ناشپاتی
مشہور ہے اور پرند باز جرہ شاہین بافراط اور عمدہ نسل کے ہوتے
ہین اور کان آہن بہی یہان ہے اس صوبہ مین اقوام ہزارہ اور افغان
بہت ہین۔ غزنین سے تا قندہار غلزاہ و شوار گذار اور پیچدار ہین۔

۹۔ افغان اپنے کو اسرائیل اور مورث اعلی کو افغنہ تبلاتے ہین اور
اوسکی اولاد مین کہتے ہین۔ کہ ملک طالوت کے دو بیٹے تہے ایک
کا نام ارمیا اور دوسرے کا نام برخیا جب ملک طالوت کا انتقال
ہوا اور اوسکی سلطنت پر داؤد علیہ السلام بعد قتل جالوت قابض
ہوے تو اونہین نے ارمیا اور برخیا کو حسب وصیت ملک طالوت
کے پرورش کیا۔ ان دونون کے دو دو بیٹے تہے ارمیا کا بیٹا
افغنہ اور برخیا کا بیٹا آصف ہوا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام سریر آراے
سلطنت ہوے تو آصف کو دستور اعظم بنایا۔ اور افغنہ کو سپہ سالاری
لشکر تفویض کی افغان بہی افغنہ کی اولاد ہین۔ اور وجہ بنی اسرائیل
کہنے کی یہہ ہے کہ افغنہ دسوین پشت مین اولاد حضرت یعقوب علیہ السلام
سے اس طرح ہین۔ افغنہ بن ارمیا بن ملک بن طالوث بن قیش بن
ابیال بن صادر بن بکرات بن افیح بن یامین بن یعقوب علیہ السلام
قوم افغان بادشاہون اور امیرون سے ہزارہا روپیہ حق حفاظت
اور انعام پاتے ہین لیکن راہ مین مسافرون کا مال لوٹ لیتے ہین تنہا
مسافر کو پکڑ کر مثل غلامون کے بیچ ڈالتے ہین۔

۱۰ ہندوستان سے کابل تک تین راستہ گنے ہین ایک رستہ بنگشیات سے گیا ہے۔ اس سے کابل دور پڑتا ہے اور تکلیف بہت ہی دوسرا جلال آباد سے کابل تک اگرچہ شاہراہ ہے لیکن درہ کی تنگی اور نشیب و فراز و قلت آب اور افغانون کی راہزنی سے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ تیسرے علی مسجد اور درہ خیبر کے قلعہ سے جمرود کو جو راستہ گیا ہے اگرچہ درہ خیبر کا دو کوس تک بسبب نشیب و فراز کے راستہ بہ دشواری طے ہوتا ہے لیکن بہ نسبت دوسرے رستون کے اچھا ہے۔

علی مسجد

۱۱۔ عرض بلد ۳۴ درجہ ۲ دقیقہ اور طول بلد ۷۱ درجہ ۲۰ دقیقہ اور ارتفاع ۲۴۳۳ فیٹ یہہ ایک قلعہ گھاٹی خیبر مین ہے اور آٹھ میل کے اندر کی جانب مشرقی دہانہ سے ہے ۲۶ میل پشاور سے ہے اور ۹۶ میل جلال آباد سے اس قلعہ کی وجہ تسمیہ ایک چھوٹی سی شکستہ مسجد سے ہے اور یہہ گوشہ پہاڑ پر ہے جو چھ سو فیٹ بلند ہے اور جنوبی جانب گھاٹی کے ہے ایکسو اٹھاون فیٹ طول اور ساٹھ فیٹ عرض ہے اور اسمین دو چھوٹے چھوٹے قلعہ ہین اور ایک کمزور گری ہوئی دیوار حائل ہے۔ یہہ بیضوی پہاڑی جسپر قلعہ ہے دو بڑے بڑے پہاڑون سے ملی ہوئی ہے ان مین ایک جنوبی جانب اور دوسرا مغربی جانب ہے یہان پر گھاٹی کا عرض ڈیڑہ سوگز ہے۔ مورخ بیلیو صاحب کا یہہ خیال ہے کہ یہہ بہت بلند مقام پر واقع ہے لہذا بہت کچھ کارآمد نہین ہے کہ جو فوج آگے جاوے وہ اوسکو روکے اور چونکہ

بہت بلند ہے اسلیے کوئی فوج اسپر دھاوا بھی نہین کر سکتی اور جو
فوج اوسکو لازم ہے کہ بغرض حفاظت اس پہاڑ پر چڑھ جائے ✱ کرے
یہان پانی میسر نہین آتا سپاہیون کو پہاڑ کے نیچے اوترنا پڑتا ہی
اوس کنوئین سے پانی بھرنا پڑتا ہے جو درمیان قلعہ اور دریا کے
ہے مگر ہیو صاحب کا قول ہے کہ ایک نیا راستہ کنوئین کو گیا ہے
پانی گو نہایت شفاف ہے مگر بالکل برا ہے کیونکہ آدمی بیمار ہو جاتا
ہے وجہ اسکی یہہ ہے کہ یہہ پانی سرما کے پہاڑ سے ملکر آتا ہے بلکہ
بیان ہے کہ جتنا پانی اوسکے حوالی مین ہے سب کی یہی خاصیت ہی
مورکرافٹ کا قول ہے کہ ایک پہاڑی داہنی جانب اس گھاٹی کے
ہے جو کسی مقام پر ۲۵ قدم سے زیادہ چوڑی نہین ہے اور بعض
مقام پر چھ سات فیٹ ہے ـ جب برٹش نے ۱۸۳۹ء مین اس گھاٹی کا
استعمال کر لی تھی تو ایک مورچہ اس گھاٹی پر اوس پہاڑ کے بیچ مین
تھا جو قلعہ کے سامنے ہے قلعہ سے اوس مقام تک جہان لارڈ کین کا
کمپ پڑا تھا ـ ہیو صاحب خیال کرتے ہین کہ نہایت ضروری حصہ
گھاٹی کا ہے ـ کمپ کے گرد و مغربی جانب کچھ بلند پہاڑیان نہین
جنپر ہموار جگہہ بھی تھی اس ہموار زمین سے قلعہ کا راستہ مغرب
جانب کمپ کا عقب مین شمالی مشرقی جانب ایک پہاڑی اور تھی
جسپر دمدمہ تھا جنوبی مشرقی جانب ایک برج اور ایک دمدمہ ہے
اس سے خاص گھاٹی کی محافظت ہوتی تھی جو بائین جانب کمپ
کے چلی گئی ہے جو فوج قلعہ مین رہتی ہے اوسکے لیے کوئی کام کا مقام
سایہ دار نہین ہے ـ بارش مین اکثر دیوارین گرجاتی ہین اسمین ممکن

ہے کہ پانسو آدمی رہ سکین بوجہ خراب ہونے پانی کے جو اوپر ذکر
ہوا ہے لوگ بیمار ہو کر بہت مرے جو سنہ ۱۸۳۹ع مین وہان تھے۔ جب
جرنیل وِیڈ نے ۲۵ جولائی سنہ ۱۸۳۹ع کو حملہ کیا تھا تو یہہ دو کالم ہو کر لالپہ گھنتیا
سے آگے بڑھے تھے بایان کالم فوج کا سلسلہ پہاڑون پر پڑا جسپر قلعہ
واقع ہے اور اسقدر قریب پہونچے کہ اوسکے گولے قلعہ مین اوتارے
اور بمشکل غنیم کو ایک ڈہس سے جو نصف میل قلعہ سے تھا ہٹایا اور داہنا
کالم فوج کا شمالی جانب پہاڑ پر پڑا اور غنیم کو ڈہس اور برج مین
سے ہٹایا جو اوس جانب ہے حالانکہ کچھ آدمی اوسکے بھی کام آئے
اسیر غنیم سنگر اور مورچہ مین ہو رہا جو قریب قلعہ کے تھا وہان سے بھی
نکالا گیا۔ ۲۶ تاریخکو وہ آن مورچون سے بھی نکالا گیا جہان چند آدمی رہ گئے تھے
اور ۲۷ تاریخکو قلعہ خالی ہوگیا کل آدمی جو کرنیل وِیڈ صاحب کے مقتول و مجروح ہوئے
اونکی تعداد ڈیڑہ سو تھی اس قلعہ مین پانسو خزایلچی اور کئی سو خیبری
تھے۔ ۲ نومبر سنہ ۱۸۴۱ع کو ایکسو پچاس یوسف زئی برٹش گورنمنٹ کی
طرف تھے اون پر دو ہزار خیبریون نے حملہ کیا شروع مین ایک
برج کچھ بارود کے اوڑنے سے گر گیا اور ۱۶ آدمی اس قلعہ کے مارے گئے
۱۱ تاریخکو غنیم نے پانی کی راہ بند کر دی اور دو تین حملے بھی کیے
مگر ان حملون مین زک ملی اور تیس آدمی مارے گئے بعد اسکے روپیہ دیکر کپتان مکسن نے قبضہ
کیا اور اوس افسر کی رای تھی کہ اس قلعہ مین رہنے اور پانی پر قبضہ رکھنے کے لیے پوری
پلٹن کافی ہوگی ورنہ ہرگز قبضہ نہ رہیگا ۱۵ جنوری سنہ ۱۸۴۲ع کو کرنیل
موزلے کو جنرل وایلڈ نے اٹہائی ہزار روپیہ دیکر پشاور سے بہیجا
تہا تاکہ قبضہ کرین ۲۲ تاریخ تک اوسپر قبضہ رہا کیونکہ رسد کم لے گئے تھے

جب فقط چار سو پونڈ اتار رہا تو یہ واپس آئے ان کے
بتیس آدمی مارے گئے اور اوتالیس زخمی ہوئے تھے۔ جب جارج
پالک خیبر سے گذرے تو علی مسجد مین فوج چھوڑ دی گئی تھی اور جب قطعی
طور سے افغانستان نومبر ۱۸۴۲ء مین خالی ہوا تو یہ مقام بالکل مسمار
کر دیا گیا تھا۔ مین نہین جانتا کہ یہ مقام پھر بنا لیا گیا۔ صاحب کمشنر پشاور اسکو
دوبارہ زمین دریافت کر سکتے ہین۔ ہیہ لاگ خیال کرتے ہین کہ یہ مقام علی مسجد
گھاٹی کے محفوظ رکھنے کے لیے نہایت عمدہ ہے۔

کابل سے پشاور تک کا راستہ

کابل سے اگر پشاور کو آنا چاہین تو یہ ایک راستہ ہے جسکا مفصل حال ڈاکٹر
ملو صاحب کی تحقیقات کے موافق ذیل مین درج ہے۔
۱۔ بتخاک ۱۲ میل مشرق کابل سے سڑک اونچی ہے اور ایک میدان
مین سے گذرتی ہے جو شمال و مغرب کی جانب واقع ہے تین میل دست
چپ کے پل پر سے گذرتی ہے یہ پل دریا سے لوگار اور دریا سے غوربند
کابل پر بنی ہوئی ہین۔ اسکے بعد ایک دلدل مین سے گذرتی ہے اس مقام
پر سڑک کو اونچا کیا گیا ہے اور پتھر پڑے ہوئے ہین۔ اور گھوڑوں
اور اونٹون کے لیے راستہ مشکل ہے اس سبب سے ہم ایک دوسری
سڑک سے روانہ ہوئے ہین جو اس اونچی سڑک کے دست چپ پر واقع
ہے۔ یہ سڑک بہتر ہے لیکن تنگ ہے اور توپون کا جانا مشکل ہے چند
میل کے بعد زراعت کا نشان باقی نرہا۔ اور سڑک پہاڑ کے نیچے
سے گذرتی ہے اور پتھر نہین ہے۔ کسی قسم کی سبزی نظر نہین آتی
ہماری خیمہ گاہ بتخاک سے ایک میل آگے تھی بتخاک ایک چھوٹی سی جگہ ہے

خیمہ کے پاس مشرق دریاے خورد کابل ہے مقیاس الحرارت تین
بجے شام چھپنہ درجہ پر تھا یہان بلندی ۷۲۴۷ فیٹ ہے
۲ خورد کابل ۹ میل ایک فرلانگ ۔ ۱ میل ۵ فرلانگ سڑک پہاڑون کے
نیچے سے جنوبی جانب گذرتی ہے منجوار سے ایک سڑک قافلہ کیطرف
ہے جو درہ لاتہ بند سے گذرتی ہے یہ سڑک خیمہ گاہ سے جنوب و
مشرق کی جانب پہاڑون پر سے جاتی تھی اور درہ لاتہ بند کے دہانے سے
دست چپ کی جانب جاتی ہے اور منجوار سے ۳ میل پر آگے نکل آتی
ہے یہ سڑک گذر لشکر کے لیے قابل نہین ہے اور بہاری لدے
ہوے شتر بھی نہین چلسکتے خیمہ گاہ سے ڈیڑہ میل پر درہ کوہتال خورد
کابل ملتا ہے یہ درہ دو اونچے پہاڑون کے درمیان مین واقع ہے
اور ان دونون پہاڑون کے درمیان سے دریاے خورد
کابل تنگ ہوکر گذرتا ہے جاڑا بشدت سے تھا دھوپ بلند پہاڑ سے
ہم تک نہین پہونچ سکتی تھی طول اس درہ کا چھہ میل ہے اور عرض
سو گز سے دو سو گز تک ہے اور سڑک ۲۳ مرتبہ دریا کے پار ہوتی
ہے پہاڑ مین سبزی کا مطلق نام نہین درہ سے نکلتے وقت
اسقدر چڑہائی ہے درہ کا دہانہ جنوب و مشرق اور ایک دہانہ
مشرق کی طرف ہے مین اس درہ مین کوئی ایسی جگہہ نہین دیکھہ سکا
کہ جہان سے کوئی شخص ان پہاڑون پر چڑہ سکتا چشمہ بہت جگہہ جم
رہت تھے اور پانی جو ہمارے کپڑون پر گرتا تھا جم جاتا تھا درہ مین
سے نکلکر مین نے دیکھا کہ ایک شخص قریباً جم گیا تھا بہ نظر خستگی
نیابات درہ جلال آباد سے پشاور تک لشکر کے کوچ کے روکنے

کے لیے یہہ جگہ بہت عمدہ ہے سڑک قافلہ کا رو باجیب کی پہاڑیان نہین ہو سکتی اور
دونون مقامون پر لشکر بہت آسانی سے رک سکتا ہے۔ درہ سے نکلکر
موضع خورد کابل گیا ۹ میل کے فاصلہ پر تہا ہے اور سڑک دست
چپ کی طرف مڑتی ہے اور کسیقدر چڑہائی بہی ہے۔ اس گانو کی
بلندی ۶۲۶۷ فیٹ کی ہے مقیاس الحرارت تین بجے شام کو چونسٹھ درجہ
پر تہا خیمہ گاہ کی پشت پر دریا تہا سامنے پہاڑیان نہین اور دست چپ
کی طرف گانون ایک میل پر تہا بہت اونٹ آج یہان کہو گئے

۴ تیزین بارہ میل ۶ فرلانگ - ۲۰ میل ۴ فرلانگ سڑک تین میل
تک جانب مشرق چہی تہی کسیقدر چڑہائی اترائی راستہ مین پڑتی
ہے راستہ مین چشمے بہی ملتے ہین۔ اوسکے بعد ہفت کوتل
ملتا ہے یعنی آٹہ پہاڑون پر سے سڑک گذرتی ہے یہہ گویا سات
درہ مین اتار بہت طویل ہین اور پہلودار ہین جنمین سے دو تو نہ
ہی سخت ہین۔ آخیر مین سڑک پتہریلی ہے اور چشمون سے کٹی
ہوئی ہے سڑک رود تیزین مین اترتی ہے آخر اتار تین میل
کا ملتا ہے اور بہت پہسلوان ہے آدہی دور تک سڑک مگرور ہے
اور آدہی سیدہی ہے پہلے مشرق کو جاتی ہے پہر شمال کو
دشمن ایسے لشکر کو جو اس آخیر کے اتار پر سے جاتا ہو بہت
ستا سکتا ہے کیونکہ لشکر کے بازو سے وہ مار سکتا ہے ایک اور سڑک
دست چپ کی طرف ہے جو ہماری خیمہ گاہ سے آگے جا نکلتی ہے
ہماری خیمہ گاہ درہ کے دہانہ کے مقابل مین ہے ۔
رود تیزین درہ مین سے نکلکر ترولی پر دریا کابل مین داخل ہوتی ہے

اور اسی مقام پر دریاے کورنید اور رازین ملکر دریاے کابل مین
گرتے ہین یہہ تیزین دریا کو یا کابل جلال آباد کے مابین ہین درہ
مین موقع تیزین لشکرگاہ سے ایک میل تہا جنوب مین اس ملک
مین ایک سلسلہ کوہ ہے جو چوٹی سے جڑ تک اشجار سے بھرا ہوا ہے
شمال اور جنوب مین اور مشرق مین دوسرے پہاڑ ہین - یہہ گھاٹی ہزار گز
چوڑی ہوگی اور سواے چند کھیتون کے بالکل اوسر ہے۔ پہاڑون
پر کچھہ گھانس خوشبودار معلوم ہوتے تھے۔ مقیاس الحرارت تین بجے
شام کو چھیاسٹھ درجہ پر تھا۔ درہ تیزین کی بلندی ۸۱۷۳ فیٹ ہے اور
تیزین گھاٹی ۶۹۹۵ فیٹ درہ سے نیچی ہے۔

۴ - مزار فقیر دریاے تیزین پر ۸½ میل - ۲۹ میل سڑک رود تیزین
مین اوترکر شمال کی طرف گئی ہے اور ایک آدہ پہاڑ بھی چڑہنا پڑتا ہے
گھاٹی ایک ہزار گز سے بارہ سو گز تک چوڑی ہے اور بہت چشمون
کو راستہ مین اوترنا پڑتا ہے تمام راہ مین پتھر ہین - اور درہ بولان
سے بھی زیادہ مشکل ہے اس پتھریلی سڑک کے چڑہاو اور اوتار سے
بیلون کے کھر پھٹ گئے اور وہ چلنے سے رہ گئے اگرچہ بعض جا یہہ گھاٹی
چوڑی ہوئی لیکن وہی پتھریلی سڑک تھی زراعت کا نام نہ تھا اور پانی
بہت خراب دست راست کی جانب پہاڑ کے پار تین میل کے فاصلہ
پر ایک چشمہ ہے سنا ہے کہ ایک مقام پر رود تیزین لوہے کی کان پر
سے بہتی ہے آخیر سڑک اور بھی زیادہ خراب تھی اونٹون کے لیے
چارہ بہت کم تھا کچھہ چھوٹی جھاڑیان اور خراب گھانس ملتی تھی بہت
سے اونٹ ضایع ہوے اور کہتے ہین کہ اکثر کسی زہریلی گھانس کے

کھانے سے مر گئے۔ خیمہ گاہ سے آگے کسیقدر گانوں مین غلہ ملسکتا تھا

آدہی دور پر دست چپ کی طرف پہاڑ پر چھوٹا سا برج بنا ہوا ہے
ترولی سندرہ میل شمال دریاے ترنیرین کابل مین داخل ہوتا ہے
سڑک قافلہ درہ لاٹمہ بند کی راہ دست چپ کے پہاڑون کے
نیچے او ترلی ہے اور ایک بہت پھسلوان پہاڑ پڑتا ہے یہ مزار فقیر سے
ایک میل کے آگے ہے مقیاس الحرارت نین بجے شام کو ۶۲ درجہ پر تھا

۵ رود کاسانگ ۱۴ میل ۳ ۴ میل ۶ فرلانگ ہے تم جانب راست
کی سڑک پر چلے جو ٹھیک مشرق کو جاتی ہے۔ آدہ میل تک پتھریلی
ہموار سڑک ملتی ہے بعد ازان چڑہائی ہے اس طرح چار چڑہاؤ کے
آخیر اور تیسرے چڑہاو کے درمیان مین ایک پتھریلی گھاٹی ہے اور
ایک چھوٹا سا چشمہ ہے اوسکو تارک آب کہتے ہین۔ اس چشمہ کے پاس
ایک پرانا قلعہ پہاڑ کے اوپر ہے تیسری چڑہائی سب سے پھسلوان
ہے اور آخیر اتار سب مین لمبا پھسلوان ہے تمام سڑک پتھریلی ہے
اور نکل جانے کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔ جس گھاٹی مین خیمہ پڑے
تھے رود کاسانگ کہلاتی ہے۔ کوئی گانون یا زراعت دکھائی
نہین دیتی۔ تارک آب پانچہزار نین سو تیرہ فیٹ اونچا ہے گرد و نواح
کا ملک اغزغوان کے تعلق ہے اس مین خشک پہاڑ گہری گھاٹیان
اور چھوٹے چشمہ ہین اور کبھی کبھی ایک آدہ کھیت دکھائی دیجاتا ہے
کاسانگ کے پہاڑون پر سے سلسلہ کوہ برف جنوب و مشرق کی
طرف نظر آتا ہے اور کوہ سفید سب سے بلند دکھائی دیتا ہے۔

اوس مقام کا منظر بہت خوشنما ہے مقیاس الحرارت تین بجے
شام کو ۷۷ درجہ پر تھا۔
۶۔ حدیق ۱/۲ ۷ میل ۱۵ میل ۲ فرلانگ۔ سڑک تین میل تک پہاڑون پر
سے ہے بعد ازان گھاٹی چوڑی ہوتی ہے اور بائین جانب ایک
چوکی ہے۔ چار میل بعد درہ پاری شروع ہوتا ہے۔ اس درہ مین
سے دریا سے حدیق بہتا ہے یہہ طول مین ساڑہے تین میل ہے بہت
تنگ اور پتھریلا ہے اور چڑہائی ہے یہہ درہ چند چکر کھاتا ہے۔
اوسط عرض اسکا چالیس سے پچاس گز تک ہے لیکن بعض مقامات مین
۱۰ فیٹ تنگ ہے اور ایک جگہہ صرف چھہ فیٹ تنگ ہے ایسا کہ اگر کوئی
جانور گر پڑے تو تا وقتیکہ ہٹا یا نہ جاوے سڑک بند رہے اور دونون
جانب سیدہے پہاڑ اونچے گئے ہین۔ گویا ڈر لگتا ہے کہ مسافرون پر
نہ آ پڑے چند مسلح آدمی گو کیسا ہی لشکر اوسمین داخل ہو روک سکتے
ہین۔ اس قدر سڑک پانی پر سے گذری ہے کہ بعض موسم مین لشکر کا
کوچ مشکل سے ہوتا ہے۔ اس درہ کے مغرب مین ایک سڑک پہاڑون
پر سے گذرتی ہے جس سے درہ بازو پر رہجاتا ہے یہہ سڑک برابر
برابر درہ کے گئی ہے اور اوسی گھاٹی مین جاکر نکلی ہے جہان سے
درہ مین داخل ہوتے ہین کہتے ہین کہ یہہ سڑک اچھی ہے مگر توپون
کے لیے اچھی نہین۔ یہہ تقریبًا چار میل لمبی ہے لفٹنٹ کرنل وڈرسن
سڑک پر سے گئے لیکن اونکی توپین درہ مین سے گئین۔ خورد کابل
سے حدیق تک پینتالیس میل ہے اور صرف درہ اور گھاٹیان ملتی ہین
و نہایت دشوار گذار ہے ہمنے ایسی سڑک مشکل نہین دیکھی ہیات

سے باہر ہے کہ مالک بھی نہایت او سر ہے اور رستہ اون کو بہت کم
کھاینکو ملا بیلون کے کھر ٹکڑے ٹکڑے ہوئے

۷ سرخاب ۱۳ میل ۴۴ میل ۲ فرلانگ سڑک آدھے میل تک چڑھائی
ہے اوسکے بعد تین سو گز تک بڑی پھسلوان چڑھائی ہے جو بار برداری
کے جانورون کو بہت مشکل ہے مگر دست راست کے طرف ایک چھوٹا
سا راستہ ہے اوسمین سے اگر جاوے تو یہہ چڑھائی نہین چڑھنی پڑتی لیکن
یہہ راہ دور کی ہے تھوڑے سے جانور اوسی راستہ سے گئے اس
چڑھائی کی چوٹی پر دریاے حدین کی جڑ ہے اور وہان سے تیرہ
میل تک کوہ سفید پھسلوان آتا رہے ساتھ میل سے سڑک پھسلوان گھاٹیون
پر سے گذری ہے اور راستہ تنہا ہے جنوب کی طرف چھوٹا سا
سفید کوہ نظر آتا تھا حصارک کی گھاٹی سے ایک میل تک بڑا پھسلوان اتار
ہے اور نیچے دریاے سرخاب بہتا ہے اس دریا پر ایک ... کا پل
بنا ہوا ہے اور اوسمین سے دریا بہت زور سے بہتا ہے گو کہ
صرف ڈیڑہ فیٹ گہرا ہے لیکن پل کے دست چپ کی جانب اتار
مشکل تھا اس مقام پر گاڑیان بہت دیر تک ...
... اون پر گولیان ماری گئین ... لوٹے ...
کو بار برداری خیمہ مین پہونچی دست راست کی ... ایک ...
قلعہ ہے خیمہ گاہ سے شمال و مشرق کی طرف ایک ...
اور مغرب و جنوب کی طرف پل ہے وہان دریا تو مغرب سے مشرق
کی طرف بہتا ہے آجکی راہ ہماری مشرق کی جانب تھی گھاٹی
ابھی تک پتھریلی ہے اور عرض آدھے میل سے پون میل تک ہے

جنوب اور مغرب کی جانب او حصارک مین میوہ دار باغ اور انگور کے باغ او کھیت دریا کے کنارے پر ہین خیمہ گاہ مین غلہ بہوا اور نہایت عمدہ انگور و انار و ترکاریان ہین مقیاس الحرارت تین بجے شام کو اسی درجہ پر تھا بلندی سرخاب کی ۴۳۷۳ فیٹ تھی

۸ سفید سنگ ۔ ۹ میل ۔ ۷۴ میل سڑک گھاٹی مین مشرق کیطرف گئی ۔ آٹھ ہزار گز چوڑی ہوگی اور دو میل تک نہایت بلند ہے ۔ اور نہایت اوتار چڑھاو ہے اور کئی چشمے اونر نے پڑتے ہین ۔ اب گھاٹی چوڑی ہوئی ۔ چوتھے میل پر سڑک اچھی ہے لیکن چشمہ اور گڑھے ملتے ہین ایک میل پر چڑھائی پھسلوان ہے ۔ بلندی ۴۶۱۶ فیٹ ہے وہان سے سڑک اچھی ہے اور سفید سنگ سے تین میل پہلے سڑک شکستہ ہے اور اوتار چڑھاو بہت ہے اور دریا سے گنڈمک ہے اونر نا پڑتا ہے ۔ سفید سنگ پر ایک پل ہے ۔ ہماری خیمہ گاہ کی طرف سڑک پل سے دست چپ طرف ہی اور خیمہ گاہ تک چڑھائی پھسلوان ہی پلکی محراب ٹوٹی ہوئی ہے ۔ خیمہ گاہ جنوب و مغرب کی طرف پل سے آدھے میل پر ہے ۔

۹ فتح آباد ۱۲ میل ۸۶ میل آج سڑک شمال و مشرق کی طرف جاتی ہی اور نمالکی گھاٹی کو دست راست کی طرف چھوڑ کر پہاڑ کی طرف چڑھتی ہے ۔ یہان سے سڑک پھسلوان اوتار ہے اور زمین پتھریلی ہے ۔ اور نمالا سے پار ہوکر دست چپ کی طرف مڑتی ہے اور مقابل کی طرف چڑھتی ہے یہ چڑھائی لدے ہوئے اونٹون اور گاڑیون کے لیے دشوار گذار ہے ۔ چھ میل سے آگے سڑک مین اوتار چڑھاو ہین اور تین

درہ ملتے ہین اور تین چشمون کے پار ہونا پڑتا ہے اور تین میل پتھریلی زمین سے ہے۔ بعد ازان سڑک رود فرود مین داخل ہوتی ہے یہان گھانس بہت ہے۔ خیمہ گاہ فتح آباد پر پڑا اور بلندی یہان کی اٹھانوے فیٹ ہے۔ جنوب و مغرب کی طرف سفید کوہ دکھائی دیتا ہے مقیاس الحرارت تین بجے شام کو اسی درجہ پر تھا۔

۱۰۔ سلطانپور۔ ⅟۲ ۵ میل ۹۳ میل ۴ فرلانگ خیمہ گاہ کی طرف ایک سڑک نالے پر سے جاتی ہے۔ بعد ازان ایک پست زمین مین گذرتی ہے پھر کسیقدر ریتی ہے جنوب کی طرف سفید کوہ دکھائی دیتا ہے شمال کی طرف ایک چشمہ ہے اس چشمہ کے کنارے پر کچھ گانون ہین اور نیشکر کے کھیت بھی ہین آخری پون میل مین گہرا ریت پڑتا ہے خیمہ گاہ سلطانپور سے نزدیک ہے بلندی یہان دو ہزار دو سو چھیاسی فیٹ ہے کسی زمانہ مین سلطانپور بڑا شہر تھا۔ دریا کے کنارے زراعت ہوتی ہے

۱۱۔ جلال آباد۔ ۹ میل ۱۰۲ میل ۴ فرلانگ سڑک اول تو ریتلی ہے بعد ازان پتھریلی اور ریتلی ہے جلال آباد کے جنوب و مشرق مین ریتلا میدان ہے ایک زمانہ مین یہہ بڑا شہر تھا۔ بلندی ایکہزار نوسو چونسٹھہ فیٹ ہے مقیاس الحرارت تین بجے شام کو بانوے درجہ پر تھا۔

۱۲۔ علی باغان۔ ⅟۲ ۶ میل ۱۰۹ میل ۲ فرلانگ سڑک مشرق کیطرف جاتی ہے پہلا حصہ ریتلا ہے اور میدان ہموار ہے اور تین میل تک زمین مزروعہ ہے بعد ازان کسیقدر پتھریلی ہے باقی سڑک اچھی ہے دو خفیف نالے اور دو تین چشمہ ملتے ہین۔ بعد ازان ٹن کا گھنا

جنگل ہے اس جنگل مین سے ایک راستہ ہے جو چھ میل لمبا ہے اور نالی
اور چشمہ ہائے پانی ملتی ہین۔ تین بجے شام کچیالیس منٹ پر زلزلہ آیا تھا۔
مقیاس الحرارت تین بجے شام کو ۹۲ درجہ پر تھا بلندی ۱۱۹۰۱ فیٹ ہے
۱۳۔ چاروہیہ۔ ۱۴ میل ۱۲۳ میل ۲ فرلانگ سڑک مشرق کی طرف جاتی
ہے اور تین میل تک اچھی اور ہموار ہے لیکن ایک پہاڑی پر سے چڑہکر
ایک چوڑی اور پتھریلی گھاٹی ملتی ہے جسکو سرخ دنگو کہتے ہین اسکے
گرد نیچی پہاڑیان ہین اور اپریل اور مئی مین یہان ہوا سیمون چلتی
ہے تو میل تک اس مین سے گذرہوا اور گرد و نواح مین بربادی معلوم
ہوتی ہے ڈیڑہ میل پر خیمہ گاہ ایک مختصر شکستہ حال دیہہ مین ہے
اوسکا نام بارک آب ہے پانی کے چشمہ اوسکے نزدیک ہین بعدازان
سڑک ریتلی ہے پھر رود بہٹی کوٹ ملتا ہے اور کنارون پر اوس کے
زراعت بھی ہوتی ہے۔ اس دریا کے پار ہوکر بہٹی کوٹ مین داخل
ہوئے اور یہین ہماری خیمہ گاہ تھی شمال مین دریا ئے کابل مغرب
مین بیابان جنوب مین سپید کوہ اور مشرق مین کوہ خیبہ تھا بارک آب
کی بلندی ۱۸۲۲ فیٹ ہے مقیاس الحرارت تین بجے شام کو اٹھاسی
درجہ پر تھا۔
۱۴۔ بارزلو۔ ۲/۱ ۱۱ میل ۱۲۵ میل خیمہ گاہ سے دو سڑکین ہین۔
سب سے نزدیک کی راہ مشرق کی جانب ہے لیکن دیکھا گیا
تو راہ مین بہت نالے پانی سے بھرے ہوئے ہین دوسری سڑک
جو مشرق کی جانب جاتی ہے اور تین میل بعد دشت مین داخل ہوتی
ہے اور وہان سے مشرق کی جانب مڑتی ہے دونون سڑکین

موضع باصول مین ہین کو حصہ اول حصہ رتیلا ملا تین میل تک بعد ایک
خشک نالا ملا اور دو حصہ کا چشمہ او تہ سے وسط مین دو تین میل تک سڑک
پتھر ملی ہے اور کئی چشمہ ملتے ہین دشت سے گذر کر بارزاؤ مین پہنچتے
ہین یہہ کئی گانون ہین بعض کے گرد کچی فصیل اور برج ہین اور گرد
مین اچھی زراعت ہے شمال مین پہاڑ پر کالا پہاڑ ہے لوگ نقل
بیان کرتے ہین کہ ہر سال وہان سے ایک سانپ نکلتا ہے اور گانون
مین شکار کرتا ہے اور پھر وہین چلا جاتا ہے۔ باصول کی بلندی ۱۵۰۹
فیٹ کی ہے

۱۵۔ ڈاکا۔ ۹ میل ۱۴۴ میل تھوڑی دور تک سڑک پہاڑ کے نیچے
نیچے گئی پھر مشرق کی طرف مڑ گئی اور چار میل تک خفیف چڑھائی
ملتی ہے کئی چھوٹے چشمے ملتے ہین اور چھٹے میل سے خورد خیبر پہنچتی
ہے یہہ درہ بعض مقامات مین بہت تنگ ہے کہ دو سوار برابر نہین جا سکتے
پون میل لمبا ہے سڑک اچھی اچھی ہے اور اوتار مشکل نہین ہے اگر
بلندیون پر لشکر ہو تو کوئی لشکر اس درہ مین نہین جا سکتا اوقتیکہ
بلندی پر سے اوس لشکر کو نہ ہٹا لیا جاے درہ کے بعد گھاٹی ملی ہے
سڑک گذرتی ہے اور دو میل پر ڈاکا ہے یہہ فصیل دار گانون ہین سڑک
دست چپ کی جانب ایک میل پر واقع ہے دریاے کابل یہان مشرق
سے مغرب کی طرف بہتا ہے اور اوسکو لندی کہتے ہین پہاڑون
کی پشت پر جو اُن مین سے سڑک گذرتی ہے بہت چھوٹے قلعہ ہین اور
تمام ملک پہاڑی ہے لال پورہ پر جو دریا کے کنارے پر سمت شمال
مغرب مین ڈیڑہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے سعادت خان کا قلعہ ہے

اور یہان خان اس ملک مین سب سے زبردست تھے لیکن وہ
ملک جو پشاور اور ڈہاکی کے درمیان واقع ہے وہ آپ خانہ کہلاتا ہے
اسکی کچھ حکومت نہین ہے یہان خان مسافرون سے بدرقہ لیتا ہے
اور وہ تمام خیل مین تقسیم ہوتا ہے۔ ڈہاکا مین قریب دو سو گھر کے
ہونگے اور لشکر کو رسد پہونچ سکتا ہے۔ ڈہاکا کی زمین مین دریا کے
کنارے پر سوتا ہے باقی گرد کی زمین پتھریلی ہے یہان پر ہمکو رسد
ملی اور مسٹر مانگلیس کا تازہ جمع کیا ہوا لشکر ملا۔ لال پورہ کی بلندی
۳۱۴۴ فیٹ ہے۔

۱۶۔ لنڈی خانہ۔ ۹ میل ۳ ۱۵ میل درہ کا دہانہ خیمہ گاہ سے ایک
میل پر ہے سڑک جنوب و مشرق کی جانب پتھریلی چڑہائی پر واقع
ہے شمال و جنوب کی طرف پہاڑ رفتہ رفتہ درہ کو تنگ کرتے ہین
اس مین کئی چکر ہین اور پہاڑی نالا یہان بہتا ہے۔ آدہی دور تک
درہ مین سڑک اچھی ہے اور کم پتھریلی ہے عرض درہ کا سو گز سے دو سو
گز تک وسط مین آخیر درہ تنگ ہوتا جاتا ہے پہاڑ اکثر سیدہے
بلند ہین مگر کم اونچے ہین۔ سب سے اونچے پہاڑ پر پرانا قلعہ ہے
موضع لنڈی خانہ خیمہ گاہ سے جنوب و مشرق کی طرف ہے اسکے
گرد کچھ زراعت ہے ہمارا خیمہ گاہ شمال کی طرف بلندی پر واقع ہے
خیمہ گاہ کے نزدیک درہ نو میل چوڑا ہے پانی نزدیک خیمہ گاہ کے
ہے۔ بلندی ۱۴۸۸ فیٹ ہے مقیاس الحرارت تین بجے شام اٹہتر
درجہ پر تھا۔ چونکہ درہ دو سو گز سے کہین زیادہ چوڑا نہین ہے۔ گویا
دونون جانب کے پہاڑون پر سے بندوق والے سپاہی درہ کو بند

کر سکتے ہین ۔

۱۷ ۔ علی مسجد ۱۲ ۳/۴ میل ۶ ۱۶ میل ۲ فرلانگ لندی خانہ سے دو
سڑکین ہین جو درہ پر چڑھ کے نیچے آکے ملجاتی ہین پست راہ دریا کی
اندر سے او. بہت پہلوان ہے اس چڑہائی کا شروع خیمہ گاہ
کے نزدیک تھا اور ڈیڑہ سو گز تک بہت پہلوان تھا کہ چلنا بھی مشکل
تھا بعد اوسکے چڑہائی آسان ہے سوا سے اور مقام کے سڑک بارہ
فیٹ چوڑی ہے اور دست راست کی طرف گھاٹی جانب پہلوان
ہے. دو میل کی چڑہائی کے درہ کی چوٹی پر پہونچتے ہین یہان
بلندی ۳۳۷۳ فیٹ ہے سڑک کا رخ چڑہائی سے مشرق کی طرف
ہے اور بعد ازان جنوب و مشرق کی طرف چکر کہا کر گئی ہے یہان
ایک پولیس کی چوکی ہے یہہ جگہہ قلعہ بنانیو الے نے بہت ہی عمدہ بنائی
ہے یہان کی مار اوس سڑک پر پڑتی ہے جو ادھر کو آتی ہے
اور تیز ایسا ہی اثر توپ کا اوس سڑک پر بھی ہے جو علی مسجد کو
یہان سے جاتی ہے پہاڑ سے اوتار تین میل تک ہے. اور سڑک
کشادہ پہاڑ سے اوتر کر لال بیگ گڈہے مین ملتی ہے اس گھاٹی
کے دست راست کی جانب ایک پرانا قلعہ ہے اگر اسکی مرمت
ہو جانے تو لشکر کو بہت کچھہ روک سکتا ہے. لال بیگ گڈہی کی
گھاٹی چھہ میل لمبی ہے اور سوا میل چوڑی ہے اور مزروعہ ہے
اس گھاٹی مین چشمے کم ہین اور دو تالاب ہین اور گانون مین کنوئین
ہین سڑکون کے کنارہ پر چھوٹے چھوٹے گانون ملتے ہین اخیر
مین گھاٹی کی سڑک کی طرف دو برج ہین یہہ حنیبریون کے ملکون

کے ہین۔ اس گھاٹی سے نکلتے ہوئے سڑک مغرب کی طرف مقام
لوہوار کو گئی ہے کہتے ہین کہ یہان چھاونی خوب ہوسکتی ہے۔ یہان
سے علی مسجد ڈیڑھ میل ہے اوسکے بعد سڑک تنگ ہوتی جاتی ہے اور
ستر فیٹ کی رہگئی ہے اور علی مسجد کے نزدیک بھی زیادہ چوڑی نہین
ہے ایک مقام پر چالیس یا پچاس فیٹ سے زیادہ چوڑی نہین ہے
علی مسجد سڑک سے دست راست کی طرف پہاڑ پر واقع ہے۔ ہم اسکے
مشرق کی طرف خیمہ زن ہوئے۔ مقیاس الحرارت تین بجے شام کو
بائیس درجہ پر تھا۔

۱۸۔ قدم۔ ۱۰ میل ۲۷ میل ۲ فرلانگ دست راست کی طرف تہا
برج جاگیر جانب چپ کی طرف رہتا ہے وہان دو اور برج ہین تین
میل تک درہ دوسو سے ڈیڑھ سو گز تک چوڑا تھا بعض وقت ڈیڑھ
سو یا دوسو فیٹ رہجاتا ہے اوسکے بعد ساٹھ یا اسی گز تک چوڑا
رہجاتا ہے۔ اول تین میل تک پہاڑ اونچے ہین اوسکے بعد نیچے
ہوتی جاتی ہین اور زیادہ سیدھے ہوتے جاتے۔ تین میل تک سڑک
پتھریلی ہے اور دریا کے پار ہوتے ہی دریا سے چور اس دریا مین
سے نکلتا ہے اور قدم کی گھاٹی کو سیراب کرتا ہے یہان سے
ایک بدل راستہ پہاڑون پر سے ہوکر آتا ہے اور اصل سڑک
سے تین میل چھوٹا ہے لیکن یہان سے توپین نہین جاسکتین۔
مقیاس الحرارت چھیاسی درجہ تین بجے شام کے تھا۔

۱۹۔ کول سیر۔ ۷ میل۔ ۱۸۳ میل۔ ۱ فرلانگ سڑک کا رخ مشرق
کی طرف میدان ہموار ہے یہان سے سڑک کشادہ ہے کول سیر کے

کی طرف سڑک ریتلی ہے خیمہ گاہ کے نزدیک زراعت تھی۔ بلندی جمرود
کی ۱۶۷۰ فیٹ ہے۔ مقیاس الحرارت آٹھ بجے شام کو چھیاسی درجہ
پہ تھا۔

۲۰۔ پشاور سے ۸ میل - ۱۹۱ میل ۷ فرلانگ سڑک کا رخ مشرق کی
طرف راستہ مین ہے۔ دو نہرین ملین جنپر پل تھا کئی نالے بھی
ملے۔ پشاور کی بلندی ۱۶۸ فیٹ ہے یعنی ۷۹ فیٹ مین ایک پستی
ہوئی آئی ہے فقط

کوہاٹ سے کابل و غزنین تک کا راستہ

(۱) نصرات خیل - ۶ میل بعد تین میل سے وہ محمد زئی ملتا ہے اسکے پاس درۂ بلان بھی ہے یہہ درہ ڈیڑ میل سے دو میل تک عرض میں ہوگا شمال کی طرف جو پہاڑ ہیں وہ خیول بزرگی و فیروز خیل کے قبضہ تصرف میں ہیں یہ پہاڑ خشک اور بے پہلوان ہیں بلندی انکی سطح میدان سے قریب ۱۵۰۰ فیٹ کے ہوگی لیکن اپنے سے سڑک کی زد کسی مقام پر نہیں ہے

(۲) رایل ۱۱ میل ۱۷ میل - تین میل تک سڑک کل کے کوچ کے موافق ہے اسکے بعد فتح شاہ کی زیارت ملتی ہے یہاں شہتوت کے اشجار بہت ہیں اسکے قریب ایک چشمہ بھی ہے یہاں سے شال زئی کے ملک کو سڑک گئی ہے اس ملک کی دوسری سڑک اوستارزئی کے دیہہ کے قریب جاتی ہے اور شال زئی کے پہاڑوں کے نیچے جا کر نکلتی ہے یہ پہاڑ یار محمد خیل اور شیخان اور کرنزئی کے قبضہ میں ہیں اوستارزئی کے دیہات کے قریب سے سڑک گذرتی ہے اور کوہاٹ سے ۹ میل پر پہاڑ بہت تنگ ہو جاتے ہیں اس مقام کو خواجہ خضر کہتے ہیں اور یہاں سے دریا سے پار اگذرتا ہے اسکے دست چپ کے کنارے پر نئی سڑک تیار ہوئی ہے ساڑھے دس میل پر کوہاٹ سے سڑک دریا سے پار ادھر سے گذرتی ہے یہہ دریا مشرق سے مغرب کی جانب بہتا ہے اور اورکزئی کے بلند پہاڑوں میں سے نکلتا ہے رایل سے چھہ میل کے فاصلہ پر شاہو خیل کے دیہہ کے نزدیک یہہ دریا ہماری سرحد میں داخل ہوتا ہے دریا یکایک بڑھ جاتا ہے اور اوس حالت میں پار ہونا دشوار ہوتا ہے

اس مقام پر خیمہ گاہ کے لیئے کوئی اچھا موقع نہیں ہی کیونکہ وہ گھاٹی تنگ ہے اور گرد کے پہاڑون کی زد میں ہی پہاڑونپر چلید کا جنگل ہے جنگی کاروبار کے لائق نہیں ہی جو کسی قدر ہموار میدان ہے اوسمیں بھی کہیت کم ہیں اور چھوٹی چھوٹی جہاڑیوں سے بھرا ہوا ہی۔

(۳) ہانگو ۱۰ میل ۲۵ میل تمام راستہ سڑک اچھی ہے کل کی خیمہ گاہ سے دو میل پر دریاے توئی کے کنارے پر دیہہ ابراہیم زئی ملتا ہی جہاں مقام عموماً خیمہ گاہ کا ہے لیکن چونکہ تمام زمین پر گیہون کہڑا ہوا تھا اس سبب سے کل لشکر بالا اور ابراہیم زئی کے درمیان میں مقیم ہوا چہ میل کے فاصلہ پر گھاٹی زیادہ کشادہ ہی اور اسکو ہانگو کالس کہتے ہیں یہاں گھاٹی دو تین میل چوڑی ہی اور اسکے وسط میں میدان ہے جس پر سے خیمہ گاہ برپا ہوئے دیہہ ہانگو ایک میدان میں واقع ہے اور نزدیک اسکے پہاڑ واقع ہین انپر جنگل ہی کوہاٹ سے ابراہیم زئی تک سیدھی سڑک ہی اور دیہات جالیا اور بارین سے ہوکر گذرتی ہی اور تیراہ پانس کا یہی راستہ ہے لیکن اس راہ سے اس لیئے ہم روانہ ہوئے ہیں کہ یہہ سڑک ضلع کوہاٹ کی سب سے بڑے بڑے گانون مین سے ہوکر گذرتی ہے۔

(۴) توری ۸ میل ۳۳ میل آج کی منزل میں سڑک دریاے توری کے کنارے جپ کے آدہ میل سے ایک میل تک برابر جاتی ہی اور ہانگو کی گھاٹی چٹانی سے ہے سڑک کی دست راست کی طرف پست پہاڑیان ہیں اور انکے درمیان میں کہیں کہیں زراعت بھی ہوتی ہی کئی نالہ راہ میں پڑتے ہین شمال کی جانب چوٹی کے نزدیک سمانا پہاڑونپر جنکی بلندی ڈہائی ہزار فیٹ

سطح میدان سے ہی دیہات د برون را یا خیل اور اورک زئی خیل کے
ہین اور اوسطرف انکی سرحد شیرک زئی سے بنگشیون کی سرحد سے
جا کر ملتی ہے ہر چند ٹہاگو سے کوئی سڑک نہین ہے لیکن یہان سخت سے
اور گاڑیان بآسانی تمام گذر سکتی ہین راہ مین دیہات لکا ٹوکو نارزئی اور
بار ملی ٹہاگو کے نزدیک گھاٹی کشادہ ہوتی جاتی ہے اور تقریب
تین میل کے چوڑی ہو جاتی ہے توری سے ایک میل اوپر خیمہ گاہ اچھے موقع
برپا ہوئی اور توری مین پانی بہی اچہا ملا ٹہاگو کے جنوب سے ایک تنگ
درہ دیہہ امیر خان شاتم خیل دیہہ اور ماہمن خیل دیہہ سے ہو کر داشتاد
کی باندہ مین جا کر نکلتا ہے اور کوہاٹ سے نالون کو جو شاہ راہ جاتی ہے اوس سے
جا کر ملجاتا ہے۔

(۵) **کالی** ۸ میل ۴۱ میل کل کی منزل کے موافق سڑک آج بھی ہے
توری سے پانچ میل پر دریاے توری ملتا ہے یہان یہہ دریا پتلی نالی ہے
اور بعض مقامات پر بالکل پانی نہین ہے دیہہ کالی بہت مضبوط موقع پر واقع
ہے خیمہ گاہ ایک چشمہ کے نزدیک برپا ہوئی یہہ چشمہ میرانزئی مین بہکر
جاتا ہے کالی کا ملک دریاے کرم اور دریاے بارہ کی درمیان مین
واقع ہے اس گھاٹی کے پہاڑ جنگ جنگ کی پہاڑ کہتے ہین جنگل سے بہرے
ہوئے ہین اور اوپر بآسانی چڑہا جا سکتا ہے آج کی منزل مین سڑک
کے دست چپ کے جانب دیہہ محمد خوجہ ملا تہا۔

(۶) **تاریاب** چھ میل ۴۷ میل کالی سے تاریاب سیدہی سڑک کی راہ
چار میل سے زیادہ فاصلہ نہین ہو سکتا ہے اور اس وجہ سے چکر کرنا پڑتا ہے
منزل آسان ہے اول مین تو ایک پہاڑی کے نیچے نیچے چکر کرنا پڑتا ہے

اس پہاڑی کی زد دونوں سڑکوں پر ہے جو اسکے دونوں طرف سے جاتی ہیں تاریاب تک باقی سڑک کے کنارہ پر پست پہاڑیاں ہیں اور دست راست کی جانب کی پہاڑیوں پر جنگل ہے اور دست چپ کی طرف میران زئی کی گھاٹی واقع ہے یہہ گھاٹی کشادہ اور مزروعہ ہی تاریاب دیہہ کے نزدیک تاریاب ندی ہے یہہ چشمہ گرد نواح کے پہاڑوں سے نکلا ہے اگر کوئی لشکر قرم کو جاتا ہے تو تاریاب دست راست کی طرف چھوڑا جاتا ہی اور دارسامند کو جانا پڑتا ہی دارسامند کابل سے ۲۲ میل ہی۔

(۷) دارسامند ۹ میل - ۵۶ میل اسباب سید ہی سڑک سے دارسامند کو گیا لشکر توراواری گانوں سے ہوکر روانہ ہوا یہہ گانوں خیل زئی محنسود سے آباد ہے اور انگریزی سرکار کے ماتحت ہے تاریاب اور پوراواری کے بیچ میں تین نالے بڑے اور تر نا پڑتے ہیں اور تمام ملک جنگل سے بھرا ہوا ہی آدھی میل تک کے کنارے سانگر پہاڑ کی شاخ ہے اور سیاروں نامی نالہ ملتا ہے دارسامند کے جنوب کی طرف ایک میل پر گاڈیوار ایک دیہہ ویران اسکے نزدیک خیمہ کے لیئے بہترین جگہہ ہے اور اسکے پاس ہی سانیا نالہ بہتا ہے دارسامند کی پشت پر گولی کے ٹپہ پہ چھوٹے پہاڑ ہیں اس گانوں کے نزدیک چند چشمہ ہی ہیں جسکو باشندے کاروبار روزمرہ میں بہی صرف کرتے ہیں اور اس سے آبپاشی بہی عمل میں لاتے ہین اسکے پاس چنار اور اخروٹ کی درخت بہت ہین۔

(۸) تہل ۱۰ میل - ۶۶ میل دارسامند سے ایک میل پر سڑک خشک گانوں دالندنامی کو جاتی ہے اور اس سڑک پر سے توپخانہ بخوبی گذر سکتا ہی تہل کی سڑک تین میل تک مزروعہ میدان میں سے گذرتی ہے اور

اوسکے بعد شالی سے پار ہوتے ہی دست راست کی جانب جنگل سے
اور دست چپ کی جانب میں پہاڑیاں ہین اور اونپر بھی جنگل ہے اگر سپاہی
ان پہاڑ پر چڑھ جائین توکوئی شکر اس سڑک پر سے نہیں گذر سکتا۔
تا وقتیکہ اون پہاڑیون پر سے دشمن کو نہ ہٹا لیا جائے اسکے بعد چڑہائی ہر
اور یہان سے توپخانہ کی راہ شمال کی طرف مڑ گئی ہے اور چڑہائی کی
چوٹی پر یہہ سڑک پھر آملتی ہے اوتار آسان ہے خیمہ گاہ کے لیئے
یہان وسیع کہلا ہوا میدان نہین ملتا جسقدر کہلا ہوا میدان ہے وہ سب
مزروعہ ہے باقی موقع گرد کے پہاڑونپر اوپر مین ہماری خیمہ گاہ تہل سے
آدہ میل کے فاصلہ پر تہی اور سامنے کے پہاڑ و نپر پہرہ بٹہا دیا گیا تھا۔
(۹) غلزئی باندہ ۱میل ۶، میل دو میل کے بعد دریاے قرم کو اوترنا
پڑتا ہے اور اس مقام پر دست چپ کی طرف پہاڑ کی نزد ہے اور اس پہاڑ پر
ایک ویران دیہہ واقع ہے جنکے مالک قوم بنگش کے یوسف خیل مین
اس موسم مین دریا مین پانی کم ہے لیکن تاہم دو فیٹ گہرا ہے اور بہت
تیز بہتا ہے چار میل کے بعد ایک گڑہی کے آثار ملتے ہین یہہ ایک نہایت
عمدہ گڑہی تھی اور اسکا نام راجہ کا کالا تھا یہان تک سڑک بہت عمدہ
تھی لیکن بعض چڑہائی نالونکی اور انکا اوتار موسم طغیانی مین پہلوان ہوتا ہوگا
چھہ میل پر تہل سے شالق نالہ ملتا ہے آجکل یہہ خشک ہے اور توپون کی
راہ اسمین سے واقع ہے لیکن پیدل اور رسالہ کی راہ دوسری طرف سے ہے
اور حالت موجودہ مین توپون کے قابل نہین ہے لیکن بہت آسانی سے
توپخانہ کی گذر کے موافق بنائے جاسکتی ہے آج خیمہ گاہ دریاے قرم کے
راست کنارہ پر واقع ہے لیکن چارون طرف اسکے پست پہاڑیان ہین

چارا اور گھاس بہت ہی لیکن رسد نہین ملسکتی کیونکہ صرف ایک گانون غلزئی باندہ نام پاس ہی اور اسمین چند گھر ہین -

(۱۰) **حضرت پیر کی زیارت** ۱۰۵ میل ½ ۹۱ میل دریا کے راست کنارہ پر تو پونکی سڑک نہین ہی دو میل تک دریا مین سے ہوکر تو پونکو جانا پڑتا ہے اور بعد ازان چپ کنارہ کی طرف چڑہتی ہیں دو نون سڑکین پیدل اور رسالہ کے لئے اچہی ہین لیکن چپ کنارہ کی سڑک بہتر ہے صرف اتنی ہی مشکل ہے اگر دریا مین طغیانی ہوئی تو پار نہین ہوا جا سکتا کنارہ چپ کی سڑک پر دست راست کی طرف چار میل تک پست پہاڑیان ہین باقی سڑک گادی وار پہاڑ دنکے نیچے نیچے جاتی ہے اور حضرت پیر کی زیارت گاہ کے مقابل پر دریا سے پھر اد ترنا پڑتا ہے -

راستہ کی راہ مین بہی سڑک کے کنارہ کنارہ پہاڑیان ہین دریا کے دونون کنارون پر آدہ میل یا میل سے دو میل تک ملک مزروعہ ہے اور یہان بہت چہوٹے چہوٹے گانون نظر آتے ہین چہوٹی سی فوج کے لئے تہوڑے دن کے واسطے یہان رسد ملسکتی ہی خیمہ گاہ میدان پتہریلا ہے گہاس اور چارہ بکثرت پانی دریای قرم سے ملتا ہی حضرت پیر کی زیارت گاہ سے قلعہ محمد اعظم کو دو سڑکین جاتی ہین ایک تو درہ دروازہ کی راہ دوسری دریا مین سے ہے درہ دروازہ کی راہ بیان ذیل کے موافق ہے -

(۱۱) درہ دروازہ کا دہانہ جنوبی ½ ۱۰ میل ۱۰۲ میل اس راہ سے برگیڈیر چیمبرلین صاحب کا لشکر گیا تھا لیکن بعد ازان معلوم ہوا کہ اگر ہم سانگا لیارہ گہاٹی جو شمال کی جانب سے یہان آکر ملتی ہی جائین تو بہتر ہی

اوبرکا راستہ مختصر تھا دونون راستہ آسان ہین اور توپونکو کوئی مشکل
لیجانے مین نہین ہوتی تمام ملک ایک بیابان ہی جسمین پتھر گہاس
جنگل بھرا ہوا ہے درہ دروازہ مین ایک چشمہ بہتا ہی اوسکے کنارہ قیام گاہ
ہے درہ مین چارہ شترون کے لیئے ملتا ہی گہاس بہت ہی یہہ حصہ
اقوام حاجی کے قبضہ میں ہی یہہ قبایل بڑے رہزن ہین۔
(۱۲) کوٹ میانجی ۱۱۴ میل سڑک آدہی دور تک رفتہ رفتہ ایک
چشمہ کے کنارہ کنارہ بتدریج چڑہائی پر چڑہتی ہے اس سڑک کے
دونون طرف پست پہاڑیان ہین لیکن ان پہاڑیون پر باآسانی چڑہا جاسکتا ہی
حالت موجودہ میں سڑک توپون کے لئے بہت خراب ہی لیکن دو تین دن مین
باآسانی تمامی سڑک اچھی ہوسکتی ہے اور آدہی سڑک میانجی کی طرف
اچھی ہے اور رفتہ رفتہ اترتی ہے کوٹ میانجی قلعہ قرم سے دو میل کے
جنوب کی جانب واقع ہے ہم یہان پر اسلئے خیمہ زن ہوئے تھے
کہ آگے چلکر لکڑی جلانے کے لیئے نہین ملتی اور گہاس چارہ صرف
درہ ہی مین ملتا ہے۔ دوسری راہ دریا مین سے حضرت پیر کی
زیارتگاہ سے اس طور پر واقع ہے۔
ابراہیم زئی ۱۱ میل ۱۰۲ میل نو میل تک سڑک دریا مین سے ہے
اور اسکو چند مرتبہ پار ہونا پڑتا ہی چہہ میل وہہ درامی ہی اسمین دو سو گہر ہین
اور صوبہ کا نایب حاکم یہان رہتا ہی اور یہان سے ملک زئی مخت مین سے
ہوکر توما داری اور تاریاب کو سیدہی راہ جاتی ہے سادہ پہاڑ تک
حمی زئی کا ملک ہے مخی زئی مین بیس گڈہیان دریا کے کنارہ راستہ کے
طرف واقع ہین اور کنارہ چپ پر پانچ گانون ہین جنکا عرض قریب ایک میل کے

سادہ پہاڑ پر دریلے قرم مین ایک اور دریا سے قرنانہ آگے شامل ہوتا ہے
یہ دریا ارک زئی کے پہاڑون سے نکلتا ہے اخیر دو میل مین سڑک
پرخطرہ ہے موسی زئی کے قبایل گرد نواح کے پہاڑون پر رہتے ہین اور
سڑک پر رہزنی کیا کرتے ہین ابراہیم زئی ایک بڑا گانون ہے اور
کل کاشت کاری یہان چانول کی ہوتی ہے اسوجہہ سے اسکے
گرد نواح کے لیئے زمین بمشکل ملتی ہے کنارہ راست پر چارہ اور گھاس
بکثرت ہے۔

کوٹ میانجی ½ ۱۴میل ۱۱۵میل تو پون اور رسالہ کے لیئے سڑک
دریا کی راہ ہے پیدل اس راہ سے بہی جاسکتے ہین اور دریا کنارہ کنارہ
گانون مین سے ہوکر جا سکتے ہین پہاڑ دونون کنارون پر پانی تک ہین
کنارہ راست کی طرف صرف ایک یا دو گانون ملتے ہین کہین کہین دہانکے
کہیت نظر آتے ہین کنارہ چپ کی جانب بہت گانون ہین اور سب مین
بڑا گانون پتاکاک اور تویل ستالی اور راولکوٹ اور آگرہ ہین قلعہ
قرم یہان سے قریب دو میل کے ہے۔

(۳۲) جیب کالا ½ ۱۷میل ۱۳۲میل سڑک پر تین گانون متصل واقع
ہین انکو کچکانی کہتے ہین اور شالوزان سے چار میل پر ایک بڑا گانون
واقع ہے جسمین میر ابراہیم کا مقبرہ ہے جیب کالا موضع پوار سے
پون میل کے فاصلہ پر ہے اسکے گرد بہت عمدہ زراعت ہے اور سرکے
چشمون سے آبپاشی ہوتی ہے شترون کے لیئے چارہ بہت ہے
لیکن گہوڑون کی گہاس کم ملتی ہے وہان کے لوگ اپنے گہوڑونکو
جو سا کہلاتے ہین تمام ملک قرم کے بہ نسبت یہان زیادہ رسد ملسکتی ہے

اس گانون مین جتنے مسلمان ہین اوسیقدر ہندو باشندے ہین اور بہت تجارت کیا کرتے ہین۔

(۱۴۴) زیر دست کالا - ۱۰ میل ۲ ۱۴۴ میل جیب کالا سے دو راستے ہین ایک تو پوار مین سے ہوکر اور دوسری راہ اسپنگادی کوتل مین سے ہوکر پوار کی راہ قریب ہے دوسری راہ پوار کے گانون مین نہین جاتی اور دست راست کی طرف ایک نالے مین سے ہوکر نکلجاتی ہے اور یہہ نالہ سیتا رام پہاڑ سے آتا ہے جیب کالا سے تین میل گنڈی خیل ایک گانون پہاڑ پر واقع ہے اسمین کوئی تیس گہر ہونگے یہان تک سڑک کے دونون طرف پہاڑ گولی کی زد سے ہین اور یہان سے چڑہائی ہے یہہ نالہ دست راست پر پہوٹ جاتا ہے اور ایک جنگل ہین سے سڑک گذرتی ہے چڑہائی کچہہ مشکل نہین ہے اور ہاتی توپونکو بخوبی لیجا سکتے ہین اور ہرات کی طرف اوتار بہت آسان ہے اور سڑک بہت اچہی ہے زیر دست کالا ایک خیل حاجی کا برج ہے یہان پوار کی سڑک آکر ملتی ہے پوار کوتل کی سڑک نور مین سے گذر کر گئے نالون کے پار ہوتی ہے اور اس سڑک کی پہاڑون کی زد ہے انہین پہاڑونمین ایک چہوٹا سا گانون گیر زن نامی واقع ہے پانچ میل بعد دو چہوٹے گانون جو پہاڑ پر واقع ہین ملتے ہین یہانکے باشندے مشہور رہزن ہین جیب کالا سے ساٹھہ میل کے بعد کوتل ملتا ہے چڑہائی اسپر پہیر سے ہے اور بیچ سڑک مین دو تین چٹان واقع ہین اس سبب سے توپونکے لئے سڑک درست نہین کیجا سکتی ان پہاڑونپر درخت بہت ہین چوٹی پر ایک برج بنا ہوا ہے تاکہ سڑک کی حفاظت کرتا رہے یہہ برج منگال خیل کے تصرف مین ہے یہان سے زیر دست کالا تک اوتار بتدریج ہے

زیر دست کالا پر شمال کی جانب گانون کے نزدیک خیمہ گاہ کے
لیئے بہت جگہہ ہے یہان کریا ندی بہتی ہے صرف اسی سے پانی
دستیاب ہوتا ہے چارہ بہت کم ہے اور رسد بلکل نہین ملتی۔
۱۵ - علی خیل ۱۰ میل ۲ ۲۵ میل زیر دست کالا سے علی خیل تک کریا ندی
مین سے راستہ ہے راست کنارہ پر اسکے حاجی کی قوم کے گانون
لہوانی جبدران اور بہرام خیل اور ربالو خیل بستے ہین چپ کی جانب پہاڑ
ہین اور ان پہاڑون کی سڑک پر زد ہے خیمہ گاہ کی زمین ایک بلندی پر
واقع ہے جو گانون سے ایک میل آگے ہے اور اس جگہہ کریا ندی
اور ہزار درخت ندی ملتے ہین رسالہ اور پیدل اس جگہہ گانون مین سے
ہوکر پہنچتے ہین اور وہان راستہ مین دو بڑے گہرے نالہ ملتے ہین اور
توپون کو آدہ میل دوسرے طرف جانا پڑتا ہے اور وہان سے ہزار
درخت ندی کی راہ آنا پڑتا ہے ہزار درخت ندی سے خیمہ گاہ پر ایک
بہت ڈہال ہے او سپر توپون کو چڑہنا پڑتا ہے ہزار درخت
ندی سے پانی ملتا ہے علی خیل ایک بڑا گانون ہے اسمین کوئی
پچاس احاطہ ہین ہر احاطہ مین بجای خود ایک قلعہ ہے گہر دو منزل
ہے منزل بالا مین تو آدمی رہتے ہین اور منزل زیرین مین مویشی
رہتے ہین کسیقدر رسد یہان ملسکتی ہے لیکن اگر لوگون پر تشدد کیا جائے
کیونکہ جسقدر وہ پیدا کرتے ہین اوسیقدر اونکو کافی ہوتا ہے چارہ
لہاس کم ہے جلانی کی لکڑی بہت ہی علی خیل سے ایک سڑک پہاڑ
پر سے وسط ملک بنگال مین جاتی ہے اور فرقہ بنگال اس سڑک پر
بہت رہزنی کرتے ہین۔

(۱۶) ہزار درخت ۱۲ میل ۱۶۵ میل سڑک ہزار درخت ندی کے اندر اوترتی ہے اور برابر اسکے راہ جاتی ہے تمام منزل مین چڑہائی ہے یہان گہاٹی دو میل چوڑی ہے لیکن چار میل کے بعد رخیان وہ کے پاس پہونچکر آدہ میل چوڑی راہ جاتی ہے اور دونون طرف اونچے اونچے پہاڑونکی چوٹیان ہین آگے چار میل تک سڑک شمال کے جانب جاتی ہے اور تنگ ہوتی جاتی ہے یہانتک کہ صرف دو سو گز کی رہجاتی ہے آٹہہ میل کے بعد سڑک مغرب کی طرف مڑتی ہے اور ایک دوسری سڑک سیدہی کابل کو جاتی یہان اونچے پہاڑونکے سلسلہ ہیں اور بعض پہاڑون کی شاخین ندی تک آجاتی ہین اور انکی چڑہائی بہی بہت مشکل ہے اینر دیودار کا جنگل ہے یہان کوئی گانون نہین ہے وسیع ترین جگہہ پر ایک رجمنٹ کے خیمہ گاہ کی جگہہ ہے اگر کوئی لشکر یہان خیمہ ڈالے تو متفرق ہوکر ہٹنا پڑیگا اور لشکر یہان حملہ کیا جاتو خرابی لشکر متصور ہے لیکن اس سے بہتر جگہہ بہی نہین ملتی تو بونکو بہت مشکل اس منزل مین پڑیگی کیونکہ ندی مین بہت چٹان نہکر آگئی ہین کسی قسم کی رسد یا چارہ یہان نہین ملتا۔

۱۷۔ اخمار شاہ ۸ میل ۱۷۳ میل تک سڑک کل کی منزل کی موافق ہے بعد ازان حاجی تھانہ ملتا ہے یہہ ایک چھوٹا سا قلعہ ہے لیکن اسکے اردگرد پہاڑیان ہین یہان سے سرخیل کوتل قلعہ تک چڑہائی زیادہ آسان ہے ایک میل بعد کاٹا سانگ ہے یہان پر ایک برج بنا ہوا ہے یہہ برج حاجی اور غلزئی کی سرحد پر واقع ہے ہزار درخت سے ساٹہہ میل پر سرخیل کوتل واقع ہے کو تہال کی چڑہائی بہت

پہسلوان ہین) دونون طرف اسکے پہار ہین اور چوٹی پر ایک برج ہے جو خیل غلزئی کے قبضہ مین ہے اسکے بعد تھوڑا سا اوتار ہے اور ایک میل کا میدان پڑتا ہے - اوسکے بعد اخمار شاہ ملتا ہے خیمہ گاہ کی جگہہ یہان اچھی ہے گرد کی بلندیون پر پہرا بٹھانا پڑتا ہے پانی چشمون سے حاصل ہوتا ہے انہین چشمون سے سرخیل ندی نکلی ہے رسد نہین ملسکتی اور چارہ کم ملتا ہے خیمہ گاہ کی بلندی (۱۲۴۵۹) فیٹ سطح سمندر سے بلند واقع ہے اور دسمبر سے اپریل تک سڑک برف سے بند رہتی ہے -

(۱۸) دو بندی ۹ میل (۱۸۱ میل) خیمہ گاہ سے درہ شترگردن کی چوٹی تک سڑک دو میل تک برابر چڑہتی جاتی ہے اور اوسکی دونو طرف قریب قریب بلند پہاڑ ہین اس درہ کا اوتار بطرف لوگار نہایت تیز ہے پہلوان ہے پیچ در پیچ ہین اور بہت طویل ہے سنتے ہین کہ سردار محمد اعظم خان چہوٹی توپین شترون پر رکہکر یہان سے لیگئے لیکن بہاری گاڑیون کے لئے راستہ نہین ہے اور بہت محنت ور و پیہ خرچ کیا جائے تو توپخانہ کی گذر کے موافق راستہ ہو سکتا ہے اگر اس درہ مین مخالفت کیجائے تو لشکر کے لئے یہہ بدترین راستہ ہے اور اسمین سے گذر کرنا ناممکن ہے قلعہ کو تہال اخوند کالا تک سڑک ایک چہوٹے نالے مین سے ہے جسکی وسعت سو گز سے زیادہ کہین نہین ہے اور دونون طرف کئے سو گز اونچے پہاڑ ہین اس گانون سے راستہ تیس فیٹ کا چوڑا رہجاتا ہے اور تین میل تک یہہ راستہ نہایت پہسلوان چڑہائی ہے اسکے بعد ایک چشمہ شمال کی جانب سے آکر ملتا ہے یہان

خیمہ گاہ کے لئے جگہہ ہے گانون کے مقابل ایک بڑا تھانہ ہے
جو اب کسیقدر ویران ہی چارہ لکڑی رسد بمشکل حاصل ہوتی ہی -
۱۹ - خوشی ۹ میل - ۱۹ میل دو میل تک ابتی چشمہ مین سے آتی
ہے لیکن یہان اکثر پانی کہین سے نکلتا ہے اور ایک نیچے پہلو
گہاٹی مین گرتا ہے یہان سے سڑک دست راست کی طرف مڑتی
ہے اور ایک پہاڑ پر سے گذرتی ہے جسکا نام ستنگی کوتل ہے
اور اسکی چوٹی پر ایک برج بنا ہوا ہے یہان کوئی بیس نفر رہتے
ہین اور سڑک کی طرف حفاظت کرتے ہین اسکے بعد سڑک دفعتہ نیچا اور تنگ
ہے اور ایک چشمہ کے کنارہ کنارہ جاتی ہے جسمین سے ہم آئے
تھے یہان یہ چشمہ سو فٹ چوڑا ہو گیا ہے اور اسکے کنارہ تین سو فٹ
اونچے ہین اس گہاٹی مین البتہ کہیت اور باغات ہین ورنہ یہ تمام خشک
ہین خوشی گانون پر یہ گہاٹی پون میل چوڑی ہوگئی ہے اس
گانون مین تین سو گھر ہونگے خیمہ گاہ کے لیئے زمین اچھی ہے
پانی اور رسد بہت ملتی ہی لیکن شترون کے لئے چارہ کم ہے خوشی
کابل چار منزل ہے زرگن شہر بارہ میل سفید سنگ بارہ میل
چار اسیاب دس میل یہہ سب بڑے گانون ہین اور لوگار کی گہاٹی
مین واقع ہین یہہ گہاٹی بہت وسیع اور طویل ہے اور چار آسیاب سے
کابل دس میل ہے -
۲۰ - حصارک دس میل ۲۰۰ میل سڑک خوشی کے نالے مین ہے
ہی دونون طرف ریتلا اور سر میدان ہے دریا کے کنارہ پر دو میل
تک زراعت ہوتی ہے اور جہان تک آبپاشی دریا سے ہوسکتی ہی

زراعت کیجاتی ہے لوگار ملک مین آبادی دریا کے کنارہ پر بہت ہے
اور جہان کہین موقع ملا ہے زراعت کی گئی ہے حصارک سے قرم کو
جنوب و مشرق کی جانب ایک اور سڑک جاتی ہے جو التیمور دہ سے
ہوکر لوکارو قرم دریا کے پار ہوکر زرمات گہاٹی مین جاتی ہی اور
وہان سے قاسم دہ مین جا نکلتی ہے لیکن سنتے ہین یہہ راستہ
بہت مشکل ہے اور اس راستہ سے آمد و رفت بہت کم ہوتی ہے
کیونکہ لوٹ مار اوس سڑک پر بہت ہے۔

۲۱- جیب کالا ۹ میل ۲۰۹ میل خیمہ گاہ سے ایک میل دریا سے
لوکار ملتا ہے یہہ دریا ہر جگہہ پایاب ہے سوائے اس جگہہ کے اور
اس پر پل بندھا ہوا ہے سڑک تنگ ہے کہیتون مین چکر کہاتی ہوئی
گئی ہے اتنی چوڑی نہین ہے کہ دو گہوڑے سوار برابر نکل سکین
اور رستے گانون مین سے گذرتی ہے ان گانون مین سے سینڈا اور بانگی
بارک بڑی گانون ہین اور ان کی فصیل بہت مستحکم ہے جیب کالا پر
کہیتون کے نزدیک خیمہ گاہ کے لیئے زمین اچہی ہی پانی لوگار دریا
کے ایک چشمہ سے ملتا ہے رسد بہت کثرت سے ملسکتی ہی
چارہ اور لکڑی کم ملتی ہے۔

(۲۲) امیر کالا - ۹ میل ۲۱۸ میل آج بہی ملک ویسا ہی ہی جیسی کل
کے منزل مین تہا لیکن فصیل دار گانون کم ہین۔

(۲۳) حیدر خیل - ۱۲ مل ۲۰۱۸ میل اول حصہ سڑک کا ایک
تنگ گہاٹی میں واقع ہے دونون طرف پہاڑ ہین دو میل کے بعد
ٹانگی و زدوق ایک بڑا گانون ملتا ہے اسمین تین قلعہ ہین جسکی

فصیلین بہت پختہ پتھر اور مٹی کی بنی ہوئی ہین بندوقین لگانے کے
لئے سوراخ فصیلون مین ہین اور توپ لگانے کے برج بنے ہوئے ہین چار میل
کے بعد دواب گانون ملتا ہے اور یہان پر لوگار اور شیرہ ندی ملتی
ہین یہان سے سڑک مڑتی ہین اور امیر کالا سے چھ میل پر اوس شاہراہ
سے ملجاتی ہے جو کابل و غزنین کے درمیان مین ہے اور سیدآباد مین
گذر کر حیدر خیل پہنچتے ہین۔

(۲۴) ہفت اشا ۱۱ میل ۲۴۲ میل

(۲۵) شش گانون ۸ میل ۲۵۰ میل۔ ۲۶ غزنین
۱۳ میل ۲۶۴ میل۔

اقوام افغانستان

واضح ہو کہ افغانستان مین مختلف قومین رہتی ہین۔ گو ملک
چھوٹا ہے مگر قومین باعتبار رقبہ و وسعت ملک بہت ہین اور اونکی
بولی مین بھی خلاف ہے مثلاً مثلاً خاص افغان اور عرب پشتو
بولتے ہین۔ تاجیک اور قزلباش فارسی۔ ہزارہ اور چند اور
اقوام ماوراء النہر کی فارسی مین گفتگو کرتے ہین خاص ایران کی
زبان اور ماوراء النہر کی زبان مین کچھ یون ہی سا فرق ہے مثلاً ایران
مین مشک بکسر میم بولتے ہین اور ماوراء النہر مین بضم میم پس ایسا ہی فرق
سمجھئے جیسا لکھنو اور حیدرآباد کی اردو مین۔ ہندکی اور جاٹ ایک
قسم کی ہندی زبان مین گفتگو کرتے ہین کاشمیر اور اہل ارمینیا بھی

یہان بود و باش اختیار کی ہے - مگر معدودے چند دامن کوہ ہندوکش
مین اکثر قومین سکونت پذیر ہین مگر یہہ نہین کہلتا کہ کس نسل کی ہین
اور کہان سے آئین - مثلاً ورغانی - لغمانی - قادال - سادو خیچہ کافیر
بعض علما کی تحقیقات سے ثابت ہوا ہے کہ شاید پہلے یہ لوگ ہندو تھے
مگر اب سب نے مذہب اسلام اختیار کیا - ان سب اقوام مین افغانہ کو
بلحاظ حکومت و باعتبار کثرت ترجیح ہے -

(۱) **تاجیک** - تاجیک ایک مقام کا نام ہے مگر یہان اوس
قوم سے عبارت ہے جو افغانستان کی مغربی حصون مین رہتی ہے
افاغنہ کے بعد اوس ملک مین باعتبار کثرت و طاقت اس قوم کا دوسرا
نمبر شمار کیا جاتا ہے بعض مورخون کا قول ہے کہ یہہ لوگ فارس کی
نسل سے ہین اور پہلے وسپر ہی قابض تھے فارسیون کی اور انکی
زبان لب و لہجہ مین بہت فرق نہین ہے - تاجیک خوبصورت اور
خوش رو جوان ہوتے ہین اور نہایت طاقت دار اور قوی الجثہ - انکی
اور افاغنہ کی طرز معاشرت اور لباس وضع چال ڈھال مین کچھ فرق
نہین ہوتا - مگر ایک امر خاص مین البتہ بڑا فرق ہے وہ یہہ کہ تاجیک
راحت کے عاشق اور تجارت کے دلدادہ اور محنت کے عادی
ہین اور ان اوصاف حمیدہ کی بدولت مرفہ حال اور آسودہ رہتے
ہین مگر افاغنہ تجارت کی نام پر لاحول پڑھتے ہین اور محنت سے ڈرتے
ہین - تاجیک جو پیشہ اختیار کرتے ہین اسمین محو ہو جاتے ہیں اور اہتمام
بلیغ کرتے ہیں کہ اوسمین کامیابی حاصل ہو - ضلع جوئی کفایت
شعاری ریاضت شاقہ انکا خاص ملک ہے مگر انتہا کے ضعیف الاعتقاد

اوران پڑھ جاہل۔ اس قوم کے اکثر آدمی فوج مین بہی بہرتی ہین ۔
امیر کابل کی فوج مین بیشتر اور برٹش گورمنٹ کے لشکر مین بہی ہین
جب زراعت کو چہوڑکر سپاہ گری اختیار کرتے ہین تو ترک کہلاتے
ہین۔ اس سے کوئی صاحب رومی یعنے باشندگان ٹرکی نہ سمجھ
بیٹھین۔ بعض اضلاع کابل کی فوج ملیشیا مین یہہ لوگ بکثرت بہرتی
ہین ڈاکٹر بلو صاحب نے لکہا ہے کہ تمام افغانستان مین ۵ لاکھ
تاجیک ہونگے یہہ سب سُنی ہین ۔
۲ ۔ ہزارہ ۔ یہہ قوم ایک قسم کی فارسی بولتی ہے مگر ترکی الفاظ
کی آمیزش بہت ہے قوم تاجیک سے اور اس سے کوئی تعلق
نہین قوم ہزارہ کی خط وخال چال ڈہال اور پستہ قد ہونے سے
ثابت ہوتا ہے کہ وہ تاتار کی نسل سے ہین افغانستان
مین یہہ قوم بہت ہی تہوڑی ہی ۔ یہہ لوگ ایک جگہہ بلکہ بہت کم رہتے
ہین بلکہ کوئی ادہر کوئی ادہر ہر طرف منتشر ہین ۔ اکثر خدمتگاری کرتے
ہین اور بیشتر کہیتون مین مزدوری ۔ محنت کے اسدرجہ عادی ہین
کہ انسے زیادہ جفاکش افغانستان مین شاید ہی کوئی قوم ہو آزادی
جان دیتے ہین مگر جب نوکری اختیار کی تو وفاداری نمک حلالی
اور اعلی درجہ کی دیانت اطاعت و فرمانبرداری ظاہر کرتے ہین اس
قوم کو ہزارہ اس وجہ سے کہا کہ کوہ ہزارہ کی گہاٹیان اور
درے انکا خاص مسکن ہے لہذا یہہ خود بہی ہزارہ کہلانے لگے
دیانام زمستان مین ہزارون ادمی پہاڑون سے اُتر کر افغانستان کے
مختلف اضلاع یا سرحد پشاور پہ تلاش معاش جاتے ہین یہہ لوگ

نہایت مفلس اور شکستہ حال ہین انکا کفن کو پاس نہین ہان غزنی کے
قرب وجوار مین البتہ چند کے پاس اراضی ہے باقی سب تلمون
اور نوکر و انکا کام دیتے ہین جراءت مین ان لوگون نے افاغنہ کو
بہی مات کردیا - اور مصیبت کے برداشت کرنے مین مشق بہی بہت ہے چنانچہ
کہ سبحان اللہ - انکی اکثر مین بہی کلام نہین افاغنہ نے بارہا
بارہا چاہا کہ انکے پہاڑون پر قبضہ کرین مگر بے سود - یہہ ہمیشہ شجاعت
اور بسالت سے پیش آئے - خراج بہی کبہی ندیا - افاغنہ سے
انہین بڑی عداوت ہے - انہین مذہب امامیہ کے پیرو بہت ہین
مگر خاص شیعہ اور ان کے مذہب مین تباین ہے - یہہ حضرت علی کو
خدا سمجہتے ہین اور انکا مذہب علی الٰہی کہلاتا ہے - افاغنہ انکو یہود
وغیرہ سے بہی بدتر اور ملحد اور منکر سمجہتے ہین - ایچ بیلو صاحب کی
تحقیقات سے ظاہر ہوا کہ تیرہ صدی عیسوی کے وسط مین یہہ لوگ
چنگیز خان کے ساتھ تاتار سے آئے تھے اور تب سے یہان ہی رہتے
ہین - چنگیز خان نے توڑ کر ہندوستان مین لوٹ مار شروع کی
یہہ کوہ ہزارہ ہی مین رہگئے - ازبک اور ہزارہ اور تاتار کو ملاکر سات ہزار
سے زیادہ تخمین ہین -

(۳) قزلباش - یہہ لوگ تاجیک کی نسبت بامحاورہ اور
فصیح فارسی بولتے ہین - ترکی نسل سے ہین - اور مذہب اثنا عشری
پیرو - افغانستان مین کوئی ڈیڑہ سو برس سے سکونت کرتے ہین
۱۷۳۷ء مین نادر شاہ کے ہمراہ رکاب آگئے اور اوسی بادشاہ کے
حکم سے کابل مین بسے - تب سے جمے ہین اور کابل مین انکی بڑی دہاک ہے

قزلباش جری جیوٹ الحسین اور زیبا اندام ہوتے ہین ۔ سپہ گری
مین بہی یہہ مشہور ہین ۔ مگر تراش خراش کے ازبس شایق اور
انتہا کے شریر ۔ امیر کابل کے سوارون مین قزلباش بڑی کثرت سے
ہین ۔ انگریزی فوج مین بہی قزلباش سوار بہت ہین ۔ یہہ قوم
شہسواری مین طاق اور خوب مشاق ہے ۔ افغانستان مین یہہ لوگ
عموماً تجارت یا طبابت کرتے ہین اکثر بڑے بڑے قصبون اور مشہور
مشہور شہرون مین سکونت کرتے ہین اور اور اقوام کابل کی نسبت
زیادہ تربیت یافتہ اور روشن ضمیر سمجہے جاتے ہین ۔ قزلباش
افاغنہ کے ساتہہ اپنی لڑکیون کی شادی کر دیتے ہین اور افغان بڑی
خوشی سے اونکو بیاہ لیتے ہین مگر یہہ ممکن نہین کہ کوئی افغان
اپنی بیٹی کی شادی قزلباش کے ساتہہ کر دے ۔ وہ قزلباش کو
زندیق تصور کرتے ہین ۔ وجہ یہہ کے انکے اور اونکے مذہب مین
اختلاف ہے اس قوم کے دو لاکہہ آدمی کابل مین رہتے ہین ۔

(۴) ہندکی ۔ ہندکی اون اہل ہنود قوم چہتری سے مراد ہے جو
افغانستان مین رہتے ہین ۔ یہہ لوگ سوداگری پر اودہار کہائے
بیٹہے ہین اور تجارت کو افغانستان مین انہون نے چمکایا اور خوب
فروغ دیا شہرون اور قصبون اور بڑے بڑے موضعون مین انکی
تعداد بہت ہے اور اعزاز کے ساتہہ رہتے ہین افاغنہ کو انسے
فوایدکثیر حاصل ہوتے ہین اور انکی اعانت کی بدرجہ غایت محتاج ہین
اگر ہندکی کابل کی سکونت سے کنارہ کش ہو جائین تو افاغنہ کو
بڑی بڑی دقتین لاحق ہون ۔ تاہم چونکہ ہندو مین گورنمنٹ کابل

اُنسے جزیہ لیتے ہین اور بقول ڈاکٹر بلوصاحب جو حقوق اہل اسلام کو حاصل ہین وہ کل حقوق انکو حاصل نہین ہین - اور سب صرف یہہ کہ وہ ہندو ہین قطعی ممانعت ہے کہ خبردار کوی مذہبی رسم نہ ادا کرنا اور اگر ادا کرو تو اپنی گھر مین خفیہ طور پر - اور تاکید ہے کہ انکی گواہی کسی مقدمہ مین نلیجاے انکو گہوڑے پر چڑہنے کی اجازت نہین - گہوڑے پر سوار ہوے اور پکڑے گئے فوراً ماخوذ - ہان ننگی پیٹہ ہو تو مضایقہ نہین مگر کاٹھی یا زین پوش نہو ان سب سختیون کو یہہ بیچارے بصد استقلال برداشت کرتے ہین کیونکہ تجارت کے ذریعہ سے روپیہ خوب ملتا ہے - ہندوستان کی شاہان اسلام تربیت یافتہ اہل ہنود کی بڑی خاطر کرتے تھے مگر افاغنہ تو غیر تربیت یافتہ ہین -
فکر معاش مین اس قوم کی مستقل مزاجی اور محنت شاقہ اور تدابیر شایستہ کی جسقدر تعریف کیجئے بجا ہے - چاہے جس حالت مین ہون روپیہ پیدا کرنے سے نہ چوکینگے اسمین انکو ملکہ حاصل ہے - مگر پکے ہندو ہزار طرح کی سختیان جھیلین مگر مذہب نہ بدلین - شاذ و نادر ہے کوئی ہند کی کسی خاص وجہ سے مسلمان ہوا ہوگا - ہند کی یہی ایک جری قوم ہے -

(۵) جاٹ - جاٹ سنت جماعت ہین انکی نسل کا حال معلوم نہین ہوتا مگر بعض مورخون کی رائے ہے کہ افغانستان پر سب سے پہلے یہی قابض تھی - خط و خال تو اچھے ہوتے ہین لیکن چہرہ سرخ و سفید نہین - جری قوم ہے - جاٹ سب مرکز دایرہ افلاتن ہین - شاذ ہی کسی کے پاس اراضی ہو - اس قوم کے لوگ عموماً حجام - قوال - خاکروب

یا مزدور ہین - ہند کی اور جاٹ ملاکر ۶ لاکھ کے قریب ہونگے -

(۶) **مختلف اقوام** - انکے سواے اور بہی بہت سے قومین کابل مین رہتی ہین مگر اونکا حال معتبر طور پر ابہی تک معلوم نہین ہوا بعض کہیتی کرتے ہین - بعض سنے امراے کابل کی نوکری کرے - بعض فوج مین بھرتی ہین - بعض آدمی پہاڑون پر رہنے لگے - بعض سنے مویشی پالے - انکی زبانون مین بہی کچہہ کچہہ اختلاف ہے اور عادات و رسوم مین بہی - ہین تو مسلمان مگر اسلام کے فرایض اور مسائل مذہبی کو خاک نہین سمجھتے - صرف نام کے مسلمان ہین - ورنہ مسلمانی بجز جہل کے سبب سے اصول مذہب سے واقف نہین ہوسکتے - بلکہ اکثر امور مین بالکل خلاف عقاید اسلام برتاو کرتے ہین - انہین سے نیچہ کا فر تہوڑے ہی دن سے مسلمان ہوئے ہین - اور باقی ماندہ اقوام دغانی اور لغانی وغیرہم بہی نومسلم ہین - بعض سابق مین ہندو تھے اب مسلمان ہوگئے - انہین سے بعض قومین افاغنہ کی عملداری سے پہلے یہان رہتے تھین - جب افغانون کی عملداری ہوئی تو یہہ دبگئے اور وہ غالب آئے - وہ حاکم محکوم ہوئے - اونہون سنے حکمرانی کو شروع کی - یہہ مزدوری یا کہیتی کرنے لگے - ان مختلف اقوام کی ڈیڑہ لاکھ سے زیادہ نہونگے - قوم کافر کوہ ہندوکش کے حصہ جنوب مین مسکن گزین ہے یہہ لوگ جامہ انسانیت سے خارج اور بالکل وحوش ہوتے ہین - اور بعض اوقات پتھر لڑہکانے لگتے ہین

ع کلوخ انداز را پاداش سنگ است * گو دستور العمل بناتے ہین - کئی بار اس قوم شجاع و دلیر نے افاغنہ کے دانت کہٹے کر دیئے

اور ہمیں بالت سے کلہ اکلہ لڑے کہ وہ بہی یاد ہی کرتے ہونگے
ہان کمزوروں کے دام مین پہانسکے۔ البتہ افاغنہ نے انکو بعض اوقات
گرفتار کرلیا۔ لیکن مقابلہ کی بے لوث لڑائی مین کبھی نیچا نہ دکہاسکے
بلکہ زک پر زک پائی۔

۷۔ حاجی۔ یہہ قوم علی خیل کے قریب رہتی ہے۔ علی خیل قسم کے
نسبت سطح بحر سے زیادہ بلند ہے۔ یہہ لوگ وجیہہ۔ حسین قوی ہیکل
اور جفاکش ہوتے ہین۔ مگر میلے کچیلے اور کثیف رہتے ہین۔ خدا جانے
انہین کثافت سے کیا عشق ہے حاجی شیعہ ہین۔ افاغنہ سے انہین
نفرت اور افاغنہ کو انکی صورت سے تنفر ہے۔ کیونکہ یہہ شیعہ وہ سنی
ہین۔ اونکے جسم کا رنگ بالکل بہورا ہوجاتا ہے کیونکہ یہہ لوگ ایک
قسم کی لکڑی جلاتے ہین جسکا کالا کالا دہوان اونکے بدن کو بہورا
کردیتا ہے۔ سوا ے ازین سرد پانی سے نہانا جانتے ہی نہین۔ ٹہنڈے
پانی سے افیونیون کیطرح بہت ہی خائف رہتے ہین۔ قطع یہہ کہ ٹوپی ہر
توڑتہ ندارد۔ گرتہ ہے تو ٹوپی غائب افلاس کے ہاتھون تباہ
ہین۔ خچر پالنا انکا خاص پیشہ ہے۔ اور انکے خچرون کی کابل مین قدر
بہی بہت ہوتی ہے۔ مکانات عجیب قطع کے ہوتے ہین۔ صحن پست
اور دیوارین پتھر کی بنی ہوتی ہین۔ عورتین بیٹیان جنانکی بڑی شائق
ہین۔ کوٹھے پر بیٹھی ایک دوسرے کے بال سنوارا کرتی ہین پیچھے
چوٹا بندہا رہتا ہے۔ دیوارون مین سوراخ اور رندے بکثرت ہوتے
ہین تاکہ ہوا صاف آئے وہوا اونکی راہ سے نکلجائے۔ اور اگر غنیم حملہ آور
ہو تو بندوقین رکہکر دائین دائین فیر کردین اس فرقہ کی دو قسمین ہین

ایک کو علی خیل جاجی کہتے ہین - دوسرے کو شاموخیل جاجی - سنہ ۱۸۵۷ع
مین جب انگریزون نے کابل مین سفارت بہیجی تہی تو اس قوم نے
بڑی شرارت کی تھی -

۸ - ٹوری - یہہ قوم جاجی کے اضلاع متصل رہتی ہے یہہ لوگ
سنت جماعت ہین - لہذا ان سے اور جاجی سے دلی عداوت ہے
اور آئے دن تعصب مذہبی سے جنگ کی ٹہرتی ہے - روز چخ ہوا کرتی
ہے - دونون موقع وقت کی منتظر رہتے ہین موقع پایا اور لوٹ لیا
جاجی اور توری تنہا اور نہتے اپنے اپنے پہاڑون سے نہین نکلتے کہ
مبادا دشمن کمین گاہ مین ہو اور اکیلا پاکر مار ڈالے اگر غنیم کو غافل
پایا تو چڑہ دوڑے - فتحیاب ہوئے تو اونکی عورتون اور مویشی کو پکڑ
لائے - گانون کو جلاکر خاک سیاہ کر دیا - ذکور کو تہ تیغ کیا انکی بات بات
سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر دم چوکنے رہتے ہین موضع باغزائی مین جو
دریاے قرم کے مغرب مین واقع ہے اسی قوم کے لوگ رہتے
ہین ان مین ایک عجیب وغریب رسم یہہ ہے کہ جہان کسی کے ہان لڑکا
پیدا ہوا اوسکو ہاتہون ہاتھ دیوار کی ایک بہت بڑی روشندان سے
ادہر سے اودہر اور اودہر سے ادہر کئی بار لیجاتے ہین اور دس بارہ
ضرب توپ کی سلامی سر کرتے ہین ڈاکٹر بلو صاحب نے زیب رقم
فرمایا ہے کہ اس تقریب سعید مین اقربا مدعو ہوتے ہین اور سب
دعا مانگتے ہین کہ یہہ لڑکا چوری چکاری اور چکے پن مین خوب طاق ہو
وقت ولادت روشندان سے ادہر سے اودہر لیجانیکے یہہ معنی کہ نیند کے
اور نقب لگانے مین مشاق ہو - ان باتون مین ٹوری بیشک وشبہہ

اپنی آپ ہے نظیر ہین۔ جرأت مین بہی کم نہین۔
۹۔ کاکار۔ اس قوم کے لوگ داوی بوری اور وردہ لون کے پہاڑون پر رہتے ہین۔ افغانستان حصہ مغربی مین کنکر اور پتھر اور ریت کے میدانون مین ہنگ کے درخت پہولتے ہین۔ اور اوائل مارچ مین اس پودے کے پتے اور کوپلین نکلتی ہین۔ اپریل اور مئے مین ہنگ درختون سے بافراط تمام تر ملتی ہے۔ ہزارہا آدمی قندہار سے ہرات تک ہنگ جمع کرنے جاتے ہین۔ ہنگ لیکر ہندوستان مین آتے ہین اور اس تجارت سے فائدہ کثیر حاصل کرتے ہین کیونکہ ہند مین اسکی خوب بکری ہوتی ہے۔
۱۰۔ غلزئی۔ دریاے ترناق اور موسن قلعہ کے قریب قلات غلزئی مین یہہ لوگ بود و باش کرتے ہین۔ یہہ لوگ خیمون مین رہتے ہین انکے خیمہ ہاے سیاہ نشیب مین نصب ہوتے ہین۔ خاص پیشہ انکا یہہ ہے کہ بلند مقامات پر جہان سبزہ کثرت سے ہے بکری اور گلہ چرائین دنبے بہی کثرت سے پالتے ہین۔ سفارت کابل نے جو ۱۸۵۷ء مین بہیجی گئی تہی بڑی حیرت سے دیکہا کہ انکے دنبون اور بکرون کے ساتھ ہرن بہی چر رہے ہین اور ذرا نہین بھڑکتے۔ لوگون نے بیان کیا کہ اسی طرح ہرن اکثر اوقات بکرون وغیرہ کے ساتھ بند کردئے جاتے ہین اور غلزئی اونکو ذبح کرکے بہون بہون کر نوش جان فرماتے ہین۔ غلزئی بہی جری اور وجیہ ہین اور وقت جنگ بڑے خونخوار ہو جاتے ہین۔
جن اوریاری اور برقنزئی وغیرہ قومونکا حال مفصل نہین معلوم ہوسکا

جن اقوام کا حال اوپر بیان کیا گیا اونمین وحوش اور جاہل اوران پڑھ بہت بلکہ قریب قریب سب ہین اور سب دلیر جری شجاع جیوٹ فنون سپہ گری مین طاق لڑنے مین مشاق۔ مگر اصول کی لڑائی اور فنون جنگ ومصاف سے ناواقف ہین اس بیان دلچسپ کے معاینہ سے بخوبی ہویدا ہے کہ جو اقوام تجارت کی شائق اور سوداگری پر محو ہین وہ نہایت مرفہ حال اور خوش وخرم ہین۔ کابل مین چہتریون سے زیادہ زردار اور متمول کوئی قوم نہین۔ وجہ یہہ کہ سوداگری عموماً انہین کے ہاتھ ہے۔ تاجیک زراعت کو ترقی دے رہے ہین پس اور اقوام کی نسبت اونکو معاش کی قلت بہی نہین۔ جاٹ تجارت وزراعت دونون سے محروم ہین دیکھہ لیجئے ڈلیا ڈہوتے ہین اور نان شبینہ تک کو محتاج ہین۔

یہہ شہر ایک پرانا اور قدیم ہے۔ ملک افغانستان کی مغرب مین واقع ہے۔ مورخین ایشیا بنائے ہرات کے بابت یون رقمطراز ہین کہ جہان ہرات بستا ہے پہلے اسجگہہ پر ایک چہوٹا سا قصبہ تہا۔ نامی قوشنج آباد۔ بعض مورخین کا قول ہے کہ قصبہ قوشنج کو پشتنگ ابن افراسیاب ابن مزود ابن کنعان نے آباد کیا تھا۔ اور بعض کا قول ہے کہ ہوشنگ کا آباد کیا ہوا ہے۔ ایک ایشیائی مورخ لکھتا ہے کہ شہر ہرات کو زمانہ بخت النصر کے پانچسو سال بعد آباد ہوا ہے۔ شیخ عبدالرحمن جامی نے اپنی خود تصنیف تاریخ ہرات مین وجوہ بتائے۔ ہرات یون لکہتے ہین کہ۔ اول وجہہ بنائے ہرات کی یہہ ہے کہ جب جمشید ابن طہمورث بن ہوشنگ نے دعوے الوہیت کا کیا اور اپنی الوہیت کی تسلیم

کرانیکے واسطے لوگون کو ازبس تکلیف پہنچائے - اور اون کے مال
اور اموال کو غارت کر دیا تو وہ لوگ جان سے تنگ آکر اپنی ولایت
مالوفہ سے غیر ملکون کو چلے گئے - او نین سے قریب پانچہزار آدمی کے
عدد کابل مین جاگزین ہوئے - لیکن اوسجگہہ اون کا بفراغت گذارہ
نہین ہوسکتا تہا - اسواسطے وہان سے کوچ کر ملک غور سے ہوتے
ہوئے ایک غیر آباد جگہہ مین جہان اب قصبہ اوبہ آباد ہے - اقامت
پذیر ہوئے ایک مدت تک وہان بڑے یگانگت اور اتحاد سے ستے
رہے اور جمشید کے پنجہ ظلم سے رہائی پائی - لیکن چونکہ فلک کہن سال
کسی کو آرام اور راحت مین زندگی بسر کرتے ہوئے - دیکہہ نہین سکتا کہ
چند ہی مدت کے بعد اونین باہمی فساد وعناد شروع ہوئے اور ایک
دوسرے کا جانی دشمن ہوگیا اس آتش فتنہ وفساد کو یہان تک
اشتعال ہوا کہ علانیہ معرکہ حرب وضرب قایم ہوا - اس محاربہ اور
معرکہ آرائی مین لاکہون جانین کہیت رہین - اور ہزارون جریح ہوگئے
اور زخمی ہوئے - آخر کار فرقہ ہیاطلہ غالب آیا اور دوسرا فرقہ مغلوب
ہوا - مغلوب فرقہ نے مارے خوف مخالفین اور ہراس غالبین کے
رات ہی رات دشت بردومالان کے راہ لیئے اور وہان سے موضع کلارستان
علویان کے مضامات مین رہنا شروع کیا جب فرقہ ہیاطلہ کو خبر ہوئی تو
اونہون نے چند عمال بہیجکر فرقہ مغلوب کو کہلا بہیجا کہ اگر تم اس جنگل مین
ہمارے مطیع اور باج گذار ہوکر رہو تو ورنہ ہم رات کو تمہاری اولاد اور
اخفاد پر شبخون مارا کرینگے - جب قوم مغلوب نے یہہ پیغام سُنا تو اپنی
قوم شیوخ کے ساتہہ ہم مشورہ اور ہم صلاح ہوکر عمال آدہ کو کہدیا

کہ ہم سال بسال فرقہ ہیاطلہ کو سرگروہ کی خدمت مین باج مقررہ بھیجدیا کرینگے - اس امر پر ہیاطلہ راضی ہوگئے - اور ہر سال اونسے مراعی و مواشی خراج مین لیتے رہتے - اور دشمنی دیرینہ کے باعث ہر ایک طرح سے فرقہ مغلوب کو انواع و اقسام کے رنج اور درد پہنچاتے رہتے - جب فرقہ مغلوب اعدا کے ہاتھ ان سے از حد تنگ آیا تو سارے قوم نے اکٹھے ہوکر صلاح کی کہ کوئی ایسی تجویز حسنہ کرنی چاہیئے کہ جس سے ہم ان ظالمون کے ہاتھ سے رہائی پاوین اور آزادانہ طور پر زندگی بسر کرین - فرقہ مغلوب مین ایک عورت بحسن صورت موصوف و بلطف سیرت معروف بزیور دانش آراستہ و بلباس فضایل پیراستہ شمشیرہ نام حکمران تھی - جب اوس نے قوم کے کمینون کو اور اون کے آزادانہ خیالات کو دیکھا - تو دانایان قوم کو طلب کرکے کہا کہ اگر تم میری رائے کے مطابق چلو اور مجھکو صدق دل سے اپنا مونس اور ہمدرد جانو تو مین تمکو ایک تھوڑی سے مدت مین اپنی تجویز صائب اور تدبیر غالب سے اس موجودہ مکان خواری سے منزل حکومت اور سرداری تک پہنچادونگی - اور اگر تم نے اپنی رائ کے اوپر چلنا ہے تو مین تمھارے ساتھہ کبھی اسبارہ مین شریک نہونگی - قوم کے لوگون نے اپنی ملکہ کی آزادانہ اور مردانہ خیالات سنکر جواب دیا کہ ہم کسی صورت سے تیری اطاعت اور انقیاد کے دائرہ سے قدم باہر نہین رکھتے - اور ہم کو تیرا مدبر اور مجوز ہونا بالراس والعین ہی - جب شمشیرہ نے اپنی قوم کی حالات اپنی رائے کے موافق پائے - تو ایک روز سارے قوم نے اعلان اور اعلام کرکے اور دوسرے روز

ایک کیٹی مقرر ہوئی - اور قوم کو کہڑا کرکہا کہ بالفعل تجویز یہہ ہی کہ ہم قوم
ہیاطلہ کا ۴ سال کا ایک ہی مرتبہ خراج ادا کر دین - جب اکہٹا خراج
دیا جاویگا تو وہ لوگ سال بسال وصول خراج کے واسطے ہمارے
علاقہ مین نہین آیا کرینگے - اوراس صورت مین ہم طمع اپنے رہنے
کے واسطے ایک حصن حصین اور قلعہ متین طیار کرینگے - پہر جب وہ لوگ
بعد انقضاے میعاد معینہ وصول خراج کے واسطے آوینگے تو ہم اپنے
حوصلہ کے اوپر اونکو جواب دینگے اور پہر آزادانہ زندگی بسر کرینگے جب
قوم نے یہہ تجویز سنی اوسی وقت چار سال کا خراج اکہٹا کرکے ہیاطلہ کو
دیدیا - اور قوم ہیاطلہ نے بہی ایک رقم معقول دیکہکر اوسکے منظور
فرمایا - بعد ادائی خراج ۴ سالہ شمشیرد قوم سے اور روپیہ اکہٹا کرکے
ایک خوب مضبوط قلعہ بنالیا اور اوس قلعہ کو آہنی دروازہ لگایا گیا
اور اون دروازہ پر مسلح سپاہی مقرر کئے - کہ رات دن باری باری
دروازہ پر حاضر رہین - جب چار سال گذر گئے تو قوم ہیاطلہ کی چند
اعمال واسطے وصول خراج کے فرقہ مغلوب کے پاس بہیجی جب
اونکے علاقہ مین گئے تو اونہون نے بڑی آزادی اور استقامت سے
ادائی خراج کے لئے انکار کیا - آخر کار ہیاطلہ نے مایوس ہوکر
اس امر سے خاموشی اختیار کی اور پہر وصول خراج کا نام نہ لیا -
بعد بنانے اس قلعہ کے مدت بعید اور عرصہ مدید تک اوس قوم کے
لوگ بفراغت تمام و آسودگی مالا کلام بستے رہے - زمانہ سلطنت
منوچہر مین جب اون کی اولاد و اخفاد زیادہ ہوئی - تو اونہون نے
جگہہ کی تنگی کے سبب سے خوشنویس امیر وقت سے التجا کی اگر ہمکو اجازت

بلجاوے تو اس قلعہ کے نزدیک شہر وسیع اور قلعہ منیع بنا لیوین- امیر مذکور نے عرضی کو حضور مین بھیجدیا- منوچہر نے شہر بنانے کی اجازت دی- اور خزاین شاہی سے بہت سا روپیہ بھی دیا- بعد حصول اجازت کے قوم مذکور نے قلعہ شمشیر کے شمال کی طرف قندز بنا لیا- جب اس شہر کو بنے ہوئے- ایک عرصہ گذر گیا اور آبادی بڑہ گئی- تو پہر اوس شہر کے رہنے والون نے غانوشش حاکم قہند سے التماس کی کہ شہر بنانے کی اجازت ہو جاوے حاکم نے جواب دیا کہ شہر کے بنانے کی اجازت ہے لیکن بباعث کمی روپیہ کے شاہی خزانہ سے کسیطرح مدد نہین دیجاویگی اگر تم قومی چندہ سے بنا سکتے ہو تو- بنا لو- قوم نے اپنی ضرورتون پر لحاظ کرکے قومی چندہ سے ایک نئے شہر کو بنانا منظور کیا اور چند ہی روز مین اپنے ارادہ کو پورا کر دکہایا- اور یہہ شہر بارہ سال کے عرصہ مین اختتام کو پہونچا- جن ایام یہہ شہر بن رہا تھا اسوقت مین ان ملک پر ایک عیسائی بادشاہ حکمران تھا اوسکے حکم کے بموجب اس شہر کے ہرایک برج مین ایک صلیب کی صورت بنا کر رکھی گئی- پس یہہ وہی شہر ہے جسکو اب ہرات کرکے کہتے ہین- یہہ ازبس زیبا و خوشنما منظر تھا- چنانچہ ایک شاعر اوسکے صفت مین لکھتا ہے- **بیت**

چشم فلک ندید و نہ گوش جہان شنید

زین خوب تر مکانے و پسندیدہ تر مقر

وجہہ دیگر یہہ ہے کہ جو دوسرے مورخ نقل کرتے ہین کہ جہان شہر آباد ہے وہان ایک چھوٹا سا نالہ بہتا تہا۔ اوسکے گرد و نواح مین سباع اور وحوش کثرت سے رہتے تہے اور سوائے قصبہ اوبہ کے کوئی آبادی نہین تہی اور اوبہ کے باشندگان ازبس فسادی اور متمرد تہے اس فساد باہمی کے باعث ایک فرقہ جلاوطن ہو کر کوہستان مین جا رہا۔ اور بعد چند مدت کے شمیشرہ دختر بہمن سے اجازت لیکر اوسی کے نام پر ایک قلعہ بنایا اور بارہ[۱۲] سال تک وہان رہی۔ اسکے بعد دارا ابن دارا نے شہر ہرات کو بنایا۔ ابہی پورے طور بن نہ چکا تہا کہ اسکندر نے اوسکا کام تمام کر دیا۔ بقیہ شہر کو اور اوسکے برج کو اسکندر نے بنایا۔ وجہہ تیسری۔ بعض مورخ یون لکہتے ہین کہ بعد از طوفان نوح علیہ السلام پہلے پہل ملک خراسان مین قلعہ شمیشر بنایا گیا۔ اور ضحاک کی لڑکی ہراة نے قصبہ اوبہ کو آباد کر کے ہرات کا آباد کرنا شروع کیا اور چند روز مین آباد ہو گیا۔ وجہہ چوتھی۔ بعض یون بیان کرتے ہین کہ جب اسکندر رومی دارا پر فتحیاب ہوا تو دورہ کرتا ہوا جب اطراف ہرات مین پہونچا۔ تو وہان اوسوقت بجز قہندز کے اور کوئی آبادی نہین تہی۔ اور قہندز کے رہنے والے ترکان جفاکار کے ہاتھ سے تنگ تہے۔ اسکندر نے اونکی پریشان حالی اور اسکندر کو دیکہکر۔ ہرات کو آباد کیا تاکہ پنجہ ظالمین سے مطمئن رہین۔ وجہہ پنجم۔ یہہ ہے کہ سیفی بردی اپنے تاریخ مین لکہتا ہے کہ ہرات کو ایک پیغمبر نے بہ تعلیم جبرئیل آباد کیا۔ وجوہ بنائے ہرات کا ذکر ہو گیا۔ اور مجملاً اوسکے عام حالات کا ذکر کیا جاتا ہے

امیر تیمور نے جب ہرات فتح کیا تو بڑے بیرحمی سے ابنیہ قدیم اور اسکنہ اعظیم کو مسمار کر دیا کچھہ خیال نکیا۔ کہ ایک قدیم شہر کے مسمار کرنے سے لوگون کے دلونپر کیسا صدمہ پہنچے گا۔ شہر ہرات دو فصیل پر مشتمل ہے اور اندر اسکے ۱۴۹ برج ہین۔ اور اسکے گرداگرد ایک خندق کہودی ہوی ہے۔ جو مخالف کے واسطے ایک پوری روک ہے۔ اور عمق اس خندق کا بیس ذرع ہے مگر اب عدم مرمت سے خراب ہو گئی ہے۔ اس شہر مین ایک مسجد جامع کے نہایت عمدہ قریب سبب قیچاق کے واقع ہے یہہ بہت پرانی مسجد ہی اور ایسا ہی ایک قلعہ ہی۔ جو اختیار الدین سے منسوب ہے۔ یہہ قلعہ اپنے عمارت مین لاثانی ہے اور دونو عمارتون مین دیکہنے سے خدا کی قدرت یاد آتی ہے۔ ہرات کے گرداگرد قریب ۶ فرسنگ کے باغات اور بستان و گلستان لگے ہوے ہین۔ اور اون باغون مین آرام کے لئے بقاع دلپذیر اور منازل بے نظیر بنے ہوے ہین۔ جو سیدین کے حق مین ازبس مفید ہین۔ واقعی یہہ شہر اپنے ملک کے شہرون مین ہر ایک بات مین فوق لے گیا ہے چنانچہ ایک شاعر ایک نسبت یون لکہتا ہے

سہ ز ظرفی چو طبع حریفان ہم نفس + و ز نیکوئی چو روئے ظریفان دلربائی + ہستند متفق ہمہ عالم کہ ہیچ کس + اینگونہ جا نگاہ ندید ہیچ جائی = یاد رہے کہ یہہ تاریخ پہلے دنون مین ہرات پر صادق آسکتی تہین۔ اب نہین کیونکہ اب آپس کے فساد اور نفاق کی وجہہ سے ہرات مین بہت فرق آگیا ہے۔

عبدالرحمن خان کے تاریخی حالات

سردار مذکور کا باپ محمد افضل خان تھا۔ اور یہہ افضل خان دوست محمد خان کا بڑا لڑکا تھا۔ اس سردار کو ماں کی طرف سے فرقہ پوپل زئی سے تعلق ہے سنہ ۱۸۶۳ء مین جسوقت کہ دوست محمد خان کی وفات کی باعث تخت کابل خالی ہوا افضل خان نے اس بنیاد پر کہ وہ بڑا لڑکا ہے امیر شیر علیخان کی جانشینی دوست محمد خان مین اعتراض کیا اور جلد ملک افغانستان مین جنگ ملکی شروع ہو گئی۔ سردار افضل خان نے اپنے لڑکے سردار عبدالرحمن خان کو ترکستان مین تخت بلخ کی حکومت دی اور اس سردار نے وہان بیا ہیانہ برتاؤ کیا لیکن آخر کار مجبور ہو کر اوسکو یہہ اقبال کرنا پڑا کہ مجھے شیر علیخان کی فوج نے شکست دی۔ سردار عبدالرحمن خان نے کلیتًا دل سے اطاعت قبول نہین کی اور چونکہ اس سردار کی نسبت یہہ شبہ تھا کہ وہ ابہی تک اپنے باپ سے اوسکی بہتری کے واسطے سازش رکھتا ہے اسواسطے کابل مین طلب کیا گیا۔ اس حکم کی تعمیل سے۔ عبدالرحمن خان نے انکار کیا لیکن اس انکار کے مہیب نتیجہ کا خیال کر کے یہہ سردار دریاے آکسس کیطرف بخارا کو چلا گیا۔ اور یہان اور بہی کئے سردار پناہ گزین ہوئے تہے اوسوقت تک ترکستان مین بدانتظامی تہی عبدالرحمن خان نے بلخ کی فوجون کو ورغلایا کہ تم امیر شیر علیخان کی ملازمت سے گریز کر کے بخارا کو جاؤ۔ امیر بخارا نے عبدالرحمن خان کی کہلا کہلی مدد کی اور کئے طرح سے اوسکی اعانت کی۔ تہوڑی فوج کو درست کر کے عبدالرحمن خان پہر دریاے آکسس عبور کر کے آکچا کی طرف کوچ کیا یہہ مقام اوسوقت

فیض محمد خان کی سپردگی مین تھا اسنے تاب مقاومت نہ لاکر معہ اپنی
فوج کے بخارا کی فوج کی شرکت اختیار کی لیکن گورنر ترکستان فتح محمد خان
جلد اور سہل طور سے قابو مین نہ آیا اور اوسنے ان نئے فوجون کا مقابلہ
کیا لیکن فتح محمد خان کے سپاہی بیوفا نکلے اس سبب سے اس سردار نے
فوج کو اوسکی حالت مین چھوڑکر ترکستان سے راہ فرار اختیار کی اس
طریق سے چند ہفتون کے عرصہ مین عبدالرحمن خان ایک بڑی اور عمدہ
فوج کا مالک ہوگیا اور تخت پل سے آگے بڑہکر کامل طور سے گورنر کا قدیم درجہ
حاصل کیا اسطریق سے سہل طور پر ترکستان عبدالرحمن خان کے قبضہ
مین ہوگیا اور اوسنے ایسی آسانی سے کامیابی حاصل کی کہ کابل پر حملہ
کرنے کا اوسنے قصد کیا اسوقت مین اوسکا چچا اعظم خان جو ایک لائق
آدمی تھا ایک شریک شیر علیخان کے پاس اتبک قید تھا لیکن
وہ کابل سے بھاگ جانیکی واسطے مجبور ہوا تاریخ ۲۴ فروری کو عبدالرحمن خان
بغیر روک ٹوک کے کابل مین داخل ہوگیا لیکن تبتک شیر علیخان دکن مین فوج
جمع کر رہے تھے۔ اور سردار عبدالرحمن خان کو اوسکا بندوبست کرنا
ضرور تھا ماہ مئے مین دونو فوجون کا جو شکوہ آباد مین غزنی کی سڑک
پر ہے مقابلہ ہوا اور عبدالرحمن خان کو کامل فتح حاصل ہوئی تو اس
سردار کے باپ کو قید خانہ سے رہائی ہوئی اور بجاے امیر شیر علیخان
کے امیر کابل مشتہر ہوا لیکن افضل خان بوجہ شرابی ہونے کے کل کاروبار
سلطنت کا اپنے بھائی اعظم خان کے ہاتھہ مین رکھتا تھا عبدالرحمن خان
اپنے کامیابی و دلیری پر نازان ہوکر درپے اس امر کے ہوا کہ اعظم خان
کے خلاف کارروائیان کرے نتیجہ اسکا بہت سخت ہوتا لیکن وجہہ یہہ ہوئی

کہ امیر شیرعلیخان نے قندہار مین فوج جمع کی اور اس فوج سے دونون فریق کو خطرہ یکسان تہا لہذا دو شخص دشمن کے فکر مین پڑگئے اور آپکی دشمنی موقوف رہی جیا اور بھتیجے دونون نے میدان جنگ کی تیاری کی اور دکن کی طرف بڑہکر شیرعلیخان کی فوج سے مقابلہ کیا اور قلات غلزئی مین اوسکو شکست دی یہہ واقعہ ۱۶ جنوری ۱۸۶۷ء کا ہے لیکن ابہی تک شیرعلیخان سے اندیشہ جنگ کا تھا۔

شیرعلیخان کے برادر اعیانی فیض محمد نے ایک اور فوج شیرعلیخان کی مددگیری واسطے مہیا کی۔ تاریخ ۱۷ ستمبر ۱۸۶۷ء کو پہر عبدالرحمن خان نے فیض محمد کی اس فوج کو قلعہ الہ آباد (یہہ مقام افغانستان مین ہی) مین شکست دی۔ اسوقت مین افضل خان نے بمقام کابل وفات پائی اور عبدالرحمن خان فوج کے ہمراہ بیرونجات مین تھا اور جب عبدالرحمن خان واپس آیا تو اوسنے اپنے چچا اعظم خان کو تخت کابل پر پایا۔ عبدالرحمن خان کو اس بات کا ملال ہوا کہ کوشش و دلیری تو ہمنے کی اور افغانستان کی امیری اعظم خان کو میسر ہوئی چونکہ پہر ترکستان مین معاملات کی پیچیدگی ظاہر ہوئی اس سبب سے ان دونون سردارون مین کہلے طور پر جنگ موقوف رہی اور عبدالرحمن خان صوبجات شمالی افغانستان کو اس نیت سے روانہ ہوا کہ سرداران ازبک کو زیر کرے لیکن اس معرکہ مین عبدالرحمن خان کے شمال مین موجود نہونے کے سبب سے شیرعلیخان کو پہر اچہا موقع ملا۔

غزنی افغانستان مین شیرعلیخان کو کامیابیان حاصل ہوئین اور جلد امیر کابل پہر ہوگیا۔ ترکستان مین عبدالرحمن خان کی حالت ابتر ہوگئی

اور اوسکی فوج نے جب یہہ سناکہ پہر امیر شیر علیخان کو تخت کابل نصیب
ہوا تو اس فوج نے ہمت ہار دی اور سب فوج بہاگ گئی اور ماہ
جنوری ۱۸۶۹ء مین یہہ عبدالرحمن خان مع اعظم خان کے پناہ گزین ہوئے
اعظم خان نے گورنمنٹ ہند سے مدد کی درخواست کی لیکن گورنمنٹ
ہند نے مدد دینے سے انکار کیا اوسوقت یہہ دونون سردار ایران
مین پناہ گزین ہوئے اور بعد اوسکے عملداری خان ہوئے آن روئے
دریائے آکسس کو چلے گئے اکتوبر ۱۸۶۹ء مین اعظم خان نے وفات
پائی اور عبدالرحمن خان کو ابتک کابل کی حکومت کا خیال باقی تہا
وہ خیوہ کو چلاگیا یہان اوسنے افغانی ترکستان فتح کرنیکے واسطے
فوج جمع کرنے کی تدبیر کی لیکن کامیابی نصیب نہوئی لہذا وہ بخارا کو
واپس چلاگیا - یہان جہاندار شاہ امیر مخروج بدخشان بطریق
پناہ گزین کے مقیم تہا اوسنے ہرطرح عبدالرحمن خان کی تخت نشینی
کے واسطے مدد کی - جہاندار شاہ نے رابطہ محبت بڑہانے کے
واسطے اپنی بہن کی شادی اعظم خان کے ساتھ اور اپنی دختر کی
شادی سردار عبدالرحمن کے ساتھ کر دی تہی - ماہ اگست ۱۸۷۱ء
شیر علیخان نے سرداران بدخشان کو ترغیب دی اور ان لوگون نے جہاندار شاہ کو خاص اوسکی
دار الحکومت فیض آباد مین قید کرلیا غرضکہ برعایت قدیم رعایا کے جہاندار شاہ قید سے
رہائی پاکر آکسس کے اوس پار کلدپ کو روانہ ہوئے اور یہان عبدالرحمن خان سے
ملاقات ہوئی انہون چاہا کہ شمال مین ترکمانون کی فوج جمع کرکے
بدخشان پر قابض ہون - اور اسطرف میر میمنہ نے ازبک فوج لیکر
مغرب کی طرف سے بلخ اور رینذر سے انکی مدد کی چونکہ روپیہ کی کمی تہی

اسواسطے کامیابی نہین ہوئی اور عبدالرحمن خان نے روسیون کی مدد خیال کیا اور جہاندارشاہ چترال کو چلا گیا - کہ اوس ملک کی سردار امان الملک سے مدد حاصل کرے عبدالرحمن خان بخارا سے سمرقند کو گیا اور ماہ مئی ۱۸۷۰ء مین بمقام تاشقند داخل ہوا جنرل کافمین نے اس سردار کو بڑی خاطرداری کے ساتھ لیا لیکن عبدالرحمن خان کی درخواست پر جو افغانی ترکستان فتح کرنے کے واسطے تھی ذرا کان نہ دیا - قریب پچاس ہزار روپیہ کے عبدالرحمن کا وظیفہ مقرر ہو گیا لیکن اوسکی اس درخواست پر انکار کیا گیا کہ وہ سنیٹ پیٹرزبرگ دارالسلطنت روس کو جائے اور وہان اپنی درخواست بحضور شہنشاہ روس عرض کرے جبکہ شلیر صاحب سے اوسکی ملاقات ہوئی تو اُنہون نے اپنی تعین کے طور پر کہا کہ بصرف ۵۰ ہزار پونڈ وہ اسقدر فوج مہیا کر سکتا ہی جو اوسکو ایکبار پھر افغانستان مین حاکم بنانے کے واسطے کافی ہو -

یہہ بات عبدالرحمن خان کے دل مین نقش ہو گئی اور اس خیال سے وہ اپنی آمدنی وظیفہ کا دسوان حصہ خرچ کرتا اور باقی سب جمع کرتا رہا اور یہہ بھی اوسکو خیال رہا کہ مناسب حالات مدد کرینگا - جہاندارشاہ نے ۱۸۷۳ء مین پھر فساد کی لیکن تقدیر موافق نہ تھی آخر اپنے دادا پاس ۱۸۷۵ء مین سمرقند کو چلا گیا اور وہین وفات

تمت